يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

الحمد اللہ ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبہ قبل جمیع الاشیاء کہ درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب ہادی شیخ و شاب
براہ صدق و صواب ماحق عقائد باطلہ کاشف مکائد عاطلہ مزین بمسائل نافعہ مبرہن بدلائل قاطعہ اعنی حسب الارشاد
فیض بنیاد مجمع اوصاف حمیدہ منبع الطاف حمیدہ جناب محمد عبداللہ صاحب بن محمد ابراہیم صاحب مرحوم بنگلواری

البوارق اللامعہ علی من اراد اطفاء الانوار الساطعہ بالدلائل

الملقب

الفاضحہ لمن قصد ابطال المروج ومن المیلاد والفاتحہ

کہ لمعہ ایست از لمعات شمس سمائی معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول ذکائی فلک فروع و عقول ضیائی بزم علمائی فحول جناب
مولوی نذیر احمد خان متوطن رامپور افغانان مدرس مدرسہ طیبہ واقعہ گجرات شہر احمد آباد و قامت انوارہ اید الآباد
و عمیم الاشفاق کریم الاخلاق امیر نامی رئیس گرامی جناب محمد بدر الدین صاحب بن محمد عبداللہ صاحب قور ادام اللہ مجدہما

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی بلباس طبع پوشیدہ مطبوع طبائع خلائق گردید

فہرست کتاب بوارق لامعہ در ردّ براہین قاطعہ گنگوہی

ج

بحث محفل میلاد شریف

بحث قیام میلاد شریف

ہوئی

تمت بالخیر

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیاء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب هادی شیخ و شاب راه صدق و صواب احق عقاید باطله کاشف مدعا مرین مسائل نافعه مبرهن قاطعه بدلائل اغنی

البروق اللامعه علی من اراد اطفاء الانوار الساطعه

الملقب

بالدلائل الفاضحه لمن قصد ابطال المرحومین و المسلاه و الفاتحه

که از تالیفات لطیفه شمس سمای معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول فریدی گانه فلک ذکا عقول ضیای بزم علما فخر ول جناب مولانا مولوی نذیر احمد خان متوطن اصلی افغانان رس رسرطلیبه واقعه گجرات شهر احمد آباد و قاست ایفواره الہ آباد ۔

در مطبع پرساد دت واقع بمبئی بلباس طبع پوشیده مطبوع طبائع خلایق گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی یصدق وعدہ ولا یخلف عہدہ والصلوٰۃ والسلام علی من ختم بہ النبوۃ وحدہ یقول ناعتم لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم فی اعلاء کلمۃ الحق فکانوا حزب اللہ وجندہ **بعد** حمد وصلوٰۃ کے خاک پائے علماء ذیشان خاکسار **نذیر احمد خان** بن مولانا محمد خان غفر لہما الرحمن متوطن رامپور افغانان اہل خبرت ونصفت کی خدمت بابرکت مین گزارش پرداز ہے کہ جملہ بلاد عرب وعجم یعنی حرمین شریفین ومصر ویمن واستنبول وخراسان وپنجاب ومدراس وبنگال وروم وشام وہند وسندہ وغیرہ کے تمام علماء باوقار وفضلائے نامدار کثرہم اللہ تعالےٰ انعقاد محفل میلاد خیر العباد علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم التناد کی جواز بلکہ استحباب واستحسان پر فتوی دیتے اور اس محفل اقدس کو منعقد فرماتے چلے آئے اور اس باب مین صدہا کتب ورسائل وجیزہ وبسیطہ تصنیف فرمائی کہ اگر اون فتاوی وکتب ورسائل کے اسما علی وجہ الاستیعاب مرقوم ہون تو ایک کتاب کبیر الحجم طیار ہو جائے سوائے نجد عرب اور نجد ہند کے کہ اوسکے سفہائے سراسر غوایت اور جہلائے سراپا بلادت نہین مانتے وہ اپنے شیخ ماضی کے پیرو اور اپنے مقتدائے سابق کے مقتدی ہین کون مقتدا اور مقتدی وہ جنکا حال علامہ شامی نے رد المختار کی جلد ثالث آغاز باب البغاۃ مین یون تحریر فرمایا کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علماءہم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتہی یعنی علامہ شامی نے منکرین محفل مولد وقیام ومانعین فاتحہ درود وسلام کے

تبدیمین کا حال خسران مآل یون تحریر فرمایا ہے کہ اون لوگون نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر فوج کشی کی اور بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکہتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہین اور جو لوگ کہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہین وہ سب کے سب مشرک ہین اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت و جماعت کا مارڈالنا اونہون نے مباح کردیا اور اہل سنت کی علما کا قتل کرنا ان مردودون نے جائز رکہا یہانتک کہ اللہ سبحانہ نے اونکی شوکت کو توڑ ڈالا اور اونکے شہرون کو ویران کردیا اور مسلمانون کی لشکر کو اونپر فتح دی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین انتہی۔ خاکسار کہتا ہے کہ ناظرین رد المحتار پر مخفی نہین کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بمبالغہ کثیر مانع ہین لیکن جب وہ خبیث عقائد باطلہ مذکورہ کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل مین لائے تو خود علامہ شامی نے بھی یہان قلم کے قدم کو آگے بڑہادیا واقفانِ مطول اس کلام مختصر کی تعریض کو بخوبی پاسکتے ہین تصریح کی ضرورت نہین ہے سو یہ تو نجد عرب کا حال زمانہ سابق مین تہا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہان اب تلک باقی ہے اللہ باقی اوسکو قیامت تک باقی رکہے اسوجہ سے ان شیطانون کی مجال نہین کہ وہان کی بلاد پر تغلب یا عباد پر تسحب کرسکین یا بندگانِ خدا کو خیرات اور حسنات سے باز رکہین اون بلاد متبرکہ مین یہ خناسین منع عن الخیر کا اگر ارادہ بہی کرین تو شہبانِ بناوقِ غزات سے مرجوم ہون وہان یہ دیو مقید ہے اور ذریات اسکی سلاسل کیا مقدور انکا جو کوہ خوری اور بیہودہ گوئی کرسکین باقی رہا نجد ہند سو اوسکا حال یہ ہے کہ شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے اپنی ذریات کو اوسمین اسقدر دلیر اور بے باک کردیا ہے کہ ہر ایک اونمین سے بقول عارف رومی مصرع اے بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ بشکل انسان متمثل ہوکر قطع نظر اس سے کہ منع عن الخیرات اونکا کام اور وَلَاُغْوِیَنَّہُمْ اَجْمَعِیْنَ اونکا کلام ہے تفسیق جملہ علمائے کرام اور تکفیر ہمہ اولیاء عظام و تشنیع جمیع اہل اسلام بلکہ اتہام خالق انام بصفات ناقصہ کذا بین لیام پر شب و روز کمر باندہی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ حاکم یہان کا اہل اسلام نہین جو حدو تعزیر اور تفنگ و شمشیر سے جیساکہ شیاطین نجد عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثون کے حال کو تباہ اور انکی بستیونکو عبرت گاہ بناوے اسوجہ سے بیخوف ہوکر مخلوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتراضات کفار رو سیاہ کررہے ہین جو مجمع ایسا دیکہتے ہین کہ وہان فرمان خدا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل ہورہی ہے جلجاتے ہین اور مانع آتے ہین جہان حسنات کے سامان کی طیاری ہوئی تو گویا ان شیطانونکی چہاتی پر تہیر باری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہان بھی بزنجیر تقریر و تحریر علمائے

تحریر یہ دیوبند تہا مگر چند سال سے میدان خالی پاکر رہا ہوگیا ہے اوسکی فرہیات نے گوہ خوری شروع
کردی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سے اللہ سبحانہ نے سلاطین صوری سلطان محمود غزنوی بادشاہ
شہاب الدین غوری و شاہ قطب الدین ایبک وغیرہم نور اللہ مراقدہم و سلاطین معنوی حضرت معین الدین
چشتی و خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و شیخ فرید الدین گنج شکر وغیرہم قدس اللہ اسرارہم کو ہندوستانکی
پاک اور صاف کرنیکی توفیق دے اور ان بزرگون نے بامداد قادر قدیر اس ملک کو کہ سراپا کفرستان
تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی النار کیا اور ایمان لانیوالونکو مقبول کردگار بنایا خارزار
کفر کو جلایا اور گلزار اسلام کو جمادیا مراسم کفر کی جڑ اوکھاڑی بنیاد اسلام کی گاڑی بتخانے اور
اور مندر توڑ ڈالے مساجد اور مدارس کی تعمیر فرمائی پہر ہر چہار طرف سے علمائے کرام اور صوفیہ عظام
اس ملک وسیع مین تشریف لانے لگے اور قیام فرمانے لگے اور سیکڑون فضلائے نامی اور ہزارون
اولیائے گرامی قدس اللہ اسرارہم اس سرزمین مین متولد ہوے اور مدۃ العمر رہنمائے مخلوق رہے
صدہا کتابین تصنیف کین اور ہزارہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی
وحضوری مین بحث کرگئے امکان و امتناع کے مطالب سمجہا گئے مولانا محمود جونپوری علیہ الرحمۃ عالم
قلوب کو شمس بازغہ سے روشن فرماگئے مولانا غلام نقشبند لکہنوی قدس سرہ وغیرہ کلام حق کی
تفسیر لکہہ گئے مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہلا گئے مولانا عبد العلی بحر العلوم
لکہنوی قدس سرہ منقول و معقول کا دریا بہا گئے فقہ و اصول فقہ کے جواہر تبلا گئے مولانا شاہ ولی اللہ
دہلوی دام فیضہ المعنوی علوم ظاہرہ و باطنہ کے نکات و دقائق کہول گئے اور علاوہ اسکے بہت سے
صاحب فضل و کمال کا جاہ و جلال شہرۂ آفاق ہوا یہانتک کہ عرب و عجم سے لوگ واسطے استفادہ کے
یہان آنے لگے بلخ و بخارا سے استفتا بہجوانے لگے مسجدین اور مدرسے معمور خانقاہین پر نور اور ان
سب بزرگونکا مقولہ یہ رہا ؎ خوش آن مسجد و مدرسہ خانقاہے ٭ کہ در وے بود قیل و قال محمد ٭
انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و فاتحہ اموات اہل اسلام و اجتماع باعراس
بزرگان عظام کو مستحسن اور مندوب فرماتے رہے اور خود ہی عمل مین لاتے رہے اور یہیہ
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجدی علیہ اللعنۃ
نے یہ سامان حسنات اور مبرات کا دیکہا اور امور حسنہ پر علمائے اسلام کے اتفاق کو مشاہدہ
کیا نہایت ملول ہوا اور گہبرایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ جس سے یہ حسنات کا

سامان بگڑ جاوے اہل اسلام کا اتفاق اوکھڑ جاوے بازار فساد گرم ہو ترک دین و شرم ہو اتفاق
کی روشنی جائے نفاق کی تاریکی آئے رعب اسلامی کم ہو جماعت مسلمانان ورہم ہو اسکے لئے
اوس مردود نے کوئی اور تدبیر نپائی سوا اسکے کہ یہان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم ناتجربہ کار
غفر لہ الغفار و عفا عنہ الستار کے لوح دل پر یہ نقش جمایا کہ تمہاری اجداد و آبا و خویش و اقربا جو
مر گئے وہ نعوذ باللہ منہ مداہن تھے اور جو ہین وہ سب مبتدع ہین فقط تم ہی تو اکیلے پکے مسلمان
ہو یا جو تمہارا اتباع کرے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تمکو مناسب
نہین ہے کہ ما الفینا علیہ آباءنا کے قائل اور عامل ہو اور کفار زمانہ ماضی کے روش باطل اختیار
کرو اب یہی وقت ہے اگر مضمون مذکور کے صدا دیدوگے تو کوئی بانگ بے ہنگام کہیگا یہ صاحب
عبد الوہاب مذکور کیطرح شیخ نجدی کے فریب مین آگئے اور صداے مسطور دینے لگے جب خویش و
اقربا نے یہ نفیر جس سے توہین اور تکفیر خود اپنے آبا ذوی توقیر کی لازم آتی تھی سُنے بلا کر بہت کچھہ
فہمایش کی کچھہ سود مند نہ ہوئی بآخر یہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اَتباع عالم موصوف اطراف عالم مین اپنے
متبوع سے بڑھکر بمضمون ؎ بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد ✦ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ ✦
شور و شغب مچاتے رہے اور وہی اتباع عبد الوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم ہی مسلمان
ہین باقی سب مشرک ہین یعنے وہ حضرت متبوع تو چونکہ اہل علم تھے موقع اور محل سے ہی بات کر جایا
کرتے تھے صراط مستقیم ہی دکہا جایا کرتے تھے پس نذر اگر بر گوشت واقع ست آن گوشت
حلال ست بھی فرما جایا کرتے تھے اور ان حضرات نے اپنے اقوال کاسدہ سے تو خود اپنے متبوع کو
بھی دہر لپیٹا اور قلمرو ہند کو بکقلم مشرک اور مبتدع ہی سمجھہ لیا اور از انجا کہ کوئی حاکم وازع یہان نہین رہا۔
اسوجہہ سے اونکا فساد روز بروز بڑہتا گیا لیکن علمائے اسلام بسیوف اقلام ہمیشہ انکے جملہ اقوال
باطلہ کی گردنین کاٹتے رہے منجملہ اون خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ انعقاد محفل میلاد خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کاسد کی رد مین علمائے اسلام نے بہت سی
کتابین اور فتاوی تحریر فرمائی منجملہ اونکے عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ
نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام
تصنیف فرمائی اور عالم ربانی و فاضل حقانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس
سرہ العزیز نے دو کتابین بکمال متانت تصنیف کین ایک سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولد منیف اوسوقت توان لوگونکا فساد فی الجملہ فرو ہو گیا تہا اب باضی
قریب کی کیفیت سنئے کہ دو فتوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولد منیف طبع ہوئی
فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن رامپور ضلع سہارنپور نے اونکے رد مین ایک کتاب
مسمی بانوار ساطعہ کہ اسم بامسمی ہے تصنیف فرمائی اور اوسمین بکمال ملاطفت او ملائمت بتعمیل
فقولا لہ قولا لینا اوس جماعت کو سمجہایا اور لعلہ یتذکر او یخشی کا انتظار کیا لیکن
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ + سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابوجہل وغیرہ کو کسقدر سمجہایا لیکن وہ نہی عن الصلوٰۃ و منع من الخیرات سے باز نہ آیا
ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی کا مورد بنا پہر خالق العباد کا ارشاد ہوا کلا لئن لم ینتہ
لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ چنانچہ دنیا
مین ذلیل و خوار اور طعمہ تیغ خونخوار ہوا اور آخرت مین خوراک کژدم و مار اور فی النار ہوگا فرعون
بہی بڑہکر مغرور رہتا کہ مرتے وقت بہی ایمان نلایا تائب نہوا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اللہ سبحانہ
محفوظ رکہے اوس شخص کے حال خسران مآل سے کہ تمام دنیا جسکو سمجہاتی رہے اور وہ کسیکی نمانے
اور کہے کہ یہہ سب باطل پر ہین فقط مین ہے اکیلا حق پر ہون اور اس فہم او قول سے خسر الدنیا
والاخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیساکہ ابوجہل ناہی عن الحسنات تہا یہ لوگ بہی مانع من الخیرات
ہین دیکہئے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون لوگون کی فہمائش
مین کوئی دقیقہ اس کتاب مین فروگذاشت نہین کیا بلکہ اوس طبیب معنوی نے اون بیماران
مرض ضلالت کیواسطے اس سے پیشتر کئی نسخے مجرب اور بہی طیار کئے تہے دافع الاوہام وحرزت
القلوب وغیرہ مگر افسوس ہے کہ بمضمون مصرع ہذا ع مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی +
اونکا مرض ضلالت روز بروز بڑہتا ہی گیا سچ ہے و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد - دافع
الاوہام کو دیکہکر تو اغوائے مذکورین مین سے ایک نے کچہہ خرافات جمع کر کے تحقیق الباطل
ایک بڑے علامہ کے نام سے شائع کی تہی اوسکے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تہا اب
اس کتاب مستطاب انوار ساطعہ مین جو اونکو نصیحت کی اور سمجہایا اور اسکا انتظار رہا کہ
لعلہ یتذکر او یخشی کا ظہور ہو سو کچہہ نہوا بلکہ فغشیہم من الیم ما غشیہم کا مضمون
ظاہر ہوا کہ یم غم نے اونکے قلوب قاسیہ کو ایسا ڈہانپا کہ نصیحت اوسمین اثر نہ کر سکے

سچ ہے۔ ع پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست ٭ تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است
بلکہ اوس نصیحت کے مقابلہ مین اپنے ناصح مشفق کو گالیان دینا شروع کردین۔ یعنی کتاب موصوف
انوار ساطعہ کے مقابلہ مین کسی عدو احمد نے ایک دفتر گالیون کا تالیف کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ
کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکہا سچ کہا ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ اور ویکی
دیباچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی خلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالی تو
معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علماے اسلام کی عداوت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
تمام کتاب پُر ہے اس سے تیقن ہوا کہ خلیل احمد کا یہ کام ہرگز نہین ہے کہ کلمات عداوت محبوب
کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت لکہی اس شخص کو اگر کوئی چمار اپنا بڑا بہائی ثابت کرے تو آتش
غضب مین جلکر خاک ہو جاوے اور اگر کوئی گستاخ ناپاک اوس جناب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مادام الافلاک کو اپنا
بڑا بہائی کہتا پہرے اور کسی اہل علم نے اوس گستاخ بیباک کو اس گستاخی سے منع کیا ہو تو وہ شخص اوس مانع کو جاہل اور نافہم ثابت کرے اور
اوس گستاخ کو اور زیادہ دلیر اور بیباک بنا دے اور گستاخی مذکور کے جواز کا فتوی دے اور کہے کہ اوس قائل نے
جو بڑا بہائی کہا ہے تو بنی آدم ہونیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق کہا ہے مانع
نافہم ہے اسوجہہ کو نہین سمجہا اور قرآن وحدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے
کلام بے سر انجام کا صاحبو از براے خدا ذرا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر صبی غبی بہی
اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم سے ہین اور سید آدم و اولاد آدم بہی
ہین قرآن وحدیث ہر دو مضمون ناطق ہین اسمین کسیکو کلام نہین کلام اسمین ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہر مسلم و کافر فاسق و فاجر اپنا بڑا بہائی جو موہم مماثلت و مساواۃ فی التقرب والکمالات
ہے علی الاطلاق اطراف آفاق مین کہتا پہرے اسکا کیا حکم ہے تو بہلا کون خلیل احمد اور محب محمد
جسکو تہوڑا بہی مساس علم وعقل سے ہوگا اسکو تجویز کریگا اور اس قول مشیر الی المماثلت المطلقہ
والمساواۃ العامہ کے جواز کا فتوی دیگا وہ یہ خیال نہ کریگا کہ قول مذکور مین اگرچہ قائل کی غرض مماثلت
ومساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت ومساواۃ فی الکمالات مقصود نہو تاہم ایہام مماثلت
ومساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً وعرفاً عقلاً ونقلاً کب جائز ہے یا مثلاً کوئی بے ادب
سید آدم وعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا پہرے کہ پہلے ضال تہی پیچہے ہدایت پائی یا پہلے
غافل تہے پیچہے اونکو خبر ہوئی تو ظاہر ایہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بہی جائز کہے گا اور آیۂ

ووجدک ضالا فہدی اور آیہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پڑھیگا کہ قائل
قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہر ہا ہے خبردار کوئی اوسکو قول مذکور سے منع نکرے
اور جو منع کرے وہ نافہم ہے قرآن پر طعن کرتا ہے اور یہ ذی عقل یہ نہ سمجھیگا کہ ان آیتون کا
بیان کرنا بغیر ذکر ماتقدم وماتاخر والہ وما علیہ کی اور بدون اظہار اونکے فوائد ومصالح وشان نزول
وتفسیر کے مناسب نہین ہے چنانچہ آیہ شریفہ اولی کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر نے بیس قول
نقل کی ہین منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے قد یخاطب السید ویکون المراد قومہ فقولہ
ووجدک ضالا ای وجد قومک ضالا فہداہم بک وبشرعک یعنی کبھی مراد
ہوتی ہے قوم اور خطاب کیا جاتا ہے اوسکے سردار سے تو معنی اوس آیہ شریفہ کی یہ ہوئی کہ
تمہاری قوم گمراہ تہی ہمنے تمہارے سبب سے اسکو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہے الضلال
بمعنی المحبۃ کما فی قولہ انک لفی ضلالک القدیم ای فی محبتک ومعناہ انک
محب فہدیناک الی الشرایع التی بہا تتقرب الی حضرتہ محبوبک یعنی ضلال یہان
محبت کے معنی مین ہے جیسا کہ دوسرے آیہ کریمہ انک لفی ضلالک القدیم مین بہی ضلال
بمعنی محبت ہے تو معنی اوسکی یہ ہوے کہ تم ہمارے دوست تہے لہذا ہم نے تمکو وہ شریعت
عطا کی جسکی ذریعہ سے تم ہمارے نزدیکی حاصل کرو اور قطع نظر ان قولون سے اگر دوسرے اقوال
ہی بیان کئے جاوین اون فوائد ومصالح کے ساتھ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے مع ذکر
ماتقدم وماتاخر وشان نزول تو کون مانع ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہی بات کہتا پہرے کہ آپ
پہلے گمراہ تہے پیچہے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل
کو منع نکرو کیونکہ وہ تو قرآن کے موافق کہہ رہا ہے اگر منع کروگے تو قرآن پر طعن ہوگا سبحان اللہ
کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصہ مین آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عداوت قلبی نے
اوسکو مجبور کر دیا ہے کہ بےساختہ بمضمون کل اناء یترشح بما فیہ کے مافی الضمیر اوسکا ٹپک پڑا ہی
وعلی ہذا القیاس دوسری آیہ کریمہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین کا بہی حال ہے جو
استاد کہ اپنی شاگرد پر کمال شفقت رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اوسکے ذہن نشین ہوجاوے
تو اوسوقت کہتا ہے کہ میان یہ بات تمکو پہلے معلوم نہ تہی اب ہم نے بتائی ہے اسکو خوب یاد کرلو
تو جو شخص کہ اوس شاگرد سے عداوت قلبی رکہتا ہوگا وہ تو یہی کہتا پہریگا کہ لو صاحب انکو لوگ بڑا

صاحب علم سمجھتے ہین آج ہمنے خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تہے کہ انکو یہ ذراسی بات بہی معلوم نہ تہی اب خاکسار منصفین اخیار سے پوچہتا ہے کہ اوس شخص کا یہ قول عداوت مین داخل ہوگا یا نہین۔ اللھم سلط علی اعد احبیك كلبا من کلابك اب مانحن فیہ کا حال سنئے تفسیر کبیر مین ہے واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بان یسلك طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیہ یعنی تعلیما للتواضع والانکسار یہ ارشاد ہوا ہے اور وہ شخص اپنی عداوت ظاہر کر رہا ہے اور اپنا بڑا بہائی بول رہا ہے جب یہان انکی یہ بے ادبی ہے تو اپنے باپ کو بڑا بہائی کہنے سے کب چوکے گا اگر کوئی مرد مہذب اوسکو اس گستاخی سے منع کریگا کہ اے بے ادب اپنے والد ماجد کی جناب مین تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اوس مغضوب کو یہی بے ادب جواب دیگا کہ اولاد آدم مین سے مین بہی ہون اور میرا باپ بہی ہے لہذا مین اوسکو اپنا بڑا بہائی کہتا ہون واقعی عنداللہ وعندالناس یہ شخص بہت بڑا فرزند سعادت مند قرار پاویگا اوسکا باپ تو اوسوقت یہی بول اوٹہیگا ؏ زنان باردار ای مرد ہشیار ✤ اگر وقت ولادت مار زاںید ✤ ازان بہتر نزدیک خردمند ✤ کہ فرزندان ناہموار زاںید ✤ اب منصفین اس شخص کی لیاقت علمی کو غور فرماوین کہ صاحب انوار نے صاف لکہدیا ہے کہ اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیا کے ساتہ ہے معاذاللہ منہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہین مطول کو پہچانتا نہین رسائل فارسی تا دست فرسودۂ اطفال مین جو ایہام کی تعریف مذکور ہے اوس سے بہی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہوجاتا اور اس گستاخی کو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی جناب اقدس مین تجویز نکرتا علم ادب پڑہا نہین ادب کہانسے ہو خزانۃ الادب مین ہے الایہام فی الاصطلاح ان یذکر المتکلم لفظا مفردا لہ معنیان حقیقیان او حقیقۃ ومجاز احدہما قریب ودلالۃ اللفظ علیہ ظاہرۃ والآخر بعید ودلالۃ اللفظ علیہ خفیۃ فیرید المتکلم المعنی البعید ویوری عنہ بالمعنی القریب فیتوہم السامع اول وہلۃ انہ یرید القریب ولیس کذلك ولاجل ہذا اسمی ہذا النوع ایہاما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بہائی کہا تو گو اسنے مضمون المعنی فی بطن الشاعر معنی بعید قصد کئے ہون اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابو جہل مردود اور شداد ونمرود لعنۃ اللہ علیہم بہی اس سلسلہ مین داخل ہین لگایا ہو لیکن معنی قریب اوسکے کہ جب کہا جاتا ہے کہ زید کو بہی عمرو کا بڑا بہائی سمجہو تو عرفا وہان یہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتہ عمرو موصوف ہے زید بہی اوسمین عمرو کا شریک ہے متبادر ہونگے سو یہ امر مانحن فیہ مین قطع نظر اس سے کہ شرعا ناجائز

ہے چنانچہ عدم جواز اوسکا کتب شرعیہ سے آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے بفکر غائر اگر دیکہو تو یہ
گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونون کو پہونچاتی ہے نعوذ باللہ منہا اور قول مذکور
اور یہ قول کہ زید عمرو کا بڑا بہائی ہے دونون کا مفہوم قریب ہے قریب ہے اور اسکو تو اطفال دبستان
بہی جانتے ہین لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے یا جہالت سے نجانا اور صاحب انوار نے
جو زبان اردو مین بکمال وضوح لکہا تہا نہ پہچانا لفظ ایہام کو ہی نہ سمجہا اردو سمجہنے کی بہی لیاقت
نہین رکہتا اس سے کتب شرعیہ عربیہ کے سمجہنے کا حال معلوم کرلو وہ لہذا ہر مسئلہ شرعیہ مین اندہونکی طرح
ٹہوکرین کہاتا گیا اور منہہ کے بل گرتا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غائرین پر مکشوف ہوا جاتا ہے
اور وہ مدعی اسکا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اوسکے خرافات مقبلوعہ اوسکے اس ادعا پر شاہد ہے
گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو ان کانٹو نمین گہسیٹا ہے ولہذا اگر کوئی بے ادب بلغوین
مذکورین کے اخوت کا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ قائل ہوگا تو اوس شخص نے جیسا کہ مانحن فیہ
مین جواز کا فتوی بعلت بشریت دیدیا اور ایہام مذکور کا بوجہہ عداوت قلبی خیال نہ کیا یہان بہی جواز
کا حکم دیگا اور بشریت کو علت گردانیگا اور آیہ کریمہ انہ لیس من اہلک کو اپنے دل سے ایا غل سے
بہلا دیگا اثبات اخوت کیواسطے کیا عمدہ علت اسنے مدنظر رکہی ہے سچ ہے علیل القلب کو ایسے ہی علت
ومعلول سوجہتے ہین اسی قسم کے سقما کے حق مین خالق الحکما نے فرمایا ہے فی قلوبہم مرض فزادہم
اللہ مرضا اس وجہ سے اور سوا اسکے اور بہت سے وجوہ ہین کہ اونسے متیقن ہوگیا کہ مولف کتاب مذکور
کا خلیل احمد ہرگز نہین ہے باقی رہا یہہ امر کہ اوس کتاب کے لوح پر لکہا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب
کی حکم سے یہ کتاب چہاپی گئی ہے اور اوس کتاب کے آخر اونکی تقریظ باین مضمون کہ مین نے اس
کتاب کو از ابتدا تا انتہا دیکہا نہایت خوب و مرغوب پایا درج ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ
مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اوس کتاب کو دیکہا کیونکر پسند فرمایا
اور اوسکو چہپوا کر لوگون کو گمراہ بنایا لہذا کاتب الحروف کو اونسے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجودیکہ
وہ کتاب مذکور کے مولف اور ہم مشربان مؤلف کے سرگروہ ہین اونکو اس کتاب کی اشاعت سے
مانع نہوئے بلکہ اول سے آخر تک اوسکو حق سمجہا اور بامر خود اوسکو چہپوایا بڑے رنج اور افسوس کی
بات ہے خیر اب یہ اونکو مناسب ہے کہ اگر یہ کتاب خاص اونہین کی تصنیف ہو تو سمجہہ جائین اور
آیندہ ایسی تصنیف سے باز آئین اور اگر اونکی اتباع مین سے کسیکی ہو تو اوسکو بلکہ اپنی جملہ اتباع کو

منع کرین کہ بار دیگر ایسی حرکت عمل مین نہ لائین عالم مین ضلالت نہ پہیلائین ورنہ ان بلاد مین اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہین ہے نیزۂ قلم بہی کچہہ کم نہین ہے کاتب الحروف کا جب خیال
اوسطرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے ؎ اَنْتَ فِیْ سِتْرٍ وَخَرَبْتَ الْقُلُوْبَ * لَوْکَشَفْتَ الْوَجْہَ مَاذَا تَصْنَعُ * خاکسار نے چاہا تہا کہ اوس کمینہ معائب کی ہر ہر عیب کو
جدا جدا کر کے اہل بصیرت کو دکہلاوے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہو جاوگی سامع
اور قاری کو ملال ہوگا بلکہ چہپنا بہی دشوار ہو جائیگا اس سبب سے مختصر کہا اور مشتے نمونہ از
خرواری اہل دانش کو دکہلا دیا کہ وہ نمونہ سے خروار کا حال خود ہی معلوم کر لینگے الحمد للہ علی احسانہ
کہ اوسنے اس مور ضعیف کی مدد کی اور زمانہ قلیل مین اس کتاب کی کہ مسمی بہ بوارق لامعہ ہے تکمیل
کرا دی کارساز بے نیاز اسکے چہپنے کا سامان بہی بہم پہونچاوے اور مقبول فرماوے اور اہل غوایت کو ہدایت کرے اور اہل ہدایت کو
غوایت سے بچاوے آمین یارب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین
وصل وسلم وبارک علیہم اجمعین - اور زنہار کوئی صاحب اپنی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر کو
خلاف تہذیب کے نہ سمجہین کیونکہ وہ صاحب جنکو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بچشم غور ملاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اونکا قلم دو قدم آگے بڑہ جاتا خاکسار کو معذور رکہتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف مین نہ آئی ہو تو اب بہی احقر خود اونہین سے مستفتی ہے
کہ زید کہتا ہے خدا کا جہوٹ بولنا ممکن ہی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بہائی کہنا جائز ہے
اور دنیا مین فقط مین اکیلا عالم ربانی وحقانی ہون اور باقی سب جاہل ہین یا عالم نفسانی اور
شیطانی ہین خصوصاً حرمین شریفین کے علما تو بڑی ہی فاسق ہین اور نصوص شرعیہ کے خلاف
فتوی دیا کرتے ہین اونکے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور ماورائے چند مواضع کے دوسرے بلاد وقصبات
روم وشام ہند وسندہ عرب وعجم کے علما وفضلا واولیا واصفیا جو مجوز مولد وقیام ہین سب کے
سب مبتدع بلکہ مشرک اور کافر ہین عمرو بکر وخالد وغیرہم نے زید کو اس ہرزہ درائی اور یاوہ سرائی
اور تفسیق ابرار اور تکفیر اخیار سے چند بار بلینت کلام ونرمی تمام منع کیا اور موعظت حسنہ کو
کام فرمایا لیکن زید اونکی نصیحت کے مقابلہ مین عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو اور زیادہ
پہیلاتا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد اعتراض کفار بناتا ہے اور مقولہ اوسکا
یہ ہے کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علما نافہم ہین کم فہم ہین سفیہ ہین نادان ہین اب ارشاد ہو

زید مذکور اگر حکومت اسلامی کے درمیان ہو تو سزائے شرعی اوسکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے
یا لازم التعزیر ہے دائم الحبس ہے یا ضروری الاخراج اور اگر حکومت اسلامی وہان نہو تو اوسکے ساتھ
کیا معاملہ کیا جاوے زجر اور توبیخ اوسکی زبان یا قلم سے کیجاوے یا نہین فقط وہ صاحب اسکا جواب
تحریر فرماوین بظن غالب کہتا ہون کہ میری قلم سے اونکا قلم آگے بڑہجائیگا ہان یہ خدشہ یہان باقی ہے
کہ یہ سوال تمہارا مصنوعی ہے ورنہ زید کے کلام مین یہ باتین جو تمہنے لکہین ہین نہین ہین سو جناب من
آپ اوس خرافات مطبوعہ کو من اولہ الی آخرہ بنظر غور ملاحظہ فرماوین جو باتین کہ احقر نے یہان
بطریق نمونہ کے لکہدی ہین اونسے ہزار چند زیادہ آپکے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب
فقیر سے کہ موسوم بہ بوارق لامعہ ہے معلوم کر لیجئے اور اگر منظور ہو کہ جسقدر عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ اوسمین مندرج ہین وہ سب کے سب علی وجہ الاستیعاب علیحدہ علیحدہ ہوکر بقید صفحہ و سطر اوس
دفتر ضلالت کے ملاحظہ سامی مین گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک گجرات شہر احمد آباد
مدرسہ طیبہ رسیدہ نزد نذیر احمد برسد ابلاغ فرماوین انشاء اللہ تعالی خاکسار اون سبکو جدا جدا
کر کے خدمت سامی مین ارسال کردیگا اور واضح ہو کہ ابتدا مین احقر کا ارادہ اس کتاب کی
لکہنے کا نہ تہا بلکہ قصد یہی تہا کہ اوس دفتر خرافات مین جسقدر عقائد اور اعمال خلاف اہل سنت
وجماعت کے مذکور ہین اون سب کو فرداً فرداً السنہ مختلفہ عربی و فارسی و اردو مین لکہون اور
اون عقائد اور اعمال سے کہ جو جو صاحب معتقد اور عامل یا مجوز ہین اونکے نام مع مقام لکہکر بلاد
قریبہ و بعیدہ عرب و عجم کے علمائے نامی و فضلائے گرامی کیخدمت بابرکت مین روانہ کر کے
فتوی کا طالب ہون اور عرض کرون کہ ان لوگون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکہا ہے از برائے خدا رعایت
کسیکی نہ کرو خلق اللہ کو گمراہی سے بچاؤ امر حق کو نہ چہپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر
فرماؤ کہ وہ لوگ سنی ہین یا رافضی ہین وہابی ہین یا معتزلی ہین یا کسی اور فرقہ ضالہ مین ہین حق پر
ہین یا باطل پر ہین لایق تکریم و توقیر ہین یا سزاوار توہین و تحقیر اور امور دینوی اور شرعی مین
اونکے ساتہہ کسطرح معاملہ کیا جاوے ان لوگون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسکا
نام براہین قاطعہ رکہا ہے یہ عقائد اور اعمال صاف صاف اوسمین لکہکر شائع کیے ہین الغرض
اس مجمل کو مفصل کردون اور اون عقائد اور اعمال کی بطلان کی دلیلین بہی کتب شرعیہ سے
لکہدون پہر حسب جوابات مقامات مذکورہ سے آجاوین اون سبکو یکجا کر کے بطریق اشتہار کے

چہپوادون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ مین روانہ کرون کہ ہر مقام کی ابواب مساجد مین
چسپان کردی جاوین تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے محترز رہین اور اونکے عقائد مذکورہ
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت سمجہین اور گمراہ نہون لیکن بقیۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبید اللہ صاحب بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ بمبئی اور فاضل المعی جناب مولانا مولوی
محمد سکندر علیخانصاحب اصل قندہاری ثم اللکہنوی النحالصفوری مدظلہما العالی نے یہ فرمایا کہ جسطرح
دوسرونے اونکو فہمائش کی ہی ایسے ہی ایکبار تم بہی نرمی سے اونکو سمجہادو اور کتب شرعیہ سے اونکی خدشات رفع کردو کیا عجب ہے
کہ تمہاری تحریر مین حکیم قدیر تاثیر پیدا کردے اور اونکے قلوب مین اثر کرجاوے کہ وہ بہی صراط مستقیم پر آجاوین اور دوسرے بندگان
خدا کو بہکاوین اور بلا تفہیم ہر شہر و قریہ مین بدنام کرنیسے اونکو بچاؤ ہان اسپر بہی اگر وہ نمانین اور تمہاری نصیحت کے مقابلہ مین
عداوت سے پیش آوین اور کوئی تحریر دوسری متضمن عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کرین
تو اوسوقت تمکو اختیار ہے فقط پس امتثالاً لِاَمر الآمرین الموصوفین خاکسار ارادہ مذکور سے باز آیا
اور اس کتاب کو لکہنا شروع کردیا قادر قوی جلشانہ نے اپنے فضل سے تہوڑے ہی دنون مین انجام
کو پہونچا دیا اب دیکہئے کہ سامان اسکے طبع کا کب بہم پہونچتا ہے اور بعد طبع کے یہ نسخہ کیا اثر و کہاتا
ہے شافی مطلق بیماران ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچا دے ایسا نہو کہ اونکی مرض علم
اور زیادہ ترقی ہو جاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے مایوس ہو کر بخوف سرایت آن
باشخاص دیگر بفحوائے فرمن المجذوم کفرارک من الاسد اشتہارات مذکورہ بالا کے اجرا مین سرگرم
ہو اور چونکہ زندگی لایق اعتماد کی نہین ہے لہذا احقر نے اپنے دوسرے ہمشربان اہل سنت و
جماعت کو اس امر کی وصیت کردی ہے جو اخوان کہ نزدیک ہین اونسے کہدیا ہے اور جو خلان
کہ دور ہین اونکو لکہدیا ہے کہ اب تفہیم اور تلقین کی جگہہ باقی نہین ہے فقیر اگر زندہ رہا تو درصورت
ظہور اغوائے عوام اس کام کو بعون اللہ المنعام خود ہی سرانجام دیگا ورنہ آپ لوگو نمین سے
جسکی زندگی وفا کرے دروغ گو کو تا بہ خانہ پہونچاوے اور اہل سنت کو حزب شیطانکی شر سے
بچاوے اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد و مکائد پر اطلاع ہو جاوےگی اب چند مکائد اونکے
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کرکے یہان ذکر کیے جاتے ہین کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدائے
نظر مین اونکو معلوم کرلین اور ہر چند کہ مکائد اونکے بشیار ہین کوئی کہانتک اونکو لکہے اس کتاب سے
اکثر یہ انشاء اللہ تعالے ناظرین غائرین مطلع ہو جاوینگے اونمین سے بعض مکائد اونکے نمونہ کے

طور پر یہان مذکور ہوتے ہین- کید اول یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجمیع النقائص کو
جامع خرافات متقطوعہ نے تہمت لگائی اور کہا کہ جہوٹ بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منہا اور
واسطے فریب دہی عوام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوسمین سے بہی
باقی کو چہوڑ گیا گویا کہ لاتقربوا الصلوٰۃ کو پڑہا اور انتم سکاریٰ سے منہ موڑ گیا اور جسقدر عبارت
کہ نقل کی اوسکو بہی بلادت سے نہ سمجہا اور امکان کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا
یہان سے اس شخص کے علم و دیانت دونون کو معلوم کر لینا چاہیے کہ تا بکجا رسیدہ است
اور تفصیل آگے آتی ہے انشا اللہ تعالیٰ کید دوم یہ کہ جامع خرافات متقطوعہ چونکہ سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتہہ عداوت قلبی رکہتا ہے ولہذا تصریحًا و تعریضًا کلمات گستاخی نسبت اوس
جناب معلی علیہ التحیۃ والثنا کی لکہتا جاتا ہے اور کید یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث
کا مین عامل ہون تاکہ عوام اوسکے دہوکے مین آجاوین اور اوسکو عامل قرآن و حدیث جانین
اور اوسکی گستاخی پردہ اخفا مین ہوجاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم
ہوچکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ شخص تو معلوم ہوچکا کہ عقل کا پورا ہے
پہر آیات کے مطالب اور احادیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح مین سلف صالحین اور
علمائے محققین بیان فرما گئے ہین اونکو کیا جانیگا لاجرم ہر جگہ اپنی عداوت قلبی ظاہر کر دیا ہے
کید سوم یہ کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بہائی کہتا ہے اسکو جامع خرافات جائز
کہتا ہے اور اسکی جواز پر قل انما انا بشر مثلکم کو پڑہتا ہے تا جہلا اسکے فریب مین آجاوین اسکا
حال کچہہ تو اوپر مذکور ہوا جس سے عقلا اور علما، اور ذکیا کو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص عقل کا
پتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کید چہارم یہ کہ جیسا
کہ اتباع عبدالوہاب نجدی بظاہر حنبلی مذہب بنتے تہے اور حال اونکا یہ تہا کہ اہل سنت کے قتل کو
مباح جانتے تہے ویسا ہی یہ شخص مع ذریات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہین لیکن چونکہ یہ
شخص سچا نہین ہے یہ مکر خود اوسکی زبان قلم سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ غیر مقلدین کی مدد کرتا ہے اور
اگر کوئی حنفی مذہب جہلائے غیر مقلدین پر بوجہہ اونکے انحراف کے سواد اعظم سے طعن کرتا ہے تو
اوس حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر مقلدین کا طریق بہی موافق حدیث
کی ہے اور فلان فلان عالم بہی اسکے قائل ہین پس طعن کرنا اس حنفی کا غیر مقلدین کے طریق پر بیا

اونکے کسی جزئے خاص پر اون سب بزرگون پر طعن ہے کہو اب اس طاعن کی ایمان کا کیا ٹہکانا ہے
جب آنکہہ بند کر کے بزرگان دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے
معاذ اللہ انتہی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پر تزویر کا اس تحریر سے غرض اس شیاد کی
یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب مین آجاوین اور جانین کہ حنفیہ بہت ہی گرفتار ہین جو حدیث کے خلاف
کرتے ہین اور بزرگان دین بلکہ خود حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر طنز و تشنیع روا رکہتے ہین اور انکے
ایمان کا ٹہکانا نہین ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہین شاید اس کیاد کے دام فریب مین
پہنسجاوین لیکن علما اور عقلا تو پہچان گئے کہ حال بالعکس ہے اور یہ حکایت اوسکی تحریر کے مناسب
ہے کہ ایک مسلمان کسی مجوسی پر طعن کر رہا تہا اور اوس سے کہہ رہا تہا کہ تیرا مقتدا زرتشت دعوی
پیغمبری مین جہوٹا تہا آتش پرستی اوسنے جاری کی اور کتاب ژند خود تصنیف کر کے لوگون مین
پہیلائی اور کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اوسکا پیغمبر ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے۔ اسی اثنا مین دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان
اگر پہونچا مسلمان مذکور کا بیان سنکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیواسطے پیغمبر کا مبعوث ہونا قرآن شریف
مین موجود ہے ولکل قوم هاد اور زرتشت مجوس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حاذق تہا چنانچہ
فاضل شہرزوری وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہین پس یہ طعن بزرگان دین پر طعن ہوا بلکہ
یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہوگئی کہو اب طاعن کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہے جب آنکہہ بند کر کے
ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے اوس مجوسی نے
مسلمان موصوف سے کہا کہ کیون صاحب اب فرمائیے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہین
مسلمان نے کہا کہ اب تو اپنے گہر کی راہ لے ہم اسکی تعلیم اور تادیب کو مقدم رکہتے ہین
پہر وہ مسلمان اوسی پلید کی رد خرافات کیطرف ملتفت ہوگیا اور کما حقہ اوسکی تفہیم کردی عقلا کو
اسمین تفصیل کی حاجت نہین ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفصل لکہدیتا اور ما نحن
فیہ کے جواب کی بہی یہان گنجایش نہین دیکہتا اپنی مقام پر آویگا انشاء اللہ تعالے واہ واہ
کیا عمدہ اوس مرید کی تقریر ہے اور کیا خوب اس عنید کی تحریر ہے اف کیا اس شخص کے مبلغ علم
کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان گئے ہونگے اس فہرست مین اشارہ ہے پر اکتفا
کیا گیا۔ پنجم یہ کہ ناظرین با تمکین پر ماسبق سے واضح ہوگیا اور مالحق سے اور بہی ظاہر ہو جائیگا

کہ اس شخص کو سید العبید علیہ صلوٰۃ اللہ الحمید سے عناد قلبی ہے ولہذا من کرہ شیئاً منع
ذکرہ کا مظہر بنگیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آنسرور علیہ سلام اللہ الاکبر سے عناد ہے باین سبب
دل سے نہین چاہتا کہ مجالس اور محافل مین آپکا ذکر خیر کیا جاوے اور صراحۃً منع بھی نہین کرسکتا
کہ کوئی ذکر آپکا نہ کرے اور درود آپ پر نہ بھیجے تولد شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی الاعلان
اگر ان امور سے منع کریگا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت وجماعت بلکہ پہلے جاہل ہے اسکا کام
تمام کردینگے تو حصول غرض معلوم کیواسطے یہ کید چلتا ہے کہ جہلا کو تو یون سمجھا کر ٹالدیتا ہے
کہ انعقاد محفل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو اونکے مقابلہ مین اسکو بہت دشواری
ہوتی ہے بہت کچھہ ہاتھہ پانون مارتا ہے مشعبد کیطرح بہت سی شعبدہ بررو کار لاتا
اور کہتا ہے کہ اسمین یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہو جاتا ہے جیسا کہ
بعض ظرفا نے لکھا ہے کہ ایک مرد نے نہایت تنگ آکر قاضی کے پاس اپنی زوجہ کی شکایت
کی کہ نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ رمضان مین روزہ رکھتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب
مین گہر سے باہر جاتا ہون تو دوسرے لوگون کے ساتھہ صحبت رکھتی ہے ذرا آپ اوسکو نصیحت
کرین قاضی نے بلا کر بہت کچھہ کہا اوس عورت نے جواب دیا کہ مین شافعی المذہب ہون
اور اکثر مدت حیض کی اونکے مذہب مین پندرہ روز ہین سو مجھکو پندرہ روز حیض رہتا ہے
نماز کیونکر پڑہون کہ شرعاً ممنوع ہے اور شوہر میرا بڑا مغلوب الغیظ ہے مہینہ کے پندرہ روز
باقی مین اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑہنے میں اوسکی خدمت مین قصور واقع ہو جاوے
اور وہ غصہ مین آکر مجھکو جان سے مار ڈالے محافظت جان کے نماز سے زیادہ شریعت مین موکد
ہے اسوجہہ سے نماز کو ترک کردیتی ہون اور رمضان مین ہر روز مسافرین میرے گہر مہمان آیا
کرتے ہین اور مہمانون کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکہون تو خلاف سنت ہو اور سنت کے
خلاف عمل مین لانا مجکو ہرگز منظور نہین ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات
میرے شوہر کے نزدیک اجانب بیٹھے رہتے ہین اور اوسوقت وہ مجھسے کوئی چیز طلب کرتا ہے
اور اغیار کے روبرو مجکو بلاتا ہے بھلا شرعاً یہ کب جائز ہے اور لوگون کے ساتھہ صحبت رکھنیکا
حال جو میری شوہر نے آپسے بیان کیا سو وجہہ یہ ہے کہ ہر فرد مرد بشریت کی حیثیت سے میرا بھائی ہوتا ہے شوہر
میرا بہت ہی نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجھا لیکن مین چونکہ اسوجہ کو سمجھتی ہون لہذا ہر مرد کے

۲/ ساقط

سائغہ صحبت رکھتے ہون فقط اب ناظرین غور فرماوین کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار اعذار شرعیہ مین دربارۂ مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبدے دکھلائے ہین اور مضمون ع خوی بد را بہانہا بسیار + کو ظاہر کیا ہی اور لکہا ہی کہ انعقاد اس مجلس کا جائز نہین ہی بہلا علمای سنت وجماعت کب اس شعبدہ باز کیاد کی فریب مین آتے ہین نیزۂ قلم سے ایک جلسہ مین اسکی سب شعبدونکو اوڑا دیتے ہین چنانچہ آگے معلوم ہوا جاتا ہی انشاء اللہ تعالیٰ کید ششم یہہ کہ فاتحہ اموات کا مندوب اور مستحسن ہونا چونکہ کتب شرعیہ مین بکمال وضوح مرقوم ہی انکار کی مطلقاً جگہہ باقی نہین اور جامع خرافات مقطوعہ چونکہ منع للخیر پر مجبول ہوا ہی بہت کچہہ فکر کرتا ہی کہ کونسا حیلہ پیدا کرے جو اوسکو انکار کی گنجائش ملے بآخر سوا اسکے اور کچہہ نہ سوجہا کہ اوسی خبیثہ مذکورہ کے سے اعذار واہیہ پیش کردیے بہلاوہ علمای فحول کے روبرو لائق اصغا ہوسکتے ہین وسیجیٔ تفصیلہ انشاء اللہ تعالے کید ہفتم یہہ کہ تمام علمای اہل سنت کو جامع خرافات مقطوعہ کسی مقام پر عوام کالانعام کے ساتھہ تعبیر کیا ہی اور کہین علمائی شیطانی ونفسانی ودنیاوی کا خطاب دے گیا ہی اور اپنی نفس کو عالم ربانی وحقانی لکھکر نقارہ انا خیر منہم کا بجادیا ہی اور بکمال سفاہت یہہ نہ سمجھا کہ مین جو تمام فضلای متقدمین وعلمای متاخرین عرب وعجم کو علمائی شیطانی ونفسانی لکھتا ہون اسکا انجام کیا ہوگا اور یہہ تکبر او غرور اور یہہ گستاخی اور بیباکی کہانتک پہونچائیگی پندنامہ سعدی علیہ الرحمہ بہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہی اطفال وبستان کو یاد رہتی ہی بلکہ اکثر دہقانون اور گنوارونکو بہی اوسکے اشعار محفوظ ہوتے ہین اس مدعی انا خیر نے نہین پڑہی کہ اوسمین فرماتے ہین ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ظاہرا اسکا جواب یہہ دیگا کہ ہمنے تو یون لکہا ہی کہ جو علما مولد وقیام کو مستحسن جانتے ہین اور اس بارے مین رسائل تالیف کرتے ہین اور اسکے استحسان کا فتوی دیتے ہین اور اسکے عامل یا مجوز ہین وہ عوام کالانعام ہین یا علمائی نفسانی وشیطانی ہین اور جو کہ مانعین ہین وہ عالم ربانی وحقانی ہین اس سے یہہ کہان ثابت ہوا کہ تمام علمای اہل تسنن عوام کالانعام ہین یا عالم شیطانی ونفسانی ہین اور تنہا ہم عالم ربانی وحقانی ہین فقط اب ہم اہل حق اسکے جواب الجواب مین کہتے ہین کہ تمام علمای اہل سنت مانحن فیہ کے مجوز ہین تو بموجب تمہارے قول کے عوام کالانعام یا علمای شیطانی قرار پائے اور زمانہ ماضی مین اگر ایک دو مانع بہی گذرے تو قطع نظر اس سے کہ النادر کالمعدوم معلوم ہی او نکے منع کی بہی ایک وجہ خاص تہی کہ وہ تمہاری سمجھہ مین نہین آئی اور اس زمانہ مین تو سوائے تمہارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہین ہی سوتم عالم ربانی وحقانی ہوئے اور عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی اور مولانا کرامت علی صاحب جونپوری ومولانا محمد شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبد الغنی محدث مہاجر مدنی

اور ہزارون علمای حقانی مستحسن اور مجوز اس عمل خیر کی گذری کہ اون سبکے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر علیحدہ درکار ہی قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من فیوضہم و برکاتہم اور اب جو بزرگان دین کہ بقید حیات ہین مولوی عبد الرزاق صاحب و مولوی محمد نعیم صاحب لکہنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب کاکوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری و مولوی عبد الغفار صاحب لکہنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکندر خان صاحب خالص پوری و حضرت مولوی فضل الرحمن صاحب مرادآبادی و مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری و مولانا مولوی عبد القادر صاحب و مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈہی و مولانا مولوی احمد حسن صاحب پنجابی و مولانا مولوی عبد الحق صاحب مجددی نقشبندی مہاجر و مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبد الحق صاحب کانپوری اور خود تمہارے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب اور سوائے انکے ہزارون علمای عرب و عجم بارک اللہ فی اعمارہم مستحسن او مجوز اس کار خیر کے موجود ہین سو یہہ سب عوام کالانعام یا علمای شیطانی و نفسانی ٹہرے کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا واقعی اس بیباک نے سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام و علمای اسلام کثرہم اللہ الی یوم القیام کی جناب اقدس مین ابورافع یہودی کی سی عداوت ظاہر کردی ہداہ اللہ تعالی او خذلہ کید ہشتم یہہ کہ جب یہ شخص خیال کرتا ہی تو دیکھتا ہی کہ روی زمین پر کوئی عالم علمای سنت و جماعت سے اپنے ساتھ نہین ہی اس وجہ سے گہبراتا ہی اور چاہتا ہی کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان ہوجاوے کہ کچہہ سہارا ملے سو اس غرض کے حاصل ہونیکے واسطے خرافات مقطوعہ مین یہ کید چلا ہی کہ جناب مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ کی خوش آمد مین نہایت مبالغہ کر گیا باین خیال کہ جب وہ اس مدح سرائی پر مطلع ہونگے ضرور مافی الخرافات کو قبول و منظور فرماوینگے اور عقائد اور اعمال مین ہمارے شریک ہونگے اور ہر طرحسے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہہ بھی نہی تو ہمکو مخالفین کے روبرو کہنے کی گنجائش تو ملیگی کہ فلان فاضل نامی ہمارے ساتھہ بھی اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف تو ایک مرد پختہ جہاندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہین کہ جنہون نے پادری فنڈر کو عاجز اور لاجواب کردیا وہ تو بہلا کیونکر اسکے دام فریب مین آتے اس دام مین تو کوئی جاہل بھی جسکو کسیقدر حصہ عقل سے ملا ہی نہین آتا اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متضمنہ عقاید باطلہ و اعمال کاسدہ پر مطلع ہوئے حمیت اسلامی سے نہایت غیظ مین ائے اور کلمات تشدد بنسبت اوس تالیف اور مولف و ہم مشربان

مولف وآمر طبع کے فرمائے مولانا مولوی عبد الحق صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری
وغیرہما اسکے شاہد عادل ہین جو چاہے ان بزرگون سے بذریعہ کتابت دریافت کرلے اور خود اونکی تحریر مضمون
مذکور طبع ہوچکی ہی اور دوسری عنقریب شایع ہونے والی ہی ناظرین کے ملاحظہ مین گذرے گی کید نہم
یہہ کہ ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کا ان کیادون نے طبع کرایا اور ظاہر کیا کہ یہہ خط حاجی صاحب کا
مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد گجرات کے نام مکہ معظمہ سے آیا ہے اور اوسپر
حاشیہ اپنی طرف سے چڑہایا اوس حاشیہ مین الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب انوار اور مولوی
احمد حسن صاحب پنجابی کے لکہے اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ خراقات مقطوعہ جب شایع ہوئی تو اس خاکسار نے ایک خط بنام
حاجی صاحب موصوف روانہ کیا تہا مضمون اوسکا یہ تہا کہ صاحبان براہین آپکے مریدان رشید ہین اونکو آپ
منع کردین کہ لوگونکو گمراہ نکرین براہین مقطوعہ مین یہ یہ عقائد باطلہ و اعمال کاسدہ درج کیے ہین فقط یہہ
خلاصہ مضمون خطِ مذکور ہی بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہوچکا شایع ہوا اسکی
تمہید مین صاحبان براہین نے یہہ بھی لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کردیا ہی
جو چاہے اونسے دریافت کرلے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو معتقدان براہین نے چھپوایا اور شایع کیا
یہ کہ براہین قاطعہ مین عقاید حقہ ہین تمہاری سمجھہ مین نہین آئی فقط اور اوسکے حاشیہ مین تو سفاہت اور بلادت
وغیرہ بہت سے الفاظ بمضمون المرء یقیس علی نفسہ کی نسبت خاکسار کے لکہی اور جناب مولوی احمد حسن
صاحب پنجابی کی نسبت لکہا کہ وہ نہ سمجھے نہ بوجھے رسالہ درباب امتناع کذب باری لکہنے کو بیٹھہ گئے فقط اب سنیے
کہ اوس تمہید مین جو ان مکارون نے لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کردیا ہی اسکے مقابلہ مین تو
احقر اسی آیت کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے وہ جواب میرے پاس نہین
آیا اور ان کیادون کو اوسکی نقل پہونچ گئی یہ طرفہ ماجرا ہی الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان
صاحب واصل خالص پوری نزیل بمبئی کو لکہا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین
کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کردین اس خط مین فقط حاجی صاحب سے استفسار اس امر کا کیا تہا کہ یہہ
خط جو صاحبان براہین نے آپکے نام سے چھپوایا ہی فی الحقیقت آپکا ہی یا نہین اور آپ اون عقائد کے جو
براہین مین مندرج ہین معتقد ہین یا نہین فقط فاضل ممدوح نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب
قصوری کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت مین روانہ کردیا جناب حاجی صاحب نے اوسکا جواب
بسبیل ڈاک بشہر احمد آباد گجرات مدرسہ طیبہ مین میرے پاس ابلاغ فرمایا اوسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بصارت مین اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھتا ہون وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھ سے لکھوا دیا کرتا ہون چنانچہ وہ خط بہی جو معتقدان براہین قاطعہ نے چھپوایا ہی مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنے علم پر اعتماد کرکے مضمون مذکور لکھدیا ہوگا اور براہین قاطعہ مین جو عقاید فاسدہ و اعمال کاسدہ مذکور ہین وہ سراسر میرے عقائد و اعمال کے مخالف ہین مین ہرگز اون عقائد و اعمال کا معتقد و عامل نہین ہون فقط صاحبان براہین کے پیر و مرشد کے اس تحریر سے براہین قاطعہ کا خرافات مقطوعہ ہونا واضح ہی کہ اونکے پیر و مرشد اون عقائد و اعمال سے نہایت تنفر ہین اور ہمارا مدعا کہ ہم اوس کتاب کو سراسر غوایت اور اوسکے عقاید فاسدہ و اعمال کاسدہ کو سراپا ضلالت کہتے ہین ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذٰلک اب رہا یہہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر فرمایا کہ وہ خط مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنی سمجھہ کے مطابق لکھدیا ہوگا اس مضمون کی نسبت خاکسار اپنی زبان سے کچھہ نہین کہتا بوجہ اسکے کہ یہہ احقر کسی مسلم کی نسبت جبتک وہ غیر مشروع کا عامل یا قایل نہو کوئی کلمہ سبکی کا کہنا یا لکھنا تجویز نہین کرنا جایز نہین رکھتا چہ جای آنکہ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی سخن اس قسم کا کھے یا لکھے حفظنا اللہ منہ ہان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور مجکو علم اور خبرت ہو ناظرین ذیعقل کی خدمت مین چند استفسار رکھتا ہی اور وہ استفسار اس قسم کے ہین کہ اونکا جواب اہل علم و عقل تو دیہی دینگے اگر وہ لوگ جو کہ فقط رشتی عقل کہی رکھتے ہین جواب اون استفسارونکا دیسکتے ہین اب خاکسار سبق سے قطع نظر کرکے ایک روئداد بیان کرتا ہی بعدازان وہ استفسارات ناظرین با انصاف کے معرض عرض مین لاویگا امید کہ جواب سے ممتاز فرماوین پہر جو صاحب عقل کہ از راہ انصاف جواب دینگے انشاء اللہ تعالی یہ فقیر اوسکو اپنا معتمد علیہ اور دستور العمل گردانیگا اور جانیگا کہ یہہ امر ہر فرد بشر کو اسطرح عمل مین لانا چاہیے اب سنئے وہ روئداد یہ ہی کہ عمرو و بکر نے ملکر ایک کتاب چھپوائی زید و خالد و حامد وغیرہم نے جب اوس کتاب کو دیکھا تو بہت سے ایسے مسایل اونکو اوس کتاب مین نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی اوس سے مفہوم ہو اور ذات بیعیب پروردگار عالم کی جناب اقدس مین عیب لکھتا ہو اور اسلام مورد اعتراض بنتا ہو زید و خالد و حامد وغیرہم چونکہ اہل اسلام ہین اور اونکے مذہب کے یہ مسایل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار گذرا اور طابعان کتاب مذکور بھی مسلمان ہین زید نے بمقتضائی محبت اسلامی چاہا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچین اور صاحبان کتاب بھی ہدایت پاوین اور براہ راست پر آوین سو یہہ تدبیر اوسکے ذہن مین آئی کہ عمرو و بکر یعنے صاحبان کتاب کے پیر دستگیر مسمی بہ ضامن کو لکھنا چاہیئے کہ آپ اپنے مریدون کو منع کردین کہ ایسے افعال اور اقوال سے باز آوین امید ہی کہ عمرو و بکر اپنے مرشد کے فرمودہ پر عمل کرینگے یہہ سوچکر زید نے ضامن کو مضمون مذکور لکھہ بھیجا ضامن کے پاس جب یہہ خط زید کا پہونچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو حکم کیا کہ اسکا جواب لکھکر عمرو و بکر کو روانہ کردو چنانچہ وہ خادم حکم بجالایا اور زید کے خط کا جواب عمرو و بکر کے پاس جو زید کے مخالف تھے روانہ کردیا عمرو و بکر نے اوسپر حاشیہ اپنے طرف سے چڑہایا اور اوس حاشیہ مین بہت سے کلمات ناشایستہ نسبت زید و خالد و حامد وغیرہ کے لکہے اور اوسکو چھپوا کر شایع کیا جب زید اسپر مطلع ہوا تو ضامن کو اونسنے لکھا کہ حضرت یہ خط جو یہان میرے خط کا جواب مشہور کرکے چھاپا گیا ہی فی الحقیقت آپنے ابلاغ فرمایا ہی یا نہین اور اوس خط کا مضمون یہ ہی کہ کتاب مذکور مین عقائد حقہ مسطور ہین سو آپ بہی اون عقاید کے معتقد ہین یا نہین اس بار ضامن نے زید کو جواب بہیجا کہ وہ خط جو چھاپا گیا ہی مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنے قیاس سے لکھدیا ہوگا اور مین اون عقاید کا جو اوس کتاب مین مذکور ہین ہرگز معتقد نہین ہون فقط روئداد تمام ہوئی اب وقت استفسار ہی اول یہ کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اوسکے مخالفین کے پاس روانہ فرمایا اور زید کو مطلق اس سے خبر ہی نہ کی یہ امر دیانت اور تقوی اور اصلاح مین داخل ہے یا انکی اضداد کو شامل ہی با عقلا کے نزدیک مناسب یہ تہا کہ زید نے اپنے خط مین اگر بیجا لکھا ہوتا تو عمرو و بکر کو فہمائش کرنی تہی کہ زید نے مجکو یہ مضمون لکھا ہی اور بیجا لکھا ہے تم ایسے حرکات سے باز آؤ اور زید کو بہی جواب لکھدینا تہا کہ تمہاری تحریر کے مطابق عمرو و بکر کو ہمنے منع کردیا ہی اب چاہین وہ مانین یا نہ مانین مین اونکے عقاید و اعمال سے بری ہون فقط اور زید نے اگر بیجا لکھا ہوتا تو خود زید کے پاس بد کے خط کا جواب بایں مضمون روانہ کرنا مناسب تہا کہ میان زید تمہاری سمجھ ناقص ہی عمرو و بکر نے جو کچھہ اوس کتاب مین لکھا ہی سب حق لکھا ہی تم اب غور کرکے سمجھلو اور اونہی عقائد کے معتقد ہو جاؤ اور اونہی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی صراط مستقیم ہی ورنہ راہ جحیم ہی استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اوس کاتب کو مضمون بتادیا تہا کہ یہہ لکھو یا یون ارشاد فرمایا تہا کہ اسکا جواب جو تمہارے دلمین آوے وہ لکھ لاؤ در صورت اولی جو کچھہ مامور نے لکھا وہ آمر کا ہوا یا نہین اگر ہوا تو ضامن کا یہہ کہنا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا ضامن کو اوس تحریر سے بری الذمہ کریگا یا نہین اگر نہین کریگا تو حضرت ضامن کا یہہ قول کہ اوس کتاب مین عقائد حقہ مذکور ہین اور دوسرا یہ قول کہ مین اون عقاید سے بری ہون اور بیزار ہون ان دونو قولون مین تناقض ہی یا نہین اور صورت ثانیہ کو بہی اہل عقل ملحوظ فرماوین پہر ضامن صاحب نے اوس خط کو سنکر ابلاغ فرمایا یا بغیر سنے اگر سنکر بہیجا تو تناقض بین القولین المذکورین ثابت ہوگا یا نہین اور اگر بغیر سنے ارسال کیا تو نادانی مین یہہ امر محسوب ہوگا یا دانائی مین اور اس سے مداہنت فی امور الدین ثابت ہوگی یا نہین اور چند استفسار اور بہی ملحوظ خاطر ہین برعایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہین لاتا اب ناظرین با انصاف ارشاد فرماوین کہ دوسرے اہل اسلام بہی یہ روش ضامن صاحب کی اختیار کرین یا نہین غالبا سب عقلا یہی فرماوینگے کہ نہین اس قدر لکہنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جناب عالی

کیطرف بجز رعایت خاطر عمرو و بکر کے دوسری کوئی برائی راجع نہین ہی بلکہ یہہ سب کیا دہی وشیا دہی عمرو و بکر کی ہی ہی
وجہ یہہ ہی کہ زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت ضامن کے پاس پہونچا تو حضرت ضامن نے وہ خط زید کا بجنسہ بغیر جواب کے
عمرو و بکر کے نزدیک روانہ کر دیا کہ تمکو اور تمہاری تصنیف کو لوگ اسطرح یاد کرتے ہین ہوشیار ہوجاؤ اور اس قسم کی
حرکات سے باز آؤ عمرو و بکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکہا اور ضامن صاحب کیطرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
ضامن صاحبکو بہی لکہدیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہدیجئیگا اور لکہدیجئیگا کہ ہان وہ جواب مین نے لکہا ہی پہر جب
زید نے دوبارہ حضرت ضامن کو لکہا اور خود اونکے عقاید سے بہی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکہدیا کہ
فلان فلان عقائد اور اعمال اوس کتاب کے میرے عقاید اور اعمال کے مخالف ہین باقی رہا یہ مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو و بکر نے چہپوایا ہی وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اونکے پاس نہین گیا اور نہ مین اوس جواب سے واقف
ہون تمہارے خط کا جواب اونکے پاس مین کسواسطے روانہ کرتا فقط سو یہہ مضمون حضرت ضامن نے اس سبب سے نہین
لکہا کہ عمرو و بکر کے اس مکاری سے نہایت خواری ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت مین التجا ہی کہ حضرت ضامن سے بدظن
نہون عمرو و بکر کو ہی بانیان فساد سمجہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچہہ قصور نہ تہا وہ دوسرے شخص کا فتور تہا اس کید کو
خاکسار نے اس کتاب سے علیحدہ مفصلا لکہا ہی لہذا یہان مختصر لکہا ان لوگون نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو نافہمی کا مضمون لکہا ہی عجب نہین کہ اونکے اساتذہ وتلامذہ مین سے کوئی مستعد ہو کر اس گستاخی کا مزہ چکہا دے
کید دہم یہ کہ جب صاحب خرافات نے دیکہا کہ جملہ علمای عرب و کافہ فضلای عجم مولد و قیام کے مجوز و مستحسن ہین تو نہایت
غیظ مین آیا اور اونکی عداوت کا تخم اپنے خار زار دل مین جمایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ اون
سبکی تجویز باطل ہو جاوے سو کوئی تدبیر اوسکے ذہن مین نہ آئی سوا اسکے کہ علمای عرب کی تو پوری پوری ہجو کر گیا
کہ جاہل ہین فاسق ہین کتاب کے خلاف کیا کرتے ہین مخالف نص کی فتوی دیا کرتے ہین اور فضلای عجم بہی لا یعلم ہین
مشرک ہین مبتدع ہین اون سبکی تجویز اور استحسان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور اوسی خرافات مین یہ بہی بک گیا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لایق اعتماد کے نہین ہی اب ناظرین اس شخص کی بیہودہ گوئی ملاحظہ فرمایا ہین کہ کیا لکہہ گیا مفاد
اوسکا یہ ہوا کہ فقط یہ اکیلا جنتی ہی اور باقی سب جہنم مین جانیوالے ہین نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات
بہلا اس بیباک کے اس زفیر سراپا تزویر کو کوئی عاقل سمع قبول مین جا دے سکتا ہی حاشا اور یہہ کلمات لعن
وطعن سب وشتم جو جمیع علمای اسلام کی نسبت لکہہ گیا فاسق بہی کہہ گیا مشرک بہی ثابت کر گیا جاہل بہی بول گیا
اسکی سزا کچہہ تو اس شخص کو فی الحال ملی ہی اور اگر تائب نہوا تو پوری پوری جزا فی الاستقبال ملیگی انشاء اللہ تعالے
کید یازدہم یہہ کہ خرافات مقطوعہ کا کوئی صفحہ باقی نہین ہی جسمین صاحب انوار کو خصوصا اور جمیع علمای

اسلام کو عموماً دشنام سے یاد نہ کیا ہو اور نافہم اور نادان اور جاہل اور بد دیانت اور شوخ چشم اور بیشرم اور بے ایمان
وغیرہ الفاظ اونکی نسبت نہ لکہے ہون یعنے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہین وہ علمای ربانین اسلام کے کلام سے
اخذ کر کے نقل کئے ہین تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس ناعاقبت اندیش نے لکہے تو گویا اون
سب بزرگان دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یہ کتاب علمای اسلام کی ہجو مین تالیف کی ہی اور عوام کو فریب
دیا ہی کہ اظہار حق کیواسطے لکہی ہی سبحان اللہ اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خرافات مین
نہ فقط ہجو علمائی اسلام ہی بلکہ عداوت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تہمت خالق انام ذو الجلال والاکرام بہی
بہت کچہہ موجود ہی پہر جو شخص ذات بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین گستاخی
سے باز نرہا تو اوسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خرافات کا جامع
معلوم کی جہالت ہوئی ہی مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہی ؎ ز جاہل نیاید جز افعال بد + وز و نشنود
کس جز اقوال بد + کید دوازدہم یہ کہ عوام کو فریب دیتا ہی کہ صاحب انوار نے جو مولد و قیام و درود و سلام کا
استحسان ثابت کیا تو اوسنے ان امور خیر کے مانعین کہ فی زماننا وہ دو چار شخص ہین سوا اونکو جامع معلوم
ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہی کہ صاحب انوار نے اون مانعین سے عداوت رکہی اور مانعین کے ساتھہ عداوت
رکہنی گویا خدا کے ساتھہ لڑائی کرنی ہی صاحبو ذرا غور فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام علما و فضلا و اصفیا و اتقیائی
امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکبریا جل جلالہ و عم نوالہ کو ہدف سہام ملام بنایا اور جاہل اور نادان
اور نافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھہ یاد کیا اور فاسق اور مشرک اور مبتدع قرار دیا یہ من عادی ولیًا لی فقد
اٰذنتہ بالحرب کا مورد ہی یا صاحب انوار کہ اوسنے بکمال ملاطفت مناعین للخیر کو سمجہایا کہ سواد اعظم کی مخالفت
اچہی نہین ہی اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت مین جو رکاکت تہی اوسکو واضح کر کے اونکو بری کردیا کہ یہہ
عبارت اونکی نہین معلوم ہوتی ہی اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہی حاشا و کلا بلکہ
وہی مفسّق اطہار و مکفّر اخیار و مُجہّل اخبار و مُغفّل ابرار و محقّر رسول مختار و متہم خدای غفار اوس حدیث کا مورد
اور مصداق ہے والعیاذ باللہ منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کید سیزدہم
یہ کہ جامع خرافات عوام کو دہوکا دینے کیواسطے لکہتا ہی کہ صاحب انوار نے انوار ساطعہ مین منکرین مولد و
قیام کو سب و شتم سے یاد کیا ہی جن لوگون نے انوار ساطعہ کو دیکہا ہی اور اسکے خرافات کو بہی ملاحظہ فرمایا ہی
وہ لوگ تو جان ہی گئے ہین کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگون نے دونون مین سے کسیکا مطالعہ نہین کیا
وہ اس کتاب سے معلوم کرلینگے اصل یہہ ہی کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے مناعین للخیر کے ساتھہ گفتگو کی ہی

اور حال یہہ ہی کہ ۵ چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی + فزون گردش کبر و گردن کشی + مخدوم سعدی علیہ الرحمہ تجربہ کر کے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر و غرور افزون ہو گیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب انوار کے اوس اکرام اور احترام کا نام دشنام رکھا اور یہہ بھی سبب ہی کہ صاحب انوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہی کہ تم یہ عقیدہ نہ رکھو کہ فاسد ہی اور یہ سخن نہ کہو کہ کاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہی اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہی تمہارے اس قول سی تفسیق ابرار ہو گی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکھا اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل اور سفیہ لکھہ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیگیا سو یہہ تجہیل اخیار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہی کہ کوئی نابکار خانہ پروردگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ اے کمبخت تھوہی مسجد اور یہہ کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بد تہذیب مسجد مین تھوکتا ہی اور میری نسبت خلاف تہذیب الفاظ بولتا ہی اگر بکار خود مشغول نہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس قایل کا قول کہ اے کمبخت تھوہی بے ادبی اور بد تہذیبی مین داخل ہوا ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مقطوعہ اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک ادب اور تہذیب ہی اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب و شتم نام رکھے گئے اور لعن و طعن مین محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کرلین کہ یہہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہی مجکو خوف اسکا ہی کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم و برہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو معلوم ہو گا کہ وہانکے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و قاطنان عجم کے عقاید و اعمال کے مخالف ہوتی ہی سب متنفر ہو جاوینگے اور ہرچند کہ وبال اوسکا تنہا اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو چاہیئے کہ اسکو منع کریں اور کہین کہ بہائی تو گھر مین اپنے خاموش بیٹھا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات کیون کرتا ہی اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہی ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت مین سے تیری خرافات پر اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہی جب دوسرے علما کو اطلاع ہو گی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے اور ابہی تک خیر ہی کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکھا ہی آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت و جماعت چہار طرف سے متوجہ ہو جاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کر کے دہجیان اوڑا دین لہذا مصلحت یہی ہے

سے زعلم بے خبری اے عزیز من مخروش + رموز غامضۂ علم عالمان دانند + فقط طرفہ یہہ ہی کہ اس شخص نے
اپنے پیر دستگیر جناب حاجی صاحب کو بھی اغوای عوام و دشنام دہی علمای اسلام کے سبب سے اپنی ساتھہ ہدف سہام
ملام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہا تہا لیکن وہ تو آخر شیخ پختہ کار دیدۂ انقلاب روزگار تہے صاف اسکے دام فریب سے
نکل گئے اور فرمانے لگے کہ مین ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہین ہون اور نہ اوسکے اعمال کاسدہ کا عامل
ہون دلمین اپنے فرماتے ہونگے کہ مین تو جانتا تہا کہ اس سے اپنی نیکنامی متصور ہی یہہ معاملہ برعکس کیسے ہوگیا
اسکے دلمین کیا سمائی جو علمائی مکہ معظمہ کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلای ہند کو سفاہت اور جہالت کی ساتھہ
منسوب کرنے لگا سرور عالم کو اپنا بڑا بہائی بولنے لگا گہر کو ساتھہ حجر کے تولنے لگا ذات باری کو عیب لگانے لگا
راگ افاخیو گانے لگا اور فی الحقیقت حاجی صاحب موصوف کا یہہ فرمودہ بجا ہی اور دوسرے بھی تو آخر
حاجی صاحب کے بہت سے مرید ہین عالم بھی ہین فاضل بھی ہین عامل بھی ہین سوا اسکے کسی نے اونمین سے یہ راہ پرخطر
آگے نہ لی گروہ منصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہین پہر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کیطرف سے
کدورت نہ آئیگی یہ تو بدنام کنندۂ نکونامی چند کا مصداق بن گیا قبل طبع براہین مقطوعہ کی یہ خاکسار بھی اس شخص کو
صالح جانتا تہا جب اس دفتر خرافات کو دیکہا کہ تمام علمای اسلام کی ہجو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس
مین بے ادبی کر گیا ذات باری تعالی کے ساتھہ عیب لگا گیا العیاذ باللہ بدن کے رونگٹے کہڑے ہوگئے حمیت
اسلامی کا جوش آگیا دل نے کہا کہ علمائی اسلام اور رسول علیہ الصلوۃ والسلام اور خالق انام کی جناب اقدس سے
اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت مین کلفت کو راحت سمجہہ اور علمای اسلام کے ناصرین مین شامل ہو اور اسلام کو
اعتراض کفار سے بچا اور اوسکو تنبہ کر باین خیال خاکسار نے بدرجہ ناچاری نیزۂ قلم اوٹہایا ورنہ احقر اوسکی طرف
التفات بھی نہ کرتا خود اپنے اشغال ضروریہ سے فرصت کہان جو کوئی تعلیم بہائم مین صرف اوقات کرے کمید چہارم ہم
یہ کہ صاحب انوار نے جہان نصوص قطعیہ قرآن وحدیث سے استدلال کیا صاحب خرافات نے وہان تاویلات
باردہ بعیدہ اس قسم کے کہ اطفال ابجد خوان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہین پیش کردئے اور جہان کتب فقہ واصول وکلام
وتصوف وسیر وتفسیر وغیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہان بعض مقام پر تو یہہ لکہہ گیا کہ یہہ روایات ضعیفہ ومرجوحہ لائق اعتماد
کے نہین ہوسکتی اور کہین یون بول گیا کہ یہہ اقوال نصوص کے مخالف ہین اور خود صاحب خرافات کا حال یہہ ہے کہ
نص کو فص جانتا ہی اور فص کو نص پہر اس لیاقت پر تمام علمای اسلام کی تکفیر وتحقیر وتجہیل وتضلیل پر مستعد ہوا ہے
العیاذ باللہ اور جہان صاحب انوار نے علمای راسخین کے اقوال وفتاوی نقل کئے کہ دیکہو یہ علمائی ربانیین عرب وعجم ما نحن فیہ
کے مثبت اور ہمارے ہمزبان ہین یہان صاحب انوار کیطرف اشارہ کرکے یون بڑ ہانکتا ہے کہ اس شخص کو نص سے تو

اثبات مدعا آتا ہی نہین ہے عاجز ہو کر یہہ کہدیتا ہی کہ فلان عالم کا یہ قول ہی او فلان فاضل یہ کرتے تھے اور یہہ نہین
سمجھتا کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہو جاتا ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلان
فلان جاہل ہین اور فتاوی مسطورہ کے مفتی تو فلان فلان فاسق ہین او ہمنے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کر دکھایا
پھر ہمکو مردم شماری سے کیا غرض ہی انتہی یہ خلاصہ ہے جامع خرافات کے کلام نافرجام کا کاتب الحروف کہتا ہی کہ اس مجہل احبار
اور مفسق اخیار کو اسقدر بھی وقوف نہین ہی کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول نص کے مخالف ہو ہی نہین سکتا حدیث ان الله
لایجمع امتی علی ضلالۃ اس مدعا کی مثبت ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علمای ربانی وفضلای حقانی ہین کہ اونکا ادنی
شاگرد اسکو چالیس برس پڑہا سکتا ہی اور اوس شاگرد کے روبرو اسکی زبان ہی نہین کھل سکیگی او فرض کیا اگر اون قائلین
مین سے دو ایک کم علم اور بلباس اہل دنیا بھی ہون تو کیا حرج ہی سلک مروارید بیش قیمت مین رشتہ کم قیمت آخر ہوتا ہے
ہے تو جو اس شخص کیطرح عقل کا پورا ہو گا وہ مجموع سلک مروارید کو رشتہ کے سبب سے کم قیمت کہیگا اس شخص کی دانشمندی
لایق غور ہے او مفتیان اتقیا کو جو یہ شخص فاسق کہہ گیا ہی سو یہہ قول المرء یقیس علی نفسہ کیوجہ سے ہی اور
اور اسکا یہ قول کہ ہمنے اپنا مدعا نص سے ثابت کر دکھایا ہی اسکا حال بعون الله سبحانہ آگے معلوم ہوا جاتا ہے اور
کوئی عالم علمائے محققین اہل تسنن مین سے اسکے ہمزبان نہین ہی مردم شماری یہہ شخص کیا کریگا او جنکو یہ شخص
اپنا ہم مشرب سمجھا ہی جانتا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہون اونکے مطلب او مدعا کو نہین سمجھا اس سبب سے اونکو اپنا
ہم مشرب تصور کیا ہو گا او جنکا کلام کہ بظاہر اسکا معین بھی ہو گا وہ بھی معدود ہونگے جمہور غیر محصور کے مقابلہ مین
بالفرض اگر اونکا کلام نفس الامر مین بھی اسکا معاون ہو گا تو نامقبول رہیگا حدیث اتبعوا السواد الاعظم
کی شرح مین علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین
انتہی چہ جای آنکہ ما نحن فیہ کے مجوز اکثر علماء واتقیا ہون علمای محققین نے جو اس حدیث کے معنے لکھے وہ
قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گھر کے تراشے ہوئے معنے لایق اصغاء ہو سکتے ہین یہان ایک حکایت
مولانا مولوی محمد سکندر خان صاحب واصل خالص پوری سے مین نے سنی تھی یاد آئی کہ ایک مولوی اور
دوسرا تارک الصلوٰۃ کسی سفر مین ہم طریق ہوئے جب وقت نماز کا آیا مولوی صاحب نے وضو کر کے نماز شروع کی
بعد از فراغ دیکھا کہ رفیق مذکور بیٹھا ہوا حقہ پی رہا ہی مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہین پڑھتے ہین رفیق نے
جواب دیا کہ ابتداءً آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہی مولوی صاحب نے کہا کہ یہہ عبادت بارکان
مخصوصہ جو مین نے ادا کی اسی کا نام نماز ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان الله اس اوٹھا بیٹھی کا نام آپنے
نماز رکھا ہی اسکی فرضیت آپ کسی نص سے ثابت کر سکتے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ہنوز آپکو اس عبادت کی

فرضیت ہی کا علم نہین ہی قرآن شریف مین بمواضع متعددہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہی آپنے نہین پڑہا رفیق نے
کہا کہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہین سمجھے اب ہمسے سنئے کہ صلوۃ ایک پہاڑی لکڑی کا نام ہے کہ
آپ نے شاید وہ نہین دیکھی وہ لکڑی کجدار ہوتی ہی اوسکے سیدہا کرنے کیواسطے اس آیۂ شریفہ مین ارشاد ہوا ہی
اقامت بمعنے راست کردن ہی عرب بولا کرتے ہین اَقامَ العُودَ یعنے سیدہا کیا اوسنے لکڑی کو عود بھی عربی
مین لکڑی کو کہتے ہین اقیموا الصلوۃ یعنے چوب مذکور کو تم سیدہا کرو کہ گھر کے کام مین لانیکے لایق ہوجاوے
اس آیۂ شریفہ مین تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہی اور تدبیر منازل ایک قسم ہی اقسام ثلثہ حکمت عملیہ سے
اور یہہ آپکی فہم کی خطا ہی جو آپ صلوٰۃ کے معنے اس اوٹھا بیٹھی کے سمجھے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ مفسرین
اور محدثین اور فقہا اور اہل لغت نے صلوٰۃ کے معنے یہان اوسی عبادت کے لکھے ہین جو مشتمل ہی رکوع وسجود
قیام وقعود پر رفیق نے کہا کہ آب زید وعمرو وبکر وخالد وغیرہ کا نام نہ لیجیئے نفس نص سے اپنا مدعا ثابت
کیجیئے یہ آیت تو ہرگز آپکے مدعا کی مثبت نہین ہوسکتی مولویصاحب نے ناچار ہوکر دوسری آیۂ پڑھی
حافظوا علی الصلواۃ والصلوۃ الوسطیٰ رفیق نے کہا کہ اس آیۂ سے تو ہمارا مدعای مذکور
ثابت ہوتا ہی نہ آپکا مقصود مسطور یعنے یہان بصیغہ جمع صلوات ارشاد فرمایا ہی مطلب یہ ہی کہ جب
لکڑیان بہت ہون تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لے جاسکے اور بیچ والی لکڑی کہ عمدہ ہوتی ہی اوسکی
تاکیداً تخصیص فرمائی اور یہہ تو ظاہر ہی کہ اسباب اور متاع کی محافظت کیجاتی ہی کہ اوسکے واسطے
خوف ہوتا ہی کہ کوئی اوٹھا نہ لیجاوے اور یہہ بھی واضح ہی کہ لکڑیان مایہ اور متاع مین داخل ہین
ولہذا اونکی خرید اور فروخت جاری ہی بخلاف تمہارے اس اوٹھا بیٹھی کے کہ اوسکو کوئی اوٹھا نہین
لیجاسکتا اور نہ اوسکو لیجاکر کوئی کہین فروخت کرسکتا ہی اوسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچھ
یہان محافظت فرمانیکی وجہ اور وہان اقامت کے آنیکا سبب بیان کیا رفیق نے لاانسلم کی سپر آگے
کردی واقعی لاانسلم کی وہ سپر ہی کہ مسایل اور دلائل اور کتب اور رسائل کی تیغ وشمشیر سے نہین کٹتی
ہے اور نہ ٹوٹتی ہی اسکے توڑنے کیواسطے تو یہی ڈنڈا ہی جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان
مین نظم فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ آسمان سے آئین چار کتابین اور پانچوان آیا ڈنڈا الغرض
مولوی صاحب کی تیغ دلیل جب اوس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اوس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام
حاصل ہوتا بمضمون شعر صائب ؎ کام دل نہ توان گرفتن از جہان بے روی سخت +
آتش آوردن برون از سنگ کارِ آہن ست + مولوی صاحب کی صفیر اوس خر کی زفیر سے پست رہگئی

باآخر فرمانے لگے کہ دیکھو فلان اور فلان عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اوسکی فرضیت کے قائل رہے اور فلان اور فلان متقی فی الحال بھی اسکو ادا کرتے ہین اور اوسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت ہین تارک الصلوٰۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہی سبکے سب جاہل اور فاسق تھے اور اس زمانہ کے لوگ بھی علی ہذا القیاس ہین اسی قول سے جہالت اونکی معلوم ہوگئی اور نص کے مخالف کسیکا قول اور فعل لایق اعتماد کے نہین ہی اور تجکو نص سے تو اثبات مدعا آتا ہی نہین ہی فقط یہی کہدیا کرتا ہی کہ فلان اور فلان یہ کرتے ہین اور فلان اور فلان یہ کہتے ہین یہ تو عین دلیل تیرے عجز کی ہی اثبات مدعا سے اور ہمنے تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کردیا ہی پھر ہمکو فلان اور فلان عالم اور فلان اور فلان متقی کے قول وفعل سے سند پکڑنیکی کیا ضرورت ہی انتہی خاکسار کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تارک الصلوٰۃ نے نص اقیموا الصلوٰۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہی پس جیسا کہ اوس تارک الصلوٰۃ یعنے ترک کنندہ نماز نے اپنا مدعای معلوم بتاویلات معلومہ نص سے ثابت کیا تہا اور اوس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی اس جامع خرافات مقطوعہ تارک الصلوٰۃ یعنے ترک کنندہ ورود نے اپنا مدعای مفہوم بتاویلات علیلہ نص سے اثبات کو پھونچایا ہی اور صاحب انوار کو بہ کلمات ناشایستہ جواب دیا ہی شاباش ہی اوس تارک الصلوٰۃ کو اور آفرین ہی اس تارک الصلوٰۃ کو العیاذ باللہ تعالیٰ من شرور افوالهما

کید پانزدہم

یہ کہ صاحب انوار نے جہلای بالغین اور سفہای منکرین کو بہت جگہہ اونکے اغلاط فاحشہ لفظیہ اور اسقام قبیحہ لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد شاگرد بلید کو غلط پڑھتے وقت تعلیم دیتا ہی کہ اے بیوقوف لفظ تو پہلے صحیح پڑہ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھ بغیر تصحیح الفاظ کے معنے تو کیا کریگا اور مطلب تو کیا سمجھیگا ہمیشہ کودن رہیگا جس اہل علم کے روبرو بات کریگا یا عبارت پڑھیگا یا لکھیگا جہالت تیری اوس اہل علم پر منکشف ہوجاویگی کیونکہ علم وجہل انسان کا ایک ہی لفظ سے معلوم ہوجاتا ہی قصہ شیخ علی حزین تو نے نہین سنا اس طرح پر منکرین کو صاحب انوار نے پڑہایا اور سمجہایا اسکا حال سنئے کہ اس تعلیم کی جزا اونہون نے یہ دی کہ گالیون سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا عذر بدتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہین ہین اہل مطبع کی ہین واہ کیا خوب عذر کیا حالانکہ جہان کتاب مین غلطی ہوجاتی ہی وہ غلطی خود بزبان حال بول اوٹھتی ہے کہ کاتب سے ہی یا اہل مطبع سے ہی یا مصنف سے ہی اہل عقل پہچان لیتے ہین کہ یہہ غلطی اوسکی ہی نہ اسکی یا اسکی ہی نہ اوسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہین اور مصنف کی دوسری قسم کے بہلا سنئے جو یہ کہا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہین عقلا کیا اسکے فریب مین آکر اسکے اغلاط اہل مطبع کے سر

ٹھوپ سکتے ہین حاشا چور تو یہی کہتا ہی کہ یہہ چوری مین نے نہین کی بلکہ دوسرے کا نام بتاتا ہی عقلمند تحقیق کر کے معلوم کر لیتے ہین کہ یہہ کام اسکا ہی نہ اوسکا یا اوسکا ہی نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہان جہان غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہوگئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہی اور بعض جا جامع خرافات تسلیم بھی کر گیا لیکن وہان یہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط لفظیہ کیطرف التفات نہین کرتے ہین اس شخص کو اس قدر بھی تمیز نہین کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہین ہو سکتی تو محصل اور عالم کیونکر قرار پایا یہ چند جہلا نہ الفاظ کو جانتے ہین نہ معانی کو پہچانتے ہین نہ مطالب کو جہانتے ہین عالم ہونیکا دعویٰ رکھتے ہین اس جامع خرافات کو دیکھیے کہ خرافات مقطوعہ مین اسقدر اغلاط لفظیہ و معنویہ بھرے ہین کہ اگر کوئی اوسکو طومار اغلاط کہے تو بجا ہی اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکھنؤ تو درکنار بعض دہاقین بھی اوس زبان سے شرماتے ہین مذکر کو مونث بول گیا ہی اور مونث کو مذکر کہہ گیا ہی جمع کو مفرد اور مفرد کو جمع بکتا چلا گیا ہی اور تعقید لفظی و معنوی اسقدر کہ مراد کو الفاظ سے کچھہ مناسبت ہی نہین اور عربی و فارسی الفاظ جو لوگون سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہی وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحویہ و لغویہ مین تلاش کرو کہین پتہ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن مین اونکو صحیح سمجھا ہی ورنہ کیون لکھتا کاتب الحروف نے چاہا تہا کہ اغلاط لفظیہ پر بھی اوسکو مطلع کرے اور سبکو جمع کر کے ایک انبار لگادے لیکن جامع خرافات کو اوس سے فائدہ حاصل ہونا مظنون نہوا کہ بوڑھے طوطے کو کتنا ہی پڑھاؤ وہ ٹین ٹین ہی کرتا رہتا ہی لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے غرض رکھی اور کاتب الحروف کا مولد اگرچہ شہر مصطفے آباد عرف رامپور ہے لیکن زمانہ طفلی سے علمای دہلی کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو کر تحصیل علوم مین سالہای فراوان مشغول رہا اور اسی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن بنالیا اور یہہ شہر توصیف سے مستغنی اردوی معلی یہانکی شہرہ آفاق ہی ارادہ کیا تھا کہ اس کتابکو موافق محاورہ اہل دہلی کے لکھون لیکن دل نے کہا کہ یہ کیا خیال ہی تو خطاب کس سے کرتا ہی اور جواب کسکو دیتا ہی بھینس کے آگے بین نہ بجا وبزکے روبرو شافیہ نہ پڑھ مخاطب کون ہی تیری زبان نہ سمجھیگا محنت رائیگان جائیگی مخاطب کے زبان مین مخاطب کو سمجھا ہر شخص کی تعلیم اوسیکے لہجہ مین خوب ہوتی ہی اوسیکے محاورہ مین مرغوب ہوتی ہی مضامین علمیہ بیان نکر جواہر معانی ارزان نکر ترکیب نحو و تعلیل صرف نکر بے سود اپنی عمر صرف نکر کلموا الناس علی قدر عقولہم پر نظر رکھہ ناچار اس خاکسار نے بتکلف لہجہ صاحب اہین اختیار کیا ناظرین کو اگر کہین عبارت کی غیر مربوطی معلوم ہو کاتب الحروف کو معذور رکہین کہ زبان غیر معتاد مین گفتگو بتصنع ہوا کرتی ہی مطالب کے طالب رہین اور مقاصد کے قاصد وھا انا اشرع فی المقصود

بعون اللہ الودود

قال صاحب الانوار الساطعہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہہ ہے
من اصدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے تمام ہوا کلام صاحب انوار کا
اب اس کلام کی رد مین جو براہین قاطعہ مین لکہا ہے وہ حرفاً حرفاً بجنسہ لکہا جاتا ہے **قال**
جامع البراہین القاطعہ صـ۳ سـ۹ - امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا بلکہ قدما
مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردمحتار مین ہے - ہل یجوز
الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ
لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا یفوکا
پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے - ہان حقتعالی کو اپنے مخلوق کی
مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا جیسا اس سیزدہم صدی کے بتدعین نے
کہا ہے اور عجز قادر مطلق کی مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئ قدیر کے خلاف عقیدہ
ٹہرایا اسپر مولف کو افسوس وعبرت نہوئی پس یہ ماجرا قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حقتعالے
کی عجز پر عقیدہ ٹہرانا تو مولف کی پیشوایان کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان
کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم و
فہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکہے فقط - **اقول** میدان مناظرہ مین جامع براہین کا یہہ
اول قدم ہی اوسی مین لڑکہڑا کر ٹہوکر کہانی شروع کی دیکہئے اسی ایک قول مین کسقدر لغزشین
اور خطائین موجود ہین - **اول خطا** یہ کہ مولف نے بناء تالیف براہین قاطعہ رد بدعت و
محدثات پر اپنے زعم مین رکہی تہی پہر صدق جناب باریتعالی جسپر صاحب انوار نے آیہ کریمہ
سے شاہد عدل پیش کیا کہ من اصدق من اللہ حدیثا یہ تو بدعات ومحدثات مین
داخل نہ تہا پہر جامع براہین کلام ربانی کے مقابل مین خارج از مبحث بحث کرکے کیون خطرہ
عظیم مین پڑا کیا خدائیتعالی کے صدق کلام ماننے کو بہی آپنے بدعت سمجہا معاذ اللہ منہا -
دوسری خطا جامع براہین نے خارج از مبحث اگر گفتگو کی تو یہ کی کہ امکان کذب باریتعالے کا
ثبوت دیا جسپر بچے مکتب نشین کر یما پڑہنے والے ہی قہقہہ مارتے ہین اور کہتے ہین ؎ دروغ آدمی
را کند بیوقار * دروغ آدمی را کند شرمسار * ؎ زنا راستی نیست کارے بتر * کزو گم شود
نام نیک اسے پسر * تفسیر کبیر کی پانچوین جلد مین تحت آیت لاغوینہم اجمعین الاعبادک

المخلصین کی لکہا ہے ان الذی حمل ابلیس علی ذکر ھذا الاستثناء ان لا یصیر کاذبا فی دعواہ فلما احترز ابلیس عن الکذب علمنا ان الکذب فی غایۃ الخساسۃ انتھی ایسی خسیس چیز جب کذب ہوا کہ ابلیس کو بہی اوس سے احتراز کرنا پڑا تو خدا تعالی کے حق مین اسکا جواز ماننا اہل ایمان کا کام نہین ہے۔ اگر معاذ اللہ معاذ اللہ جناب باریتعالی سے کذب صادر ہوگا تو اوسکا وہ نام نیک جو صادق ہے اوسمین نقص آجاویگا۔ ٥ توبہ توبہ ہزار بار توبہ ٭ اس قول سے لاکہہ بار توبہ ٭ اور امکان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے اسپر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اوسکا ثبوت دیتے ہین اور کذب کو فرع خلف وعید کے قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے ہین اسواسطے کہ وہ مجرم کی سزا عفو کرنے کو جود وکرم کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خدا تعالے مین موجود ہین سب اوسکو جواد وکریم کہتے ہین پس جامع براہین نے کذب باریکا ممکن الوقوع ہونا ثابت کردیا اور جہوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جہوٹا اور کذاب کہدے تو یقین ہے کہ طیش کہا کر لڑنے مرنے کو طیار ہوجائین افسوس ایسی معیوب چیز اوس رب الارباب کیطرف منسوب کرین اور ممکن الوقوع ہونیکا ثبوت دین ویجعلون للہ ما یکرھون اور ثابت کرتے ہین اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہین پسند کرتے اور فتاوی عالمگیری مین ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص یعنی کافر ہوجاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالی کو ساتہہ ایسی چیز کے کہ اوسکی لایق نہین یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل وعاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جہوٹ بہت نقصان کی بات ہے چنانچہ عنقریب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالے

تیسری خطا صاحب انوار نے یہ مجملا لکہا تہا کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب باریتعالی عز اسمہ کو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا تہا کہ اس گروہ خاص دیوبندی یا گنگوہی یا انبہٹیکا یہ مذہب ہے پس انکو بہی یہ چاہئے تہا کہ وہ بہی چپکے رہتے لیکن کسطرح ہوتا بقول شخصے چور کی ڈاڑہی مین تنکا خود بخود بول اوٹہے کہ واہ صاحب اس مسئلہ مین تو متقدمین سے اختلاف چلا آتا ہے اب سمجہدار آدمی سمجہہ گئی کہ بیشک اسکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری مین صاحب انوار کے ہم مشرب ہوتے تو اس مسئلہ مین ذرا چون وچرا نکرتے اور دوسری

دلیل انکی عقیدہ امکان کذب کی یہ بہی ہی کہ آپنے درباب حقہ وسماع نفیا واثباتا کچہہ گفتگو نہین فرمائی حالانکہ صاحب
انوار نے اوسکو بہت بسط سی لکہا تہا آپ وس سے اعراض کلی فرماکر شروع صفحہ ٦٠ مین لکہتے ہین کہ کلام حقہ او
سماع مین خارج از مبحث ہی معہذا اپنی مشرب کے بہی بہ تحریر خلاف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ امکان کذب
مین جو اس جگہہ گفتگو فرمائی ہی نہ یہ انکی نزدیک خارج از مبحث ہی اور نہ انکی مشرب کے خلاف ہے استغفراللہ
فائدہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد دو حال سی خالی نہین اگر وہ امکان و وقوع کذب باری کی
قائل ہین جسطرح اشاعرہ وقوع مغفرت بعض معاصی کے قائل ہین اس صورت اونپر یہ الزام ہے
کہ آپنے یہ عقیدہ کیون ٹہرایا یہ اعتقاد مخالف جمیع فرق اسلامیہ ومنافی جمیع ارباب عقول ہی چنانچہ
عنقریب آتا ہے اور اگر اونکا عقیدہ یہ ہی کہ کذب باری محال ہی تو اوسمین کئی الزام ہین اول یہ کہ اوسکو
فرع خلف وعید کیون قرار دیا حالانکہ جو معنی خلف وعید کے علمار نے کئے ہین وہ ممکن الوقوع ہین
نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب امکان کذب باری تمہاری نزدیک بہی باطل تہا تو صاحب انوار سے
تم نے کیون مجادلہ کیا دیدہ ودانستہ ناحق زبان زوری کہ نے دین ودیانت کی خلاف ہی بلکہ حرام ہے،
درمختار مین ہی کہ مناظرہ واسطے اظہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلیئے کہ وہ مناظرہ
کرنیوالا لوگونمین ازروے طلاقت لسانی مقبول ہو حرام ہے تیسرا الزام یہ کہ امکان کذب کو تم
حق نہین سمجہتے تو جو لوگ اسکے قائل ہین تم اونکی طرفدار کیون ہوئے قرآن شریف مین جو آیت ہے
ولا تکن للخائنین خصیما اس سے سمجہا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتہا
الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تم نے صاحب انوار کے مجادلہ وخواہی نخواہی اعتراض کرنے کو لکہی ہے کہ
کچہہ نہ کچہہ تردید اونکے قول کی حق یا ناحق کردینی ضرور ہے اور نفس الامر مین تمہارا یہ اعتقاد نہین
تو تمہارے ساری براہین قاطعہ کا اعتبار اوٹہہ گیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہہ ایساہی کرتے ہوگے
کہ اعتقاد کچہہ ہی اور بظاہر گفتگو اپنے دشمن سے بمقتضاے عناد کچہہ ہی معاذاللہ منہا اور ظاہر تر یہی ہے
کہ امکان کذب باری اونکا مشرب ہی اسلیئے کہ جو چیزین مثل صاحب انوار کے اونکے مشرب کے بہی
خلاف تہی اوسمین اونہون نے گفتگو نکی چنانچہ حقہ وسماع کی بابت خاص اونکا اقرار نقل کیا گیا
ہے اور اسکے سوا اور بہی مقامات ہین کہ ناظرین براہین وانوار اونکو بعد مطالعہ نکال سکتے ہین
کہ جو بات اونکے بہی مخالف ہی اوسکو رد نہین کیا۔ **چوتہی خطا** یہ ہے کہ لوگونکو یہ کہتے ہوئے
سنا گیا کہ اللہ اکبر علمار مین اسقدر عناد کہ اگر ایک خدا اکو سچا کہتا ہے تو دوسرا عالم اوسکی دشمنی سے

خدا مین کذب کی شاخین نکالتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایک کہے تو اوسکی دشمنی سے خدا کو دو کہنے لگے کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوئے ہین ایک یزدان دوسرا اہرمن بس جامع براہین نے گفتگو ایسی کیون کی جس سے خود مطعون بنگیا۔ **پانچوین خطا** یہ کہ غیر مذہبونکی ہاتھہ مین ایک عمدہ اوزار مسلمانون سے لڑنے کے لئے دیدیا کہ وہ کہتے ہین کہ مسلمانونکا وہ مذہب ہے کہ اوسمین ابھی تک صادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہین ہے بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہین غیر مذہب والے کیا جانین کہ جامع براہین کون آدمی ہے غیر معتبر یا معتبر وہ تو یہی جانتے ہین کہ ایک مسلمان کا لکھا ہوا اقرار موجود ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **چھٹی خطا**۔ یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لانے سے شک مین ڈالدیا کیونکہ وہ یا بامید تنعیم جنت و دیدار الٰہی جل شانہ یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہین ہوسمین امکان کذب سے متردد ہوگئے کہ معلوم نہین یہ امور واقع ہون یا نہون پھر کیا ضرور کہ ادہر اپنے قبائل و عشائر سے مہجور و منقطع ہون اور نظرون مین اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مردود ٹھہرین اودہر خدا تعالےٰ بقاعدہ امکان کذب جنت مین نداخل کرے تو دونون جہان سے گئی گذرے نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے۔ **ساتوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات پر ہے تعجب ہوا کرے دیکھو رسول کریم صلعم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آتی ہے کہ حضرت نوح وغیرہ انبیاء علیہم السلام سے کفار تمسخر اپنی کرتی رہی جب اونکو کلام الٰہی سنایا جاتا وہ نہ مانتے ایمان نہ لاتے باوجودیکہ یہ باتین جدید نہ تہین لیکن جب مشرکین عرب سے بھی یہ باتین ظاہر ہوئین تو حضرت فخر عالم صلعم تعجب فرمانے لگے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی بل عجبت و ہم یسخرون واذا ذکروا لایذکرون یعنی تو تعجب کرتا ہی اے محمد صلعم کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور اپنی قبائح نہین چہوڑتے اور کفار کا یہ حال کہ وہ تمسخر کرتے ہین جب اونکو نصیحت سنائی جاتی ہے نہین سنتے اور نہین مانتے اوراسیطرح دوسری جگہ قرآن شریف مین خدا تعالےٰ نے فرمایا وان تعجب فعجب قولہم الحاصل تعجب کے لئے امر جدید ہونا شرط نہین جو مستغنی عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بنا رعلیہ تعجب صاحب انوار کا مبنی عقل سلیم پر ہے نہ لاعلمی پر **آٹھوین خطا** آپ لکھتے ہین بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے **اقول** اسپر دو مواخذہ ہین ایک یہ کہ خود جامع براہین صـ۸۵ سـ۵ مین لکھتا ہے غیر معتبر کتب قرون سابقہ مین بھی نہین انتہی یہ تماشا دیکھئے قرون سابقہ کے کتابونکو آپ اپنے منہہ سے غیر معتبر فرماتے ہین

پہر اگر صاحب انوار بعض قدماء کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کرین یا صرف تعجب ظاہر کرین تو
وہ کیون موجب نکوہش وملامت ہوتے ہین یہ محض عناد قلبی ہی اگر فی الواقع امکان کذب
پر طعن وتعجب کرنا طعن مشائخ سابقین پر ہے اور رد علما ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے
رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تصحیح پر جو بداعتقادی وبداعمالی غیر مقلدین
کی بیان مین اور اونپر طعن کرنے کے بارہ مین ہی تالیف ہوا ہے سب سے پہلے اونکے عقاید باطلہ
مین سے اوسمین ایک یہ عقیدہ اونکا بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خدائے پاک کا جہوٹ بولنا ممکن کہتے
ہین) کیون دستخط کردیا اور امکان کذب کے عقیدہ باطلہ ہونیکا انکار نہ کیا اور امکان کذب باری پر طعن کرنا قبول کرلیا جو وجہ بیان کے بدون
وجود مانع کے بیان نہ کرنیسے واضح ہی رجع اعتراض صاحب انوار پر کرتے ہین ہی مولوی رشید احمد گنگوہی پر وارد ہی اس سے واضح ہی
کہ اس محل مین صرف عناد اسکا باعث ہی کہ صاحب انوار پر طعن وسرزنش کرتے ہین اور رد علما بتاتے ہین کما لایخفی دوسرا مواخذہ یہ ہے
کہ جاہلون کے ڈرانیکو لفظ قدماء کا لکہدیا نام قدماء کے نہ بیان کئے کہ وہ کون ہین صحابہ یا تابعین
یا تبع تابعین یا آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کسطرح انکا نام لکہدیتے انمین سے کوئی بہ نسبت
جناب باری عز اسمہ کی امکان کذب کا قائل نہین ہوا ہے نعوذ باللہ منہا نوین خطا آپ فرماتے
ہین کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردالمحتار مین ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر
مافی المواقف والمقاصد الخ **اقول** افسوس لوگون سے انصاف کیسا اوٹہگیا دعوی آپنے
امکان کذب کا کیا تہا اور دلیل خلف وعید کے لائے ردالمحتار کی عبارت مین یہ چالاکی کی
کہ آخر کی عبارت جس سے صراحۃً واضح ہی کہ محققین اشاعرہ نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
خلف وعید جائز نہین ہی اور صحیح عدم جواز ہی واسطے محال ہونے کی بہ نسبت خدائیتعالی کے چنانچہ
پوری عبارت ردالمحتار کی یہ ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر مافی المواقف و
المقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لایعد نقصا بل کرما وجودا وصرح
التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح
لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالی وقد قدمت الیکم بالوعید مایبدل
القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح
بہ العباد خاصۃ انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ علامہ تفتازانی جو اشاعرہ مین سے ہین
وہ فرماتے ہین کہ محققین عدم جواز خلف وعید پر ہین اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف وعید کو

بسبب محال ہونیکے خدائیتعالی کے حق مین صحیح کہاہے اوراس عدم جواز خلف وعید کا آیات قرآنیہ سے محققین نے ثابت ہونا بیان کیاہے اس عبارت مین پس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے نزدیک ثابت ہے اوریہی صحیح ہے اور مخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے اور مخالف صحیح کا ضعیف ہو اور بلا دلیل ہے اور قول بلا دلیل خلاف ہوتاہے نہ اختلاف چنانچہ درمختار مین ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی انتھی۔ یہ تفرقہ عرفیہ ہے ورنہ قول بلا دلیل کو بھی اختلاف کہدیتے ہین اوراس محل مین جو جامع براہین خلف وعید مین قدما کا اختلاف بتاتے ہین بظاہر مراد یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جو مبنی دلیل پر ہوتاہے اوراسکی اثبات مین عبارت ردالمحتار کو حجت بنانا خطا ظاہر ہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پر دلیل ہونا ہرگز ثابت نہین ہے بلکہ عدم جواز پر دلیل ہونا ثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اور خلاف جو بلا دلیل ہے اور غیر صحیح ہے وہ اونکو مفید وہکو مضر نہین ہے اس عبارت ردمحتار کے بعد علامہ شامی اون لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو حق مومنین مین خلف وعید کو عقلاً جائز کہتے ہین کہ نصوص صریحہ سے جو ثابت ہوگیا یعنے عدم جواز خلف وعید اوسکا عدم شرعاً جائز نہین ہے اوراسپر کہ لابد ہے نفوذ وعید پرایک طائفہ عصاۃ کے حق مین ناقلاً عن النووی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ اونکی پوری عبارت یہ ہے۔ وحاصلہ ان مادل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعید مخصوص بغیر المؤمنین اما فی المؤمنین فھو جائز عقلاً فیجوز الدعاء بشمول المغفرۃ لھم وان کان غیر واقع للنصوص الصحیحۃ المصرحۃ بانہ لابد من تعذیب طائفۃ منھم وجواز الدعاء یبتنی علی الجواز عقلاً لکن یرد علیہ ان ماثبت بالنصوص الصریحۃ لایجوز عدمہ شرعاً وقد نقل اللقانی عن الابی والنووی انعقاد الاجماع علی انہ لابد من نفوذ الوعید فی طائفۃ من العصاۃ واذا کان کذلک یکون الدعاء بہ مثل قولنا اللھم لاتوجب علینا الصوم والصلوۃ وایضاً یلزم منہ جواز الدعاء بالمغفرۃ لمن مات کافراً ایضاً الا ان یقال انما جاز الدعاء للمؤمنین بذلک اظھار الفرط الشفقۃ علی اخوانہ بخلاف الکافرین وبخلاف لاتوجب علینا الصوم لقبح الدعاء لاعداء اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واظھار التضجر من الطاعۃ فیکون

عاصیاً بذلک لا کافراً علی ما اختارہ فی البحر وقال انہ الحق وتبعہ الشارح لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً لتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت انتہی اس سے جو ہم نے بیان کیا تہا وہ بہی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً وشرعاً حق کافرین ثابت ہے جس سے مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ حق مؤمنین مین خلف وعید کا قائل ہونا جود وکرم ہونے کے سبب سے باطل ہے اسلیئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین مین بہی ہے وہان اسوجہہ کی پائی جانے سے کیون خلف وعید کا کوئی قائل نہین ہوتا ہے اور عفو شرک شرعاً یا عقلاً کیون کوئی جائز نہین کہتا ہے پس تخلف مدلول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہے بس جود وکرم کو دلیل خلف وعید فی حق المؤمنین قرار دینا باطل ہوا تو جواز خلف وعید حق المؤمنین مین بہی باطل ہوا بسبب بلا دلیل ہونیکے **قال** الملا علی القاری فی المرقاۃ بعد ذکر الادلۃ السمعیۃ علی امتناع خلف الوعید ثم رأیت صاحب العمدۃ من الحنفیۃ قال تخلید المؤمنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلاً عندہم الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع وعندنا لا یجوز ای عقلاً ایضاً انتہی **وقال** صاحب مجمع البحار فی تکملتہ تحت لفظ وعد وفی وعدہ لہ عقاباً فہو بالخیار ہذہ مسئلۃ مختلفۃ فیہا فمن مانع لانہ یمنع الانزجار ویوجب الخلف ومنع بانہ لم یخص بہ انساناً معیناً حتی یکون خلفاً اذا عفا عنہ انتہی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیۃ علی الخیالی لعل مراد ذلک بقولہم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بحالہ ومقتضی کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیئۃ فجمیع العمومات الواردۃ فی الوعید متعلقۃ بالمشیئۃ وان لم یصرح بہا زجراً للعاصین ومنعاً لہم فلا یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم یجب ان یکون قطعیاً لان جواز التخلف فیہ یوم لا یلیق بشانہ فلا یجوز تعلیقہ بالمشیئۃ انتہی اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت ومن یقتل مؤمناً متعمداً کے واحدی کی رد مین کہ اونہون نے قول جواز خلف وعید بیان کیا تہا فرماتے ہین واما الوجہ الثانی من الوجہین الذین اختارہما فہو فی غایۃ

الفساد لان الوعيد قسم من اقسام الخبر فاذا جوز علی الله الخلف فیه فقد جوز الکذب
علی الله وهذا خطاء عظیم بل یقراب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انه
تعالی منزه عن الکذب ولانه اذا جوز الکذب علی الله فی الوعید لاجل ما قال
ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف ایضاً فی وعید الکفار وایضاً فاذا
جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص
والاخبار لغرض المصلحة ومعلوم ان فتح هذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن
وکل الشریعة انتهی۔ اس سے ہی واضح ہے کہ خلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہے اس سے
جواز کذب لازم آویگا اور یہ خطاء عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلیئے کہ تمام عقلاء نے اتفاق کیا ہے
کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہونا اس جواز کی وجہ ہے تو وعید کفار مین بھی
خلف اسوجہہ سے جائز ہونا چاہیئے وہان کیون جائز نہین ہے اور خلف فی الوعید کرم وجود
ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص واخبار مین بھی خلف بغرض مصلحت جائز کہنا چاہیئے پس معلوم
ہوا کہ اسکا دروازہ کہولنا مفضی ہے طرف طعن فی القرآن وکل شریعت کی اس بیان رد محتار وتفسیر
کبیر سے واضح ہے کہ خلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف ومرجوح وبلا دلیل ہے اور امام رازی
باوجودیکہ اشاعرہ مین سے ہین وہ قریب کفر ونہایت فساد وخطاء عظیم اسمین لازم آنا اور طعن شریعت
پر اور قرآن پر ہونا اس سے فرماتے ہین اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلاء کا ہونا
ثابت کرتے ہین پس امکان کذب باری مین اختلاف ہونا بھی ظاہر ہوگیا اور امکان کذب کا
مسئلہ جدید ہونا بھی واضح ہوگیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز و
امکان کذب باری بالبداہت کفر ہوا ایسے خطا فاحش سے خدا ئیتعالی مسلمان کو بچاوے اور خلف
وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہین اور قول اونکا مبنی برہان شرعی وعقلی پر نہین ہے اونکے
قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ امکان کذب باری تعالے کے بھی
قائل ہین تو یہ سراسر غلط وافتراء اونپر ہے کوئی اونمین سے امکان کذب باری کا قائل نہین ہے
اور کسی کتاب مین یہ مصرح نہین ہے کہ اونمین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا مفہوم
ومعلوم ہے کتب سے چنانچہ اب ہی قول امام رازی رح سے جب اتفاق عقلاء کا تنزیہ باریتعالی عن
الکذب پر ثابت ہوا تو ظاہر ہوگیا کہ عقلاء مین سے کوئی بھی امکان کذب کا قائل نہین ہے

اور قائلین خلف وعید بھی اسمین داخل ہین پس اونکے نزدیک بھی کذب باری جایز نہین ہی اور عبارت آیندہ سے
بھی یہ واضح ہی اور اگروہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اونپر یہ اعراض کیا جاتا کہ جواز خلف وعید
سے کذب باری لازم آویگا تو فقط اسقدر کہدینا اونکو کافی ہوتا کہ ہمارے نزدیک یہ لازم یعنے امکان
کذب باری تعالےٰ باطل نہین ہی بلکہ جائز ہی اور اس لازم یعنے امکان کذب کے دفع کے واسطے جوابات
متعددہ نہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعددہ دیتے ہین کہ بقرینۂ اقتضاء
کرم اخبار مین شرط مشیت مقدر ہی اگرچہ اوسکی تصریح نکی ہووے اور وہ آیات واحادیث جنمین تصریح
مشیت کے ہی قرینہ اس تقدیر کا ہوسکتی ہین دوسرا جواب یہ دیتے ہین لزوم کذب رفع کرنیکے واسطے
کہ اخبار وعید سے مراد استحقاق عذاب ہی نہ وقوع بالفعل یا مراد اون اخبار سے انشاء ہی اگرچہ صورتمین
اخبار ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین بھی اسکی تصریح کردی ہی پوری عبارت
اونکی یہہ ہی حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اند مومن وکافر و مومن دو قسم است مطیع و
عاصی وعاصی نیز دو قسم بود تائب وغیر تائب و کافر مخلد است در نار اجماعاً و مطیع و تائب مخلد اند در جنت
باتفاق وعاصی وغیر تائب در مشیت پروردگار تعالیٰ است اگر خواہد بقدر معصیت عذابش کند و بدوزخ
فرستد و بازش اخراج کند و بہشتش در آرد و اگر خواہد عفوش کند بشفاعت یا بی شفاعت و بے سابقہ
عذاب بہ بہشتش فرستد یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء این بود و احادیث در باب عفو
و مغفرت گنہگاران بسیار است یکی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم و نزدیک بآن
این است کہ اللہ تعالیٰ بندہ را در حضرتش استادہ کند و اورا بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس
چون بیند کہ دران جز سیئات چیزی نیست و بر پشت نامہ کہ بجانب خلائق بود ہمہ حسنات نوشتہ
تا دیگران از وے جز حرف حسنات نخوانند و سیئاتش از اغیار مستور مانند پس بفرماید وی سبحانہ تعالیٰ
کہ اے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم وامروز آمرزیدم دیگر در بہشت در آی تا ابد جای تو
آنست و این ہمہ بحکم اوست تعالیٰ عقل را در ینجا مدخلی نیست کہ گوید کہ چرا کفر را نہ بخشد و چرا یکی را بہ بخشد
و دیگری را بگیرد یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید پس ظاہر شد کہ حکم او چنان است کہ در وعدہ
خلاف نرود و در وعید تو اند کہ خلاف کند این محض کرم اوست عادت کریمان این است اگر وعدۂ
انعام و احسان کند البتہ وفا کند کہ الکریم اذا وعد وفا و اگر بقہر عذاب بترساند بوجود نیارد
و بعضے برین اند کہ خلاف در وعدہ و وعید قطعاً نرود والا کذب اخبار لازم آید تعالیٰ عن ذالک

جوابش آنست کہ بقرینہ اقتضاء کرم دراخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ تصریح بدان نکرد باشد و

خبر وعدہ حتما مقتضیا باشد و آیات واحادیث کہ درانجا تصریح بہ مشیت و وقوع یافتہ است نیز قرینہ آن

تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نہ وقوع یا بالفعل یا مراد بدان انشاء وعید

نہ حقیقت اخبار پس کذب و تبدیل لازم نیاید فافہم واللہ اعلم انتہی اس سے واضح و لایح ہے کہ قائلین خلف وعید امکان کذب باری تعالی کو قبول نہین کرتے ہین پس مجوزین خلف وعید کے حق مین یہ گمان کرنا کہ وہ امکان کذب باری تعالی کے قائل و ملتزم ہین سراسر اونپر افترا ہے اور اونکے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب لازم آجاوے تو اوس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ اسکے قائل ہین یہ گمان تو کوئی ادنی عقل والا بھی نہین کرسکتا ہے پس خلاف ہونے سے جواز خلف وعید مین خلاف ہونا امکان کذب مین جو گمان جامع براہین کا ہے ثابت نہوا اور کیونکر کوئی اہل اسلام واہل عقل و فہم خدای تعالی کے حق مین امکان کذب کا گمان کرسکتا ہے آیت ومن اصدق من اللہ قیلا سے خدای تعالی کیواسطے صفت صادق و سچی ہونیکی ثابت ہے اور بمقتضای عقاید اہل اسلام واہل فہم ؎ صفات الذات والافعال طرا + قدیمات مصونات الزوال + تمام صفات ذاتیہ وافعال خدای تعالی کے قدیم ہین اور عدم و زوال اونکا محال ہے چنانچہ قضیہ مقبولہ ہے ماثبت قدمہ امتنع عدمہ پس زوال صدق خدای تعالی کا بسبب قدیم ہونیکے ممتنع محال اور بقاء و وجود اوسکا واجب و ضرور ہوا اور کذب صدق کی ضد ہے اور ثبوت و وجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع و زوال دوسری ضد کو لان اجتماع النقیضین والضدین محال اور امکان ایک نقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے نقیض سے ہے مثلا رفع حیوان کا انسان سے ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہوگا اور زوال و رفع حیوان کا انسان سے جایز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باریتعالی مین تو صدق باریتعالی کا ضروری نہونا لازم آویگا اور صدق کے زوال و رفع کا امکان ثابت ہوگا اور جسکا زوال و رفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہین پس صدق قدیم نہوگا و ہذا خلف اور یہی استحالہ امکان وجود کذب باریتعالی سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہے پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا زوال و رفع جایز و ممکن ہوا تو صفت صدق خدایتعالی کی قدیمی نہوئی اور صدق کا قیام بالفعل خدایتعالی کے ساتھ جامع براہین بھی بسبب اظہار ایمانکے ساتھ خدای تعالی کے اور ساتھ آیات اوسکی کے کہ اونمین سے آیت من اصدق بھی ہے مانتا ہی ہوگا اور تقدیر مذکور پر صدق باری قدیم نہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا ساتھ خدای تعالی کے لازم آویگا وہو تعالی عن ذلک اور محل حوادث منافی الوہیت کی ہے

چنانچہ کتب عقاید بھی اس سے مملو ومشحون ہین پس خدا خدا نرہا نعوذ باللہ من ذلک اور اس ورطہ ظلما، ہین گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ اوسکا ثابت ہی اور اگر کذب باری ممکن وتحت قدرت ہوگا تو تحت قدرت ہونیکے سبب سے خدا یتعالی اوسکے ساتھ یعنے کذب کے ساتھ ازلاً وابداً متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اوسکی قدرت ہی اوسکے ساتھ وہ ازلاً وابداً متصف ہی چنانچہ خدائے تعالی قبل خلق واحداث مخلوق کے خالق تہا حقیقتہً اور قبل مربوب کے وہ باری تھا اور اوسکے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسیطرح قبل احیاء موتیٰ وہ محیی ہی حقیقۃً بسبب ثبوت قدرتکے ان امور پر قال علی القاری فی شرح فقہ اکبر ناقلا عن الطحاوی وابن الہمام رح کما کان اللہ تعالی بصفاتہ ازلیا کذلك لایزال علیہا ابدیا لیس بخلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثہ البریۃ استفاد اسم الباری بل لہ معنی الربوبیۃ ولا مربوب ومعنی الخالقیۃ ولا مخلوق کما ان محیی الموتی استحق ھذا الاسم قبل احیاءھم کذا استحق اسم الخالق قبل انشاءھم ذلك بانہ علی کل شیٔ قدیر انتہی فقولہ ذلك بانہ علی کل شیٔ قدیر تعلیل وبیان لاستحقاق اسم الخالق قبل المخلوق فافاد ان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق اسم الخالق بسبب قیام قدرتہ تعالی علی الخلق واسم الخالق ازلی ولا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرۃ الخلق فی الازل وھذا مایقولہ الاشاعرۃ انتہی وفی ذلك الکتاب وقد کان اللہ تعالی متکلما ای فی الازل ولم یکن تکلم موسی ای والحال انہ لم یکن تکلم موسی بل ولا خلق اصل موسی وعیسی و قد کان اللہ تعالی خالقا قبل خلق الخلق وفی نسخۃ وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی ان ھذا النعت فیہ محقق لا مجاز الی ان قال وایضا فرق واضح وبون لائح بین من ھو قادر علی الکتابۃ الا انہ یوخرھا الی وقت الارادۃ وبین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الراھنیۃ وتحت الاحتمال فی الازمنۃ الاتیۃ انتہی مختصراً اس سے واضح ہی کہ جو تحت قدرت ہے اوسکے ساتھ خدای تعالی ازلاً وابداً متصف ہی حقیقتہً نہ مجازاً پس کذب پر اسکے قدرت ہوگی تو ازلاً وابداً حقیقتہً اوس کذب کے ساتھ خدائے تعالی متصف ہوگا اور نعوذ باللہ من ذالک خدای تعالی کاذب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص وعیب ہونا بدیہی ہی پس قیام نقص وعیب ساتھ خدایتعالی کے لازم آویگا اور رفع صدق کا بھی لازم آویگا لاستحالۃ اجتماع النقیضین والضدین اور یہہ خلاف عقل ونقل کے ہی پس امکان کذب باری باطل ہی اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہی اور یہہ کوئی اہل عقل وفہم نہین کہہ سکتا ہی کہ خدائی تعالی مین صفت کذب بالفعل تو موجود نہین ہی زمانہ آیندہ مین خدای تعالی چاہے تو آسکتی ہی کہ اس کہنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالی کیواسطے کوئی صفت منتظرہ وحالت متاخرہ بھی ہے

جو آگے
عہ
۵

جو آگے کو آجاویگی اور حال آنکہ ایسی صفت خدای تعالیٰ کیواسطے ہونا جائز وممکن نہین ہی کتب حکمت تو
اس سے مملو ہی ہین کتب عقائد مین بھی موجود ہی کہ کوئی حالت وصفت منتظرہ ومتاخرہ خدای تعالےٰ
کیواسطے نہین ہی چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ان واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود من
من جمیع جہاتہ کاسمائہ وصفاتہ والمعونہ لیست لہ صفۃ منتظرۃ ولا حالۃ مستاخرۃ اذ لیست ذاتہ صحالا للامر
فان ذاتہ کافیۃ فی حصول جمیع ما لہ من الصفات والحالات التی بہ یتم الاعراض ولانہ لولم یکن ذاتہ کافیۃ فی
حصول ذلک لکانت محتاجۃ الی ظہور الغیر ہنالک وکل محتاج الی الغیر فہو ممکن الوجود وقد ثبت انہ واجب الوجود
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ غنی حمید ای غنی بذاتہ وصفاتہ عن ظہور مصنوعاتہ وہو حمید
بنعوتہ واسمائہ سواء حمدہ اولم یحمدہ احد من سوائہ فہو منزہ عن التغیر والانتقال بل لا یزال فی نعوتہ
الفعلیۃ منزہا عن الزوال فی صفاتہ الذاتیۃ مستغنیا عن الاستکمال ولا یلزم من حدوث متعلقات ہذہ الصفات
حدوث الصفات کالمخلوق والمرزوق والمسموع والمبصر وسائر الکائنات وجمیع المعلومات انتہیٰ
پس معلوم ہوگیا کہ یہہ ممکن نہین ہی کہ بالفعل تو کوئی چیز خدای تعالیٰ مین نہووے اور آگے کو حاصل ہوجاوے
پس آیندہ کو بھی کذب کا حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور عقل تقدیر اوسکے وجود کی خارج مین بہ نسبت باری تعالیٰ کے
جایز نہین جانتی ہی اسلئے کہ جو اول نہووے بعد کو ہوجاوے وہ حادث ہوتا ہی اور باری تعالیٰ محل حادث نہین
ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہین پس محال ہوا چنانچہ ملا علی قاری ضوء معانی
مین محال کے معنے یہ لکھتے ہین والمحال بضم المیم ما لا یمکن فی العقل تقدیر وجودہ فی الخارج انتہیٰ اور
دوسرے معنے اونہون نے یہہ لکھے ہین المحال والمستحیل ما یقتضی ذاتہ عدمہ انتہیٰ اور اول سے ہے
خدای تعالیٰ کیواسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازلی وابدی ہووے اسکو صراحۃً جامع براہین بھی قبول
نکریگا اور نہ کیا ہی اور استحالات متعددہ اسپر لازم آوینگے چنانچہ بعض اوپر مذکور ہوئے ہین اس ایک خطا کی
بیان مین چند خطائین جامع براہین کی ثابت ہوگئین بالاجمال اقوال آیندہ مین عنقریب بطور تفصیل کے
انکا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آجاویگا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاتی ہین جنسے
تصریحات علماء کے معلوم ہوجاوین کہ کذب باری تعالیٰ محال ہی اور اسپر اہل سنت ومعتزلہ وروافض وغیرہم
بلکہ منکرین اسلام حکمائے عقلا سب متفق ہین **الاول** شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر
پارہ الم مین تحت آیت کریمہ فلن یخلف اللہ عہدہ کے رقم فرماتے ہین صـ ۲۱۴ مین یعنے ہرگز خلاف نخواہد کرد

خدای تعالیٰ این عہد حکمی خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی است عظیم کہ ہرگز بصفات او

راہ نمی یابد الی آخرہ **الثانی** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسنہ مین در باب عقاید
متعلق جناب باری عزاسمہ لکھتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا
الباطل ولا الکذب **الثالث** غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہین الفصل الاول مما لا یجوز
اطلاقہ علی الباری عزوجل ویستحیل اضافتہ الیہ من الاخلاق یعنے فصل اول مین وہ چیزین ہین جو محال ہین
جناب باری پر پس شمار کیا حضرت نے اونمین تیئیس چیزونکو از انجملہ نسیان اور شہوت اور کذب ہی صفحہ ۱۹۹
مطبوعہ دہلی مین یہہ عبارت دیکھیے جسکا جی چاہے **الرابع** تفسیر بیضاوی ۱۹۵ اور تفسیر روح البیان صفحہ ۲۴۰ مین تحت قولہ
تعالی ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکہا ہے انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق
الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالی محال **الخامس** مدارک التنزیل صفحہ ۱۴۲ مین آیۃ مذکورہ کے تحت مین
لکہا ہے وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ و وعدہ و وعیدہ لاستحالۃ
الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیء بخلاف ما علیہ **السادس** امام فخر الدین رازی رح سورہ مزمل کی
تفسیر مین لکھتے ہین المعنی وعد اللہ واقع لامحالۃ لانہ تعالی منزہ عن الکذب **السابع** تفسیر کبیر سورہ یوسف کے آخر مین
یہ رقم فرماتے ہین لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز
مثلہ علی الرسل **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبیر مین اہل سنت و جماعت
ومعتزلہ دونون کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا مع ادلہ کے فرماتے ہین پوری عبارت اون کی یہہ ہے
والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالی صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال واما المعتزلۃ فقد بنوا ذلک علی اصلین
وھو انہ تعالی عالم بکون الکذب قبیحا وعالم بکونہ غنیا عنہ وکل من کان کذلک استحال ان یکذب بانما قلنا انہ عالم
بقبح الکذب وعالم بکونہ غنیا عنہ لان الکذب قبیح لکونہ کذبا واللہ تعالی غیر محتاج الی شیء اصلا وثبت انہ عالم
بجمیع المعلومات فوجب القطع بکونہ عالما بھذین الامرین واما ان کل من کان کذلک استحال ان یکذب
فہو ظاہر لان الکذب جہۃ صرف لا جہۃ دعاء فاذا خلا عن معارض الحاجۃ فبقی ضارا محضا فیمتنع صدور
الکذب عنہ واما اصحابنا فدلیلہم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع
العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الآخر فلو کان کاذبا
لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم
بھذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما انتہی **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر
کبیر مین تحت آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی جو اوپر گذر چکی فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ

لو کان امتناع
الکذب حاصلا
لا لمحالۃ فثبت انہ
لا بد من القطع
بکونہ تعالی
صادقا

عن

عن الکذب انتہی **العاشر** تفسیر ابی سعود مین تحت آیت من اصدق کی ہی انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالیٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ انتہی

الحادی عشر خیالی حاشیہ شرح عقائد نسفی مین کذب کی نسبت لکھا ہی منتف بالاجماع یعنے اجماع ہی ماترید یہ اور اشاعرہ کا کہ کذب جناب باری مین منتفی ہی اور اسیطرح مسلم رکھا اس اجماع کو خیالی کے محشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے فلو لم یقع لزم الکذب فی کلامہ تعالیٰ وھو باطل بالاجماع **الثانی عشر** علامہ عضد الدین بن احمد متن مواقف مین جو کہ موضوع ہی واسطے بیان عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے ذیل کلام باری تعالیٰ مین لکھتے ہین یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اور مسلم رکھا اس مقام پر روایت مذکورہ متن کو شارح مواقف نے بھی اور تائید کی اوسکی **الثالث عشر** حاشیہ باجوڑی علی مقدمہ سنوسیہ مین تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے اما برھان وجوب صدقہم فلانہم لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لتصدیقہ لہم بالمعجزۃ النازلۃ بمنزلۃ قولہ تعالیٰ صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی موجود ہی یہ عبارت اما برھان وجوب صدقہم ای فی دعوی الرسالۃ وفی ما بلغوہ عن اللہ تعالیٰ لان ھذا البرھان انما یدل علیٰ ذلک کما مر وقولہ فلانہم الخ تقریرہ ان نقول لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لکن الکذب فی خبرہ تعالیٰ محال فما ادی الیہ وھو عدم صدقہم محال ایضا واذا استحال عدم صدقہم ثبت صدقہم وھو المطلوب انتہی **الرابع عشر** مسلم الثبوت کے مقالہ ثانیہ فی الاحکام مین ہی لنا ان حسن الاحسان وقبح مقابلۃ الاحسان بالاساءۃ مما اتفق علیہ العقلاء حتی من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ منہیہ مین خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہین العقلاء اہ لک ان تقول ان اتفاقہم علیٰ ذلک یجوز ان یکون لانہما من صفات الکمال والنقصان کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقہ تعالیٰ انتہی **الخامس عشر** مسلم الثبوت کے اسی مقالہ کے متن وشرح بحر العلوم مین ہے والمعتزلۃ قالوا ثانیا انہ لولاہ ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلاً اذ لا حکم للعقل واذا جاز الکذب علیہ فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب ولو اکتفی بہ لکفی فینسد باب النبوت وھو مفتوح والجواب انہ المذکور نقص فیجب تنزیہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مر انہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء الخ لفظ والجواب کے بعد جو انہ ہی اوسکا مرجع کذب ہی جسکو بحر العلوم نے المذکور کہکر تعبیر کیا ہی چنانچہ قول ملا نظام سے بھی یہی واضح ہے جواب مذکور ہوتا ہی **السادس عشر** قول ملا نظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت مین وہ یہ ہے قولہ والجواب انہ ای الکذب نقص وقد مر لا نزاع فیہ اسے عقلیۃ انتہی

عطف علی الاتفاق

یہ اہل سنت وجماعت کے اقوال تھے کہ جنسے واضح ہی کہ کذب باری محال ہی اور یہہ نقص ہی اور اسمین کسی کا نزاع نہین ہی باتفاق جمیع عقلاء محال ہے **السّابع عشر** اب مذہب معتزلہ کے پیشوا علامہ زمخشری کی عبارت سینئے تفسیر کشاف مین تحت آیت من اصدق کے لکھتے ہین لانہ عز وعلا صادق لا یجوز علیہ الکذب وذلک ان الکذب مستقل بصارف عن الاقدام علیہ وھو قبحہ ووجہ قبحہ الذی ھو کونہ کذبا واخبارا عن الشئ بخلاف ما ھو علیہ فمن کذب لم یکذب الا لانہ محتاج الی ان یکذب لیجر منفعة او یدفع مضرة او ھو اغنی عنہ الا انہ یجھل غناہ او ھو جاھل لقبحہ او ھو سفیہ لا یفرق بین الصدق والکذب فی اخبارہ ولا یبالی بایتھما نطق فکان الحکیم الغنی الذی لا یجوز علیہ الحاجات العالم بکل معلوم منزھا عنہ کما ھو منزہ عن سائر القبائح **الثامن عشر** علماء مذہب شیعہ مشہور بہ امامیہ کے عقائد سینئے دو روایتین لکھتا ہون اول باب حادی عشر عقاید مین ہے من صفاتہ الثبوتیہ کونہ صادقا والصدق ھو الاخبار المطابق والکذب ھو الاخبار الغیر المطابق لانہ لو لم یکن صادقا لکان کاذبا وھو باطل لان الکذب نقص والباری منزہ عن النقص انتہی ثانی حق الیقین مجلس در بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طہران مینویسد باید دانست کہ حق تعالی صادق است وکذب و دروغ مطلقا بر او روا نیست زیرا کہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است واو از قبائح منزہ است و دروغ مصلحت آمیز کہ ما را روا است باعتبار ارتکاب امر قبیحی است واین از عجز ماست کہ قادر نیستیم کہ مفسدہ کلام راست را دفع کنیم و خدا بعجز موصوف نمیشود و ایضا اجماع مسلمین وارباب عقول است بر آنکہ حق تعالی صادق است در جمیع افعال واقوال وکتب الہیہ مشحون است بآن از جملہ ضروریات دین است انتہی **التّاسع عشر** قول ملا علی قاری صاحب کا شرح فقہ اکبر مین لم یزل ولا یزال باسمائہ وصفاتہ ای موصوفا بنعوت الکمال ومعروفا باوصاف الجلال والجمال لم یحدث لہ اسم ولا صفة یعنی ان صفات اللہ واسمائہ کلھا ازلیة لا بدایة لھا وابدیة لا نھایة لھا لم یتجدد لہ تعالی صفتہ من صفاتہ والاسم من اسمائہ لانہ سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ وصفاتہ فلو حدث لہ صفة او زال عنہ نعت لکان قبل حدوث تلک الصفة وبعد زوال ذلک النعت ناقصا عن مقام الکمال وھو فی حقہ سبحانہ من المحال فصفاتہ تعالی کلھا ازلیة ابدیة وھھنا سوال مشہور وھو انہ قد ورد الاخبار فی کلامہ سبحانہ بلفظ الماضی کثیر نحو قولہ تعالی انا ارسلنا نوحا وقال موسی وعصی فرعون والاخبار بلفظ الماضی عما لم یوجد یعد کذبا والکذب علیہ محال ولہ جواب مسطور وھو ان اخبارہ تعالی لا یتصف بالازل بالماضی والحال والاستقبال

لعدم الزمان وانما یتصف بذلک فیما لا یزال بحسب التعلقات فیقال قام بذات اللہ تعالیٰ اخبار عن ارسال نوح مطلقاً وذلک الاخبار موجود ازلاً باقٍ ابداً فقبل الارسال کانت العبارۃ الدالۃ علیہ انا نرسل وبعد الارسال انا ارسلنا فالتغیر فی لفظ الخبر لا فی الاخبار القائم بالذات وھذا کما نقول فی علمہ تعالیٰ انہ قائم بذاتہ سبحانہ ازلا العلم بان نوحاً مرسل ھذا العلم باقٍ ابداً فقبل وجودہ علم انہ سیوجد وبعد وجودہ علم بذلک العلم انہ وجد وارسل والتغییر فی العلم الا فی المعلوم ۱۲ انتہیٰ ای تعلق العلم ۱۲

اس عبارت کے نقل سے اس محل مین فقط ہماری غرض یہ ہی کہ معلوم ہوجاوے کہ کذب باری محال ہی وہ فقط والکذب علیہ محال سے حاصل ہی باقی عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالیٰ کا قدیمہ ہونا بھی معلوم ہوگیا اقوال آیندہ کیواسطے کارآمد ہے پس جب ان روایات اور ادلہ سے ثابت ہوا کہ کذب باری تعالیٰ محال ہی اور کذب باری کے محال ہونے پر علماء اشاعرہ و ماتریدیہ و جمیع فرق اسلامیہ وغیر اسلامیہ مثل ارباب معقول و فلاسفہ وغیرہم کا اتفاق ہی تو امکان کذب مین اختلاف قدماء علماء کا بیان کرنا اور یہہ کہنا کہ یہہ مسئلہ جدید نہین ہی لوگون کو گمراہ کرنا اور جہل صریح ہی **دسوین خطا** یہہ کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اوسکے جواب مین جامع براہین کو چاہئی تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے جسمین صریح یہ مضمون ہوتا کہ معاذ اللہ لیس الکذب منہ ببعید مگر یہ مضمون نامقبول قرآن مین نکلنا محال تھا تب بناچاری کلام بشری کیطرف رجوع کی کیونکہ انسان سے سہو و نسیان ہوتا ہی شاید کسیسے بھول چوک سے یہ مسئلہ مان لیا ہووے تب آپنے اپنی رای سقیم کے موافق اشاعرہ مین اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ درحقیقت اس مسئلہ کے وہان بھی گنجائش نہین وہ کذب کے قایل ہی نہین جیسا کہ گذرا اور عنقریب آتا ہی **گیارہوین خطا** یہہ کہ جامع براہین اور مقرظ محفل میلاد شریف وقیام کے بارہ مین تعامل و استحسان کو بھی دلیل شرعی نہین جانتے ہین باوجودیکہ نور الانوار مین بھی جسکو ادنیٰ طالب العلم پڑھتا ہی موجود ہی صفحہ ۲۰۵ مین تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہیٰ اور شامی مین ہی کہ تعامل کے معتبر ہونیکے واسطے عہد صحابہؓ کا شرط نہین اور یہہ دونون صاحب تعامل علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علماء سند نہین مانتے ہین چنانچہ براہین کے صفحہ ۲۱۴ مین ہے (مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہین دیا جاتا ہی ایک داب ہی کہ علماء نے یون کہا ہی یون کیا ہی سو جواب چند دفعہ ہولیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ مین کسی کا قول لایق التفات نہین ہے اگرچہ صد ہزار ہون) اور صفحہ دوسو بہتر مین ہی (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کرچکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود و ہیئت مروجہ کا ہی نہین محض قول علما اور تعامل اونکا پیش کر دیتا ہے) اور صفحہ ۱۶۶ مین ہی (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم ہی نے انکار کیا مگر اوسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف کا ہی باطل کر دیا) الی ان قال (اجماع اور حاضر ہونیسے مشائخ اور علما کی کچہ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علما بھی فتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین) اور اسی صفحہ مین کہا (ایکدو عالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور و عند اللہ مقبول ہوویںگی) اسی صفحہ مین کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کے کھے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہی اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہی) اور اسی صفحہ مین یہ بھی لکھدیا ہی کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا کوئی دلیل شرعی نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت شرعیہ نہین علی ہذا علی قاری کا لکھنا کہ تمام ملکون مین یہ رائج ہی) یہ تمام اقوال جامع براہین کے باعلی صوت ندا کرتے ہین کہ نص کے مقابلہ مین لاکھون کروڑون علما فتوے دیوین تو معتبر نہین ہی اور بطور بناء فاسد علی الفاسد سبط ابن جوزی و ملا علی قاری و سخاوی وغیرہم کئی اقوال اور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر و تمام دنیا کے علما کے اتفاق کو مردود جامع براہین فرماتے ہین باوجودیکہ اہل علم و فہم پر بطلان اسکا واضح ہی پس مولف انوار نے جو نص ومن اصدق من اللہ حدیثا کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کرکے نص مذکور پیش کرکے امکان کذب باری کا انکار کیا تو جامع براہین نے قول اون لوگون کا جنکو اوسی نے قائلین امکان کذب خیال و زعم کر لیا ہی کیون بمقابلہ نص مردود نجانا کیون مولف انوار کو جو نص من اصدق کے موافق امکان کذب باری کا انکار کرتے ہین علی الحق و منصور و مظفر نہ کہا کیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری مخالف نص ہی تب بھی وہ مردود نہین ہی اور امکان کذب کے قائلین اگرچہ اقل قلیل ہون باوجود مخالفت نص کے اونکا قول معتبر ہی یہہ عجیب بات ہی کہ جس قول سے خدای تعالی مین امکان نقص و عیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابل و مخالف بھی ہووے تب بھی معتبر ہوجاوے اور اوسپر طعن لاعلمی قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کرین تب بھی اونکا قول معتبر نہووے

اور نص کیطرف اسوقت مین کچھ التفات نہ کیجاوے یہ معاملہ برعکس ہوگیا بیان عدم التفات طرف نص
لازم آیا اور طرفہ یہ ہی کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان نکی جس سے
معلوم ہو کہ قول امکان کذب باری تعالی مخالف اس نص کے نہین ہی اس سے یہ لازم آیا کہ قول
امکان کذب باری نص کے مخالف ہی تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہی کہ اوس پر طعن
کرنا بے علمی ہی ایسے لوگونکے ایمان پر افسوس ہی کہ آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کے بارہ مین
باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص مین مقابلہ نص کا گھڑکر تعامل و استحسان علماء لاکھون
وکروڑون و تمام دنیا کو مردود بتاوین اور امکان کذب باری تعالی کے بارہ مین باوجود مخالفت
نص کے اپنے زعم مین قائلین اوسکی مقرر کرکے باوجودیکہ درحقیقت کوئی اوسکا قائل نہین ہی عقلاء
مین سے سوائے دوچار وہابیہ حمقاء کے اون قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ مین نص کی
طرف التفات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کہنے والونپر طعن کرین اور باایں ہمہ ادعاء
ایمان ہی خوب خدا و رسول کی قدر ان لوگون نے پہچانی ہے **بارہوین خطا** جو شخص یہہ کہتا ہے
کہ کذب باری تعالی ممکن الوقوع ہی لکن فی الحال واقع نہین ہے اوسکے معنے یہ ہوئے کہ ابتک
تو جھوٹ بولنا اوسکی صفت نہ تھی لیکن ہوسکتا ہے کہ جھوٹ بولدے معاذ اللہ معاذ اللہ ہم کہتے
ہین کہ جب جھوٹ بولے گا اوسیوقت یہ صادق آئیگا کہ یہہ صفت خدای تعالی مین نہ تھی اب حادث
ہوئی اور خدای تعالی محل حادث بنا اور محل حادث قدیم نہین ہوتا ہی اور حال آنکہ خدای تعالے کی
ذات قدیم ہی محل حوادث نہین ہے چنانچہ عقائد مین ٹھہر چکا ہے کہ لا یقوم بذاتہ حادث اور اوپر
کچھ بیان اسکا گذر بھی چکا ہی شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے **تیرہوین خطا** مومن کو ضرور
ہے کہ کہے آمنت باللہ کما ہو باسمائہ و صفاتہ ایمان لایا مین اللہ تعالے پر جیسا وہ ہے
اپنے اسماء و صفات کے ساتھ اور اسماء الٰہی مین سے صادق بھی ہی جیسا کہ حدیث ابن ماجہ مین
ابوہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف مین بھی آیا ہی وانا لصادقون اور یہہ عقاید مین مقرر ہے
کہ اسمائہ و صفاتہ قدیمہ ہین اور ثابت ہولیا ہی کہ جس چیز کا قدم ثابت ہی اوسکا عدم محال ہی بناءً علیہ
جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا
لازم ہی پس مومن موحد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب
صدق تسلیم کرتا ہی جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اوسکا ایمان آمنت باللہ کما ہو باسمائہ

پہر کہان رہا انا للہ وانا الیہ راجعون **چودہوین خطا** آپ سند لاتے ہین ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ **اقول** جامع براہین نے حنفی ماتریدی ہوکر کیون اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کیطرف رجوع کیا مذہب اشاعرہ پر علم عقائد مین حنفی جابجا معترض ہین از انجملہ یہہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالی کو اشاعرہ حادث کہتے ہین اور ہم حنفی ماتریدی اونکو قدیم مانتے ہین چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف ملا علی قاری مین یہ بات موجود ہی ففی کونہا قدیمۃ نزاع فمذہب ائمتنا الحنفیۃ انہا قدیمۃ ومذہب الاشاعرۃ والمعتزلۃ انہا حادثۃ اور ملا علی قاری کا قول شرح فقہ اکبر سے اوپر اس بارہ مین گذر چکا ہی کہ کل اسما و صفات خدای تعالی کے قدیم ہین ورنہ محال لازم آویگا اس سے اختلاف ہونا درمیان حنفیہ و اشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہین جسنے کتب عقائد پڑھے ہین اوسکو خوب معلوم ہے اور اس عبارت ملا علی قاری سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اونہون نے ائمہ حنفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ڈالا ہی اسلیے کہ حنفی علماء عقائد مین تابع ہین امام ابو المنصور ماتریدی کے فتاوی برہنہ مین لکہا ہے ابو المنصور الماتریدی رئیس الحنفیۃ الیہ انتہت ریاستہم انتہی اور وجہ میلان حنفیون کے اونکی طرف یہہ ہی کہ وہ تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہین اسطرح پر کہ ابو المنصور شاگرد ہین احمد بن اسحق کے اور وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اور شرح مقاصد کی فصل رابع فی الامامۃ سے پہلے انکے حق مین یہ لکہا ہی ابو منصور الماتریدی تلمیذ ابی النصر العیاضی تلمیذ ابی بکر الجوزجانی صاحب ابی سلیمان الجوزجانی تلمیذ محمد بن حسن الشیبانی بہرصورت امام اعظم رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہین پس قول ماتریدیہ کو چہوڑکر اشاعرہ کیطرف جانا کوئی وجہ نہین رکہتا سوا اسکے کہ از روے عناد کچہہ نہ کچہہ صاحب انوار پر نقض کیجیے اور تماشا یہ کہ سب کچہہ کرکے صاحب انوار کا ایک نقطہ بہی نہ مٹا سکے جیسا کہ اوپر تحقیق ہوا اور آیندہ مین آتا ہے **پندرہوین خطا** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکہتے ہین کہ لانہ لایعد نقصا بل جودا و کرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہی **اقول** اس عبارت و استدلال سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کہل گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جواز خلف وعید پر یہ لکہی ہی کہ لانہ لایعد نقصا یعنے خلف وعید نقصان کی بات نہین دیکہیے اسمین اشاعرہ انکار کر گئے کہ خلف وعید کو کذب نہ کہنا چاہیے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی عاقل کذب کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ جود و کرم ہے عرب کا دستور تہا کہ اگر مجرم کیواسطے کوئی سزا معین کرتے جب وقت سزا کا آتا اوسکو معاف کر دیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شمار کیا جاتا تہا

اسکی بہت تعریف کیجاتی تھی اس معاف کرنیکو یہ نہین کہتے تھے کہ اسنے جھوٹ بولا اور اب بھی یہی دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اوسکو کوئی جھوٹ نہین کہتا ہی معاف کردینا اور بخشدینا کہتے ہین پس اسیطرح اگر خدا کسی گنہگار کو اوسکا گناہ روز قیامت مین معاف کردے تو اوس معاف کردینے کو جھوٹ نہ کہینگے یہ مذہب اشاعرہ کا ہی کہ وہ اسکو جھوٹ نہین مانتے اور اوپر بھی معلوم ہو چکا ہی کہ کذب وجھوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات متعددہ دیکر رفع کرتے ہین پس نہ وہ اس خلف وعید کو جھوٹ قرار دیتے ہین اور نہ جھوٹ کا لزوم اوسمین تسلیم کرتے ہین پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہوا یہ خوش فہمی جامع براہین کی ہے کہ اونکے قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہی **سولھوین خطا** آپ نے رد مختار کی عبارت بقدر مطلب لکھکر قلم کو تھام لیا اوسکے آگے کی عبارت جو ماقبل کے خلاف تھی اوسکو نقل نہ کیا سب صاحب ملاحظہ فرماوین وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے مین نقل کردی ہے پھر واسطے یاددہانی کے لکھی جاتی ہے یہہ ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ صرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد خاصتہ انتہی یعنے کھولکر لکھا علامہ تفتازانی وغیرہ نے کہ علما ثابت کرنے والے حق امر کے قائم اسبات پر ہین کہ خلف وعید جائز نہین ہے اور صاف لکھدیا نسفی نے کہ یہی صحیح ہی اسلئے کہ خلف وعید اللہ تعالی کا محال ہی کیونکہ اوس نے خود کلام الٰہی مین فرمادیا ہی کہ نہین بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرمادیا کہ نہین خلاف کریگا اللہ اپنا وعدہ یعنے وعید اور خلف وعید کے ساتھہ ممدوح ہونا خاصہ بندونکا ہی نہ اللہ تعالی کا انتہی مضمون ردالمحتار دیکھئے اسمین صاف ثابت ہی کہ خلف وعید ائمہ محققین کے خلاف ہی پس جب کہ جامع براہین اپنے نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھا تھا اور عبارت مین لکھا ہوا ہی کہ اونکا مذہب خلاف محققین ہی جیسا کہ ہمنے ابھی عبارت اوسکی نقل کی ہی پس یہ سمجھا ہوتا کہ اوس مقام پر صاحب تنویر مذہب محققین کے موافق مذہب مقابل پر طعن کرتا ہی اور مذہب غیر محقق پر طعن کرنا کچھہ عیب کی بات نہین ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہی تفسیر کبیر امام رازی سے کہ اونہون نے واحدی پر خلف وعید ہی کے بارہ مین طعن سخت کیا ہی اور خلف وعید کے جواز مین فساد عظیم وقریب کفر وطعن شریعت وقرآن پر ہونا فرمایا ہے عبارت اونکی اوپر مذکور ہے لکن یہ بات کسطرح سمجھہ مین آتی غیظ وغضب آدمی کی دیدۂ حق بین کو اندھا کردیتا ہے اب ہمسے سنو مذہب محققین یہی ہی کہ خلف وعید

جائز نہین ہی **اولاً** شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر پارہ الم مین فرماتے ہین وآنچہ بعض از ظاہر بنیان گفتہ
اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است در وعید بد کرم ولطف است مبنی است بر قیاس غائب بر
شاہد در حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب ونقائص است خلاف خبر مطلقاً نقصان است خواہ نیک باشد
خواہ بد زیرا کہ لطف وکرم او تعالی راہای بسیار دارد جائز است کہ معاملہ لطف وکرم نماید وخلف در وعید
ہم نہ کند بخلاف آدمیان کہ بسبب عجز بشری بغیر از خلف در وعید ایشان را لطف وکرم کردن ممکن نمیشود
پس در حق ایشان خلف در وعید بترجیح نقصانی بر نقصان است کہ اشد از نقصان اول است ودر حق
او تعالی نقصان محض است بے حاجت بتکمیل فافہم فاشاید جامع براہین دونون پیر ومرید شاہ عبد العزیز
صاحب کو بھی وہی کہدین جو صاحب انوار کو کہا ہے کہ اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور اسپر طعن کرنا
مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنہون کا طعن کرنا خلف وعید کے بارہ مین واحدی پر اوپر معلوم
ہوچکا ہی اونکو بھی یہ دونون یہی کہدین **ثانیاً** تفسیر خطیب شربینی مین تحت قولہ تعالی فلن یخلف
اللہ عہدہ لکہا ہی فیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال **ثالثاً** تفسیر کشاف مین تحت قولہ
تعالے ذلک جزیناہم ببغیہم وانا لصادقون لکہا ہی فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ
اہل الکتاب **رابعاً** جلالین مین آیہ مذکورہ کی تفسیر لکہی ہی انا لصادقون فی اخبارنا ومواعیدنا
خامساً بیضاوی مین ہے انا لصادقون فی الاخبار والوعد والوعید **سادساً**
تفسیر کبیر مین تحت آیت وما یبدل القول لدی کی لکہا ہی لا خلف فی ایعاد اللہ تعالی کما لا اخلاف فی میعاد اللہ
سابعاً تفسیر جمل مین تحت آیت مذکورہ لکہا ہی المراد بالقول ہو الوعید بتخلید الکافر فی النار
ومجازاۃ العُصاۃ علی حسب استحقاقہم ان روایات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مذہب حق یہی
ہے کہ خلف وعید جائز نہین اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقتل کے واحدی کے رد مین اوس سے
بھی بخوبی واضح ہی کہ خلف وعید جائز نہین ہی پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق انیق** واضح ہو کہ حق سبحانہ
نے اپنے کلام پاک مین یہہ فرمایا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اس سے معلوم
ہوگیا کہ خدای تعالی کافرونکو ہرگز نہ بخشیگا اور مسلمانون مین جو گنہگار ہونگے جسکو چاہیگا اوسکی گناہ
بخشدیگا لیکن اللہ تعالی نے اپنے چاہنے کو ہمپر ظاہر نہ کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود اونکو جانتا ہی
قیامت کے روز جب اونکے گناہ بخشیگا ہم لوگ جو بے خبر تھے یون جانینگے کہ یہہ خلف وعید ہوا کیونکہ
اللہ تعالے نے ان گناہون پر وعید عذاب ارشاد فرمایا تھا اور اسکو کچہہ بھی عذاب ندیا اور واقع مین

یہ خلف وعید ہرگز نہین ہوا کیونکہ جب اوسنے گناہونکی سزا بیان فرمائی تھی وہ خود جانتا تھا کہ فلان فلان آدمی جنکو ہم بخشینگے وہ اس وعید عذاب سے جو کہ ہم بیان فرماتے ہین مستثنی ہین یعنے خدای تعالی نے وعید عذاب اونکے غیر کے حق مین فرمایا ہی جنکو بخشدیگا اور سزا نہ دیگا اور اونکے غیر کہ وہ مسلمان گنہگار ہین جنکو بدون سزا کے نہ چھوڑیگا سزا دیکر چھوڑیگا پس فی الواقع جنکے واسطے اوسنے یہہ مقرر کرلیا ہی کہ سزا دونگا اونکو نہ چھوڑیگا اور جنکے واسطے یہہ پہلے سے ٹھہرالیا ہی کہ بدون سزا کے بخشدونگا اونکو سزا ندیگا اگرچہ وہ دونو فریق جدا جدا ہمکو نہین بتائے ہین معین کرکے پس یہ خلاف وعید نہوا فی الواقع خلاف تو جب ہوتا کہ اول سے یہہ اوسنے مقرر کیا ہوتا کہ مثلا زید کو اوسکے گناہ کے سبب سے دوزخ مین ڈالونگا اور پھر اوسکو نہ ڈالتا اور جب مجملاً فرمایا ہی تو یہہ مقرر ہونا مفہوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ مین جانا لابد ہی اسپر اجماع ہی چنانچہ اوپر شامی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہی فی الواقع وہ وعید وسزا اونہین کو دیجاویگی اور وہی مراد خدای تعالی کے ہین کہ جو گروہ دوزخ مین جاویگی اور وہی مشیت سزا کے تحت مین داخل ہین ازل مین ہی اونکی سزا پر مشیت واقع ہوچکی ہی اور جو بخشے جاوینگے ازل مین ہی اونکی عفو کی مشیت ہوچکی ہی اور خلاف مشیت وارادہ آلہی کے ہرگز نہین ہوسکتا ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہین گو ہم لوگ اپنے عدم علمی سے خلاف سمجھین خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات آلہی کافرین کے حق مین جزمی اور قطعی ہین اور مسلمانون کے حق مین جب ہین کہ خدای تعالی نے اونکے عفو کو نہ چاہا ہووے کہ وہ مشروط بشرط عدم عفو ہین یہی امام رازی تفسیر کبیر جلد دوم مین فرماتے ہین جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب یعنے تمام وعیدات شرط کئے گئے ہین ساتھ عدم عفو کے پس اگر کسیکے نسبت اللہ تعالی نے عفو روز ازل مین جان لیا اور اوسپر مشیت وارادہ ازلیہ واقع ہوچکا ہی اور اوسکے موافق اظہار روز قیامت کو کردے تو اس معافی سے کلام آلہی مین کذب نہین دخل ہوسکتا ہی یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کذب ہوا خدای تعالی سے معاذ اللہ معاذ اللہ بلکہ یہہ کہینگے کہ یہہ مصداق یغفر مادون ذلک لمن یشاء کا ہوا اقوال سابقہ مین بھی تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہے کہ خلف وعید مین کذب لازم نہین آتا ہی اب طالبان حق خیال فرماوین کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بھی معاف ہوگیا اور کذب بھی جو جمیع اہل ملل کے نزدیک ناجائز تھا حق سبحانہ اوس سے منزہ اور مقدس بالکل بے لوث رہا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدیہ اسپر ہین کہ خلف وعید کا اطلاق ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہوچکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہین ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین نے

اوسپر اطلاق خلف وعید کردیا کیونکہ ظاہر نظر وبمین ایساہی نظر آتا ہی گو درحقیقت نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا
اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کرچکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہین
آتا ہی لقولہ فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب اور اسیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ
کیطرف سے توجیہ کی ہے اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم
یصرح بذلک فلا کذب ولا تبدیل یعنے شان کریم سے یہہ ہی کہ جب وہ خبر دے
مجرم کو ساتھ وعید یعنے سزای جرم کے مبنی کری اس اخبار کو مشیت پر یعنے اگر ہم چاہین گے تو
یہہ عذاب دینگے پہر اس صورت مین نہ کذب لازم آتا ہی کہ خدای تعالی نے جھوٹ بولا ہے
معاذ اللہ اور نہ تبدیل لازم آتی ہی کہ خدای تعالی نے اپنے کلام کو بدل دیا انتہی اور ایسے ہی اوپر
تکمیل الایمان سے گذر چکا ہی جس سے کذب و تبدیل کا لازم نہ آنا قول اشاعرہ قائلین خلف وعید سے
ظاہر ہے دیکھیے سب علما خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہین
افسوس جامع براہین پیر و مرید دونون بے ساختہ بول اوٹھے جو چاہا اور ذرا کتب دینیہ کا مطالعہ نکیا
اور حق سبحانہ جزای خیر دے صاحب انوار کو کہ ہدایۃً لاہل الاسلام قواعد اسلامیہ و فوائد دینیہ
انوار ساطعہ مین بیان کردے کہ جسمین عناد معاندین اور فساد مفسدین سے ذرہ بہر بل نہین
آسکتا ہی **سترھوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر
طعن کرنا ہی **اقول** صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہین کیا بلکہ امکان کذب پر
طعن کیا ہی اور جو شخص اللہ کی ذات پاک مین امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن موحد
اسپر طعن نہ کرے ہم اوسکے ایمان پر افسوس کرتے ہین اور اشاعرہ کے کلام مین امکان کذب کے
الفاظ نہین بعض علماء نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے اونکو الزام کذب باری دیا تھا
تو اونکے جواب دوسرے علماء مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجھا دے کہ
وہ امکان کذب کے عقیدہ سے پاک ہین اونپر یہہ لازم نہین آتا ہے **اٹھارھوین خطا**
صاحب انوار نے یہہ مضمون لکھا ہی کہ کوئی جناب باری پر امکان کذب کا دہبا لگاتا ہی انوار ساطعہ
موجود ہے پڑہکر دیکہلو پہر اسکو جامع براہین نے کیون اسقدر طول دیا ہم کہتے ہین کوئی مسلمان
سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہدے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے
یہ دھبا لگتا ہی یا نہین اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہبا لگانے کے اور کوئی طعن نہین کیا اور یہ

بات حق صاحب انوار نے لکھی اونکو فقط حق بیان کرنا منظور رہی کسی پر طعن کرنا مدنظر نہین ہی اگر امر حق بیان کرنے مین کسی پر طعن ہو جاوے تو صاحب انوار پر کیا مواخذہ ہی جامع براہین مفت مین ثراژ خائی کرتا ہی تمام بلاد کے علماء و لاکھون وکروڑون کے فتوی اور تمام دنیا کے علماء کی عمل و اعیان علماء و صوفیہ کرام کے فعل کو محفل میلاد شریف کے بارہ مین مردود کہتا ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہے مع حوالات صفحات کے تو اوسکو طعن مشایخ پر نہین جانتا ہی اور خدای تعالی کے تنزیہ کذب سے بیان کرنیکو طعن زعم کرتا ہی بریں فہم و دانش بباید گریست **اونیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اور اسپر طعن کرنا نہایت لاعلمی ہی **اقول** ناظرین رسالہ ہذا اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہی دیکھکر خود سمجھ جاوینگے کہ لاعلمی کسکی طرف ہی اپنے منہ سے کیا کہین مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید اور جب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع الشواہد پر کہ اوسمین غیر مقلدین کے عقائد و اعمال کا بیان بطور طعن کرنیکے کیا ہی اور اول مسئلہ اوسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے قائل ہین مہر کردی اور طعن کرنیوالونمین امکان کذب باری تعالی کے قائلین پر شامل ہو گئے تو اوسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہین کچھ بھی عقل ہے تو کہدو یا انکار کر جاو کہ ہمنے اسپر مہر یا دستخط نہین کئے ہین لکن سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہی کہ یہ انکار آپکا صحیح نہین ہی اب سخنوران مہذب اور سنجیدہ گویان مؤدب کی خدمت مین ایک امر انصاف طلب پیش ہوتا ہی یعنے انوار ساطعہ مین ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہی تو صاحب انوار نے اس تہذیب سے اوسمین کلام کیا ہی کہ باید و شاید یعنے یہ لکھا ہی کہ اس کلام کی رکاکت اور سخافت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہین ہی اسلئے کہ اوسمین یہ رکاکت ہی اور یہہ اعتراض ہی نو دس باتین کثیف و سخیف جو اونکی تین چار سطرون مین بھری ہوئی تہین بیان کر کے آخر مین لکھا کہ ہم ایسا گمان اونپر نہین لیجاتے کہ یہہ عبارت اونھون نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خواہے نخواہی اونکو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہہ عبارت اونکے ذمہ لگاوے اوسکو اختیار ہی انی برئ مما یعملون انتہی دیکھئے اس عبارت مین کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہی لیکن اون حضرت سے اس کلام مہذب کی بھی برداشت نہوئی اوسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب انوار نے خدای تعالی کی تصدیق مین کوشش کی تو حضرت جی نے عناد مین آکر اوسکو بھی رد کیا امکان کذب کا ثبوت دیا صاحب انوار نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ برآن توہین

اور تحقیر اور تجہیل صاحب انوار کی اسقدر کی ہی کہ اگر کوئی شخص اس کتاب براہین قاطعہ سے مضامین جدا کرے اور صاحب انوار کی ہجو اور مذمت اوسمین سے نکالکر علیحدہ کرے تو اغلب ہی کہ چوتھائی کتاب تبرا سے بھری ہوئی نکلے گی لاعلم جاہل بے حیا بے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے ایسے جلے بھنے الفاظ سینہ تصوف گنجینہ سے نکالے ہین کہ العظمۃ للہ لوگ اونکو صوفی اور عالم کہتے ہین مقتضاے عالمیت کا یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کر کے نصیحت کرتے غیظ و غضب مین یہہ آیت بھی یاد نرہی ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اور مقتضائے فقر و تصوف یہہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر لوگ بدلا لینا تو کیسا رنج کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور یہہ لکہتے ہین ے عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز ٭ اور دوسری جگہہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ے شنیدم کہ مردان راہ خدا ٭ دل دشمنان ہم نکردند تنگ ٭ اور کسی عارف باللہ نے فرمایا ہی ے وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم ٭ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن ٭ بنا برعلیہ اگر صاحب انوار کیطرف سے کچہہ کج ادائی بھی ہوئی تو یہہ حضرت فضول و لغو سے کنارہ کر کے محض نصیحت فرمادیتے قال السعدی ے اگر من ناجوان مردم بکردار ٭ تو بر من چون جوان مردان گذر کن ٭ اور فرماتے ہین ے بدی را بدی سہل باشد جزا ٭ اگر مردی احسن الی من اساء ٭ لکن آپ ایسے کہان تھے معاملہ بالعکس ہوا کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہین ہوتا ہے اور آپنے اوسکے جواب مین یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام صراحۃً لکھکر تبرا کیا اور اسقدر کہ چوتھائی کتاب کو بدگوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو اونکی طرف منسوب اسلئے کرتے ہین کہ مشہور عام یہی ہی کہ یہہ کتاب اونھون نے خود اپنے مرید مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہی بالفرض والتقدیر اگر وہ اس سے انکار فرماوین تو یہہ بات ہرگز کتاب سے مٹنے والی نہین کہ اوسمین اہل مطبع نے صاف لکھدیا کہ یہہ رسالہ بامر مولوی رشید احمد صاحب چھپا ہی دوسرے یہ کہ آخر مین مولوی رشید احمد نے لکھا ہی کہ مین نے اول سے آخر تک اسکو بغور دیکھا ہی چنانچہ ہم اوسکا ذکر اوپر کر چکے ہین پس اگر تسلیم بھی کرلین کہ ہان صاحب آپکے مرید نے یہہ کتاب لکھی لیکن آپ تو اول سے آخر تک بغور دیکھکر اوسکے مضامین کاذبہ اور سب و شتم و فضول و لغو وغیرہ کو نورعلم قرار دیکر پہر ایسے مطالب باطلہ کیلئے دعای مقبولیت کر کے اوسکو سعی تمام سے چھپوا کر عمدہ طرح پر طرفدار اور ذمہ دار ہو گئے اور کیونکر نہو نے مرید کو جو کچہہ حاصل ہوتا ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہی مریدون کی زبان حال پیر و مرشد کی جناب مین یون نغمہ سرائی کرتی ہے

ے

ہے میرے مرشدین گھر سے کیا لایا + ہی یہہ سب کچہہ حضور کی مایا + اور اگر یہ مضامین مرید ہی کی ہوتی تو ہدایت فرما کر کتاب سے نکلواتے سبکو کٹواتے اگر مرید اونپر قلم نہ پھیرتا تو خود اوسکو نہ چھپواتے ذمہ وار طرفدار نہوتے لیکن چونکہ یہہ باتین ہرگز نہین ہوئین تو اصل مدعا ظاہر ہوگیا ہے راز کتنا ہی چھپایا ہا ہے افشا ہوگیا + اب ہم مدعا اصلی پر آوین براہین قاطعہ مین جابجا صاحب انوار کو بے علم لاعلم جاہل وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہی اور اس مقام پر بھی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت رد محتار در باب خلف وعید نقل فرمائے تاکہ لوگ جانین کہ صاحب الانوار کو کتب بسیط پر عبور نہین ہی حال آنکہ دیکھو خود جامع براہین صـ ۷ سـ ۸ مین اقرار کرتا ہی اور یہہ لکھتا ہی کہ مولف کو یعنے صاحب انوار کو اس مقام پر رد محتار پر نظر ہی انتہی اور صـ ۱۳ سـ ۵ مین لکھا ہی عالمگیریہ پر مولف کی نظر ہے اور صـ ۲ سـ ۱۴ مین تحصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکھی کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب محدث تہانوی سے تحصیل علم کی ہی انتہی گو اوس مقام پر از روی عناد کیسی ہی الفاظ سے لکھا لیکن اسناد اونکے تحصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گذار دی اور واضح ہو کہ جناب مولانا شیخ محمد صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی حدیث پڑھی تھی صاحب انوار اور وہ دونون استاد بھائی ہوئے اور صـ ۵۱ سـ ۵ براہین مین ثابت کر دیا کہ یہہ دونون باہم پیر بھائی ہین اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے بھی حدیث پڑھی تھی اور صاحب انوار نے بھی اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شروع مین علم پڑہا ہے اس طریق سے وہ استاد بھی ہوگئی غرض یہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد تحصیل صاحب انوار گذار دی اور صـ ۱۳۱ سـ ۳ لکھتے ہین پہر جو احقر نے لکھا ہی تمام کتب شرعیہ مین موجود ہی اور خود مؤلف بھی یعنے صاحب انوار اسکو جانتا ہی انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور بےعلم وغیرہ لکھکر لوگونکے دلون مین تحقیر اور توہین صاحب الانوار کے جماتے ہین لیکن امر حق مین ایک تاثیر ہے کہ وہ بے اختیار حق پوشونکی زبان سے بھی ٹپک ہی جاتا ہی بناء علیہ جامع براہین سے جابجا ایسے الفاظ بے اختیار نکل گئے کہ جس سے صاحب انوار کی اسناد تحصیل علم مین بھی معلوم ہوگئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہوگئی اور یہہ بھی خوب ظاہر ہوگیا کہ جامع براہین نے جو عبارت رد محتار نقل کی ہی وہ خود اوسکا مضمون تحقیقی نہین سمجھے اور صاحب الانوار اوسکی ماہیت بہت ٹھیک سمجھے ہوئے ہین اسلئے کہ اونہون نے اشاعرہ کے خلف وعید پر نہین بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **بیسوین خطا** یہہ کہ جب ثبوت امکان کذب وعید کی

سند گذار کر خوب زور لگایا ہی تو یہہ جاننا چاھئے کہ مومنین کو امید جنت سے بھی سخت مایوس بنایا ہی کیونکہ جو خلف وعید پر قادر ہی وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسلک جامع براہین کی قادر ہے تم خود میاں جامع براہین امکان نظیر کے بارہ مین لکھتے ہو ان اللہ علی کل شیئ قدیر جب کل شے مین ایسا عموم مانا کہ خلف وعید کو اوسمین شامل جانا ہی تو خلاف وعدہ کے شمول کو کسطرح انکار کر سکتے ہو اسکو شامل ماننا بھی ضرور ہوا اور خبر وعید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہوا تو خلاف خبر وعدہ کا کیونکر عقلاً درست نہو گا اور جود و کرم کو علت خلاف خبر وعید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر وعدہ مین بھی ایسی وجہ مانند مصلحت کے نکل سکتی ہی جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہی در بارہ واحدی کے اور ایسے ہی کافرین کی وعید مین بھی جود و کرم کو وجہ جواز خلف وعید بنا کر خلاف وعید کافرین کا بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہی اور بھی جود و کرم وجہ خلف وعید مومنین ہی تو عرفاً و عادتاً ہی نہ عقلاً پس مومنین تو مایوس ہوئے دخول جنت سے اور کافرین کو خوف دوزخ نرہا بس تمنے اس عقیدہ کذب باری کے امکان سے بیخ دین محمدی صلعم کے اوکھاڑنا چاھئے اور جسقدر اخبار و قصص قرآن مین موجود ہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے کہ انقلاب ماہیت مفہومات ثلاثہ ممکن و واجب و ممتنع مین محال ہے پس کذب بارے کی تقدیر پر کہا جا سکتا ہے کہ معاذ اللہ جسقدر جزین قرآن مین ہین ممکن ہے کہ جھوٹ ہون کوئی دلیل اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہین ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو بدکاذب پر اظہار معجزہ کا جائز ہو گیا اسلئے کہ بدکاذب پر امتناع معجزہ کا تو اسواسطے ممتنع تہا کہ امکان کذب کا نہ تہا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری و مسلم الثبوت سے واضح ہو گیا ہے پس ثبوت نبوت و قرآن کے اخبار کا کچھ اعتبار نرہا اس سے بڑھکر اور کونسی بے دینی ہوگی جس سے یہ استحالات لازم آوین کہ نبوت کا ثبوت بھی نہو سکے اور قرآن کے اخبارات کا کچھ اعتبار نرہے ایسے لوگون کے ایمان پر ہم افسوس کرتے ہین **اکیسوین خطا** یہہ کہ ہان حق تعالی کو اپنی مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا ہونے یا نہونے مین کلام نہین سوائے نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ جامع براہین کا ادب دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ختم النبوۃ علیہ الف الف تسلیم و تحیہ کو کن الفاظ مابہ الامتیاز سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ واضح ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا بناءً علیہ اہل سنت وجماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا نہو گا کیونکہ اگر خدا نبی بعد آپ کے پیدا کریگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہو جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت باقی نرھی گی پس جناب باری کے کلام مین کذب لازم آویگا اور جھوٹ بولنا خدای تعالی کا محال ہی بناءً علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال و ممتنع ہی اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے الفاظ کھتے ہین کہ وہ ہمارے بھائی ہین ہمارے طرحکے بشر ہین ایسے مخلوق ہین جیسے ہم ہین اونکو سخت ناگوار ہے کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کیونکہ کسی چیز کو بے نظیر کہنا اوسکے کمال و خوبی پر دلیل ہی اگر اونکو ایسا مانا گیا تو پھر بھائی کسطرح بنینگے ایسے لوگ کہدیتے ہین اگر خدا چاہے تو سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر اور جب جواب دیجیے کہ آنحضرت صلعم تنہا خاتم النبیین مقرر ہوچکی بقولہ تعالی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور بدون تعذر معنے حقیقی کے معنے مجازی لینا درست نہین ہین کما تقرر فی مقرہ اور معنے حقیقی خاتم کے یہی ہین کہ سبکے آخر ہو وہ اور جسکے فرض و وقوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہی کما لایخفی علی الماہر پس اگر کسی دوسرے نبی کا وقوع بعد آنحضرت صلعم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آویگا کہ فرض و مقرر یہہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم خاتم ہین اب وہ نبی خاتم ہوجاوے گا آنحضرت صلعم خاتم نرہینگے اور انکا خاتم نہونا باطل ہے کہ خلاف مقررہ و مفروض کے بھی ہوا اور کلام الٰہی مین کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص و عیب ہونیکے اور یہہ محال فرض و وقوع مثل آنحضرت صلعم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس مثل آنحضرت صلعم محال ہوا تو ضدی آدمی کہدیتے ہین کہ کذب باری تعالی جو لازم آیا وہ محال نہین ہی بلکہ ممکن ہی پس وقوع دوسرے نبی کا بعد آنحضرت صلعم کے محال نہوا اور کذب کے ممکن ہونیکی دلیل بھی یہی آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیر معاذ اللہ اور جب اونپر اعتراض پڑتے ہین تو ایک بزرگ کے سند لاتے ہین سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلعم تو آپ بلا اسناد صحیح تسلیم نہین فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اونکا ہے یا کسینے ملا دیا ہی اور اگر اونھی کا ہی تو کس جذبہ و کس حالت مین کہا ہی اوسکی ٹٹی پکڑکے اپنا مطلب بناتے ہین بہر کیف وہ جو چاہین کہین ہم بوجہ ادب جناب باری تعالی کے یہ لفظ نہین کہہ سکتے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جھوٹا کردے سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے سب عاقل جانتے ہین کہ اسمین نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالی کی نکلتی ہی نہ صفت عظمت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بناءً علیہ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کریگا اسکو یہہ صاحب جل جلکر جو چاہین ارشاد فرماوین خواہ یہ اتہام لگاوین کہ اونھون نے خدا کو عاجز سمجھا ہی خواہ یہ بہتان باندہین کہ خدای تعالے کی قدرت کے قائل نہین جو شخص دانا ہوگا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھ لیگا کہ مراد کیا ہی اور امید قوی ہی کہ سخن فہمان

دقیق نظر یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین نے اول امکان کذب باری ثابت کیا اوسکے بعد حضرت صلعم کے مثل
پیدا کرنیکا مسئلہ کیون لکھا اسکی وہی بنیاد ہی جو بندہ اوپر عرض کرچکا ہی استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللہم صلح امۃ محمد
صلے اللہ علیہ وسلم **بائیسوین خطا** آپ فرماتے ہین جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے **اقول**
اللہ رے غفلت اول خود جناب باری تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا خاتم النبیین اسکے معنے یہہ ہین
کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہوگا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ختم بی رسل انا خاتم النبیین کذا فی الصحیحین
بعد ازان حضرت امام اعظم کے وقت مین ایک شخص نے دعوی نبوت کیا اوسنے لوگون سے کہا کہ مجھکو مہلت دو
مین علامت نبوت تمکو دکھادون حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا کہ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کریگا
وہ اوسیوقت کافر ہوجائیگا اسلئے کہ جو شخص اوس سے معجزہ طلب کرے گا یہہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا
بعد آپ کے ممکن الوقوع سمجھتا ہی حالانکہ آپ فرما چکے ہین لانبی بعدی یہہ قصہ امام صاحب کا تفسیر روح البیان مین ہے
اور عقائد اہل سنت کی پرانی کتاب مین جسکو حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بھی پڑھا ہی اور قدماء اہل سنت مین
اوسکا درس جاری رہا یعنے کتاب تمہید اوسمین لکھا ہی من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزۃ
فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص یعنے جو کوئی دعوی کرے نبوت کا اب وہ کافر ہوجائیگا اور جو کوئی اوس سے معجزہ
مانگے وہ بھی کافر ہوجائیگا کیونکہ اوسنے آیت وحدیث مین شک کیا چنانچہ اسی کے موافق صاحب انوار نے اپنی کتاب
مظہر الحق جو واسطے تعلیم عقاید و مسائل ضروریہ نماز کے آخر تیرہوین صدی یعنے سنہ ۱۲۸۴ھ مین تالیف کی ہی لکھا ہی

بیت نبی بعد حضرت نہوگا کوئی + سمجھ خاتم الانبیا ہین وہی + نہین شرع مین مصطفے کے سوا + کسیکا لقب
خاتم الانبیاء + اور اسیطرح صاحب انوار نے اپنی دوسری کتاب مسمّی بہ بہار جنت مین لکھا ہی **بیت**
نبی ایسا بھیجا بشیر و نظیر + ہوا ہے نہو جسکا ہرگز نظیر + اور حضرت شاہ ولی اللہ لکہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ مہر پیغمبران است بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد اور علامہ تورپشتی نے معتمد مین تحریر فرمایا ہی و آنکس کہ گوید بعد از مین
نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آن کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست این ست شرط درستی ایمان
بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و ذریاتہ انتہی ولنعم ما قال واصل رَبُّنَا اللّٰهُ لَا عِدْلَ لَهُ
حِبُّهٗ كَيْفَ لَا يَثْنِلُ لَهٗ × سب صاحب سُن چکے کہ وقت نزول کلام ربانی سے تیرہوین
صدی تک عرب و عجم مین سبکا یہی مذہب رہا ہی افسوس ہی کہ جامع براہین اوسکو تیرہوین صدی کے مبتدعین کا
عقیدہ بیان فرماتے ہین تو اونکے نزدیک صاحب انوار سے لیکر اوپر تک سب اہل سنت جنکا اس عقیدہ پر اجماع
ہے مبتدع ٹہرے معاذ اللہ خدا جانے یہ عناد صاحب انوار کا انکو کہان کہان ٹھوکرین کھلائیگا

قولہ حبہ الحِب بالکسر الحبیب کذا فی الصحاح و مجمع البحار و لاشک فان اللہ سبحانہ محب و ان سیدنا محمدا عبدہ و رسولہ و حبیبہ و المحب الکامل یرید ان یکون محبوبہ الخاص فردا و لا یکون لہ نظیر فی کل الات الخاصۃ و فضائلہ المخصوصۃ و القائلون بخلافہ غافلون عن معنی المحبۃ و تیفوھون ما ینفوھون ھداھم اللہ سبحانہ الی محبتہ و الی محبۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۱۲ منہ

تئیسوین خطا آپ فرماتے ہین عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھرایا
اقول جو لوگ یہہ بات کہتے ہین کہ دوسرا خاتم ممتنع ہی بسبب لزوم خُلف و کذب باری کے کما مر آنفا اور امام صاحبؒ کا
قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ممتنع ہی ورنہ امر ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کسطرح ہو سکتا ہی اشقیاء ازلیہ مانند
ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالیٰ نے خبر دی فھم لا یؤمنون فرمایا اور اوسکے عدم ایمان کو خدا یتعالیٰ
نے جان لیا تہا تاہم امکان ذاتی کے سبب سے اوس سے طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ تو تکلیف بالمحال کی ہے
اسکو دیکہکر قائل ہو گئے پس امکان ہوتا تو یہان بھی طلب معجزہ سے کفر لازم نہ آتا جیسا کہ ابی جہل سے ایمان کے
طلب مین کفر و فسق لازم نہین آتا ہی پس اس قصہ امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہی دوسرے خاتم النبیین
یعنے نظیر و مثل آنحضرت صلعم کے ممتنع کہنے والونکے حق مین یہہ ہرگز مستقیم نہین ہی کہ وہ قادر مطلق کے عجز کے مقر ہوئے
اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف اونہون نے عقیدہ ٹہرایا ہے اسلئے کہ عجز کا اقرار تو اوسوقت لازم آتا اور خلاف
آیت کے تو جب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کہتے کہ تحت قدرت دوسرا خاتم نہین
ہے اسواسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت و ارادہ الٰہی کا ہی اوسکو تحت قدرت نجاننا خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہی
اور جب خاتم حقیقی دوسرا اونکے نزدیک ممتنع و مستحیل ہے تو وہ وظیفہ تعلق قدرت کا نہین ہی اونکے نزدیک کیونکہ علماء
نے تصریح کی ہی محال تحت قدرت نہین ہی اور واجب بہی تحت قدرت نہین ہے اور واجبات و مستحیلات اوسکے وظیفہ مین سے
نہین ہین جو تحت قدرت نہونے سے عجز لازم آوے مقدمہ عقائد سنوسیہ مین ہے بیچ بیان صفات باری تعالیٰ کے
وھی القدرة والارادة المتعلقان بجمیع الممکنات والعلم المتعلق بجمیع الواجبات والجائزات والمستحیلات
اس سے واضح ہی کہ قدرت و ارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہین اور علم واجب و جائز و مستحیل تمام سے متعلق
ہوتا ہے پس ظاہر ہوا کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ سے متعلق نہین ہوتے ہین اسکے تحت مین حاشیہ باجوڑی مین ص۹
قدرت کی یہہ تعریف لکھی ہی ہی صفة وجودیة قائمة بذاته تعالیٰ یتاتی بها ایجاد کل ممکن واعدامه اس سے بھی
یہہ ظاہر ہے کہ ایجاد و اعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قوله لجمیع ممکنات کے تحت مین
حاشیہ باجوڑی ص۱۲ مین لکھا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہین ہے تاکہ واجبات
و مستحیلات داخل نہو جاوین کہ انکے ساتھ یعنے واجبات و ممکنات کے قدرت و ارادہ متعلق نہین ہوتا ہی اسلئے
کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ کے وظیفہ مین سے نہین ہین اور اسلئے کہ قدرت واجبات و مستحیلات سے
متعلق ہوگی تو یہ فساد لازم آویگا کہ خدای تعالیٰ اپنے ذات کے معدوم کرنے پر اور سلب الوہیت پر بھی قادر
ہوگا اور اون مبتدعہ کا قول ساقط ہونا بیان کیا جو کہتے ہین کہ خدا یتعالیٰ اخذ ولد پر قادر ہے اگر اخذ ولد یعنے بیٹا بیٹی اپنا

بنا لینے پر خدای تعالیٰ قادر نہو گا تو وہ عاجز ہوگا جس سے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل پر قدرت نہیں ہی عبارت حاشیہ مذکورہ کی یہہ ہے قولہ بجمیع الممکنات ای الامور التی یجوز وجودھا وعدمہا بحیث یستوی الیہا نسبة الوجود و العدم فہی من قبیل الممکن بالامکان الخاص وھو سلب الضرورة بمعنی الوجوب عن الطرفین ای الطرف الموافق لما نطقت بہ والطرف المخالف لہ فاذا قلت زید موجود بالامکان الخاص کان المعنی ان الطرف الموافق لما نطقت بہ وھو ثبوت الوجود لہ لیس بواجب وکذلک الطرف المخالف لما نطقت بہ وھو عدم ثبوتہ لہ لا من الامکان العام وھو سلب الضرورة بمعنی الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت اللہ موجود بالامکان العام کان المعنی ان الطرف المخالف وھو عدم ثبوت الوجود لہ تعالیٰ لیس بواجب واما الطرف الموافق فہو واجب ھٰہنا وانما لم یصح ارادة الامکان العام ھٰہنا لدخول الواجبات فی الممکنات حینئذٍ مع ان کلاً من القدرة والارادة لا یتعلق بہا کما لا یتعلق بالمستحیلات ولا یلزم من عدم تعلق القدرة بہما عجز لانہما لیسا من وظیفتہا ولانہا لو تعلقت بہما لزم الفساد اذ یلزم علیہ تعلقہا باعدام الذات العلیة وبسلب الالوھیة ونحو ذلک وبہذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعة ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولداً اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزا انتہی مختصر البقدر الحاجة اور حاشیہ ص۲۳ مذکورہ میں ہی تحت قول مقدمہ مذکورہ والعلم المتعلق الخ کہ علم خدای تعالیٰ کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیلات سے اسلئے ہی کہ علم صفات تاثیر سے نہیں ہی بخلاف قدرت وارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہیں ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ دونوں یعنے قدرت وارادہ واجبات سے متعلق ہونگے تو یا وجود کا اثر اونمیں کرینگے تو وجود تو اول سے ہی ہی پس تحصیل حاصل لازم آویگی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرینگی تو قلب الحقائق لازم آویگا کہ واجب جو قبول عدم کو نہیں کرتا ہی ممکن ہو جاویگا جو قابل عدم ہے اور مستحیل سے قدرت وارادہ متعلق ہوویگا تو اگر اثر وجود کریگا اور مستحیل کو موجود کرے گا تو قلب الحقائق امتناع سے جو قابل وجود نہیں طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہی یا مستحیل میں اثر عدم کا ہی کریگا اور وہ تو اول سے ہی معدوم ہی پس تحصیل حاصل لازم آئی اور یہہ دونوں قلب حقائق و تحصیل حاصل محال ہیں پس تعلق قدرت وارادہ کا واجبات و ممتنعات سے محال ہوا یہہ مراد حاشیہ کے عبارت کی ہی وہ عبارت یہہ ہی وانما تعلق بالواجبات والجائزات والمستحیلات لانہ لیس من صفات التاثیر بخلاف القدرة والارادة ولذلک لم یتعلقا الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل او العدم فیلزم قلب الحقائق لان حقیقة الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب الحقائق لان حقیقة المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل فہو ما قیل فی الواجبات فتامل انتہی اس سے واضح ہوگیا

کہ قدرت

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال و واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہین ہین اسیطرح
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کی ملحقات صفحہ ١٦٩ مین فرماتے ہین منہا انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر و لا یفعل انتہی پس یہہ بات معلوم ہوئی
کہ محال تحت قدرت الٰہی کی نہین ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہین آتا ہے اسلئے کہ محال وظیفہ
قدرت کے تعلق کا نہین ہے اور اس سے یعنے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک و زوجہ و ولد کا
بھی خدای تعالیٰ کی قدرت مین داخل ہوا جاتا ہے مع انہ باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل عجز خدای تعالیٰ کا نہوئے اور آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
اونکا نہوا ہان جامع براہین نے یہہ ثابت کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ مانتے ہین اور باوجود ممکن
ماننے کے پھر تحت قدرت نہین کہتے یا دلیل قطعی سے لازم کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہے تو یہہ اعتراض اونپر پڑتا اور
بدون اسکے یہ اعتراض جامع براہین کا اونپر کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
ہوا کہ معتزلہ خدای تعالیٰ کو قادر ظلم پر جو محال ہے کہتے ہین اور عبارت حاشیہ باجوڑی سے ظاہر ہوا کہ بعضے مبتدعہ
خداے تعالیٰ کو اتخاذ ولد پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہین اور نہ قادر ہونے مین عجز خداے تعالیٰ کا تصور کرتے ہین
تو اس سے واضح ہوا کہ مبتدعہ کا اول سے ہی یہہ مذہب ہے کہ خدائے تعالیٰ کو مستحیلات پر بھی قادر مانتے ہین جامع براہین
بھی اوسی بنا پر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہے خداے تعالیٰ کو قادر کہتے ہین اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
نے بدلیل قاطع و برہان ساطع ثابت نہین کیا تو پس اس صورت مین معاملہ بالعکس ہوگیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
قدرت داخل نہ کہنے والونکو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے یہان انقلاب اس قول کا اونہین پر ہوگیا اور قائلین
امتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہوکر اونکے طاعنین پر جا پڑے اور اون سے یہ بہتان دفع ہوگیا کہ خدای
تعالیٰ کو عاجز کہتے ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنکو امام حجۃ الاسلام کہتے ہین وہ فرماتے ہین اس عالم سے
بدیع عالم امکان مین نہین ہے بقاعی نے بنا بر اس مسئلہ کے کہ مستحیل علیہ تعالیٰ العجز عن ممکن ما
یہہ خیال کرکے کہ مثل اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
امکان مین نہ کہنا ممکن سے خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہے جو اوس تعالیٰ کے نسبت محال ہے پس امام غزالی کے قول مین
نسبت عجز کی خدائے تعالیٰ کیطرف ہوئی تو امام غزالی رح کی طرف سے بقاعی کو یہہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہین ہے اسلئے کہ علم و ارادہ خدای تعالےٰ کا اوسکے ایجاد سے متعلق
نہین ہوا اگر مشیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی مین وہ چیز موجود نہین

جو مقتضی نسبت عجز کی ہووے طرف خدای تعالی کے جیسا کہ گمان و توہم بقاعی نے کیا اور اوس توہم کے موافق امام غزالی
پر اعتراض کیا ہی اور بعض علماء سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اسطرح کہے کہ خدای تعالی کو قدرت نہین ہی کہ مجھکو
اپنی مملکت سے نکال دے آیا اس قول سے کافر ہوتا ہی یا نہین جواب دیا کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ خدای تعالی کی
مملکت سے خارج ہونا محال ہی بسبب نہونے مملکت کسی دوسرے کے کہ اوسکی طرف خدای تعالی اوسکو نکال دے
اور قدرت متعلق مستحیل سے نہین ہوتی ہی پس اس قول مین نقصان نہین ہی جسطرح اس مین نقصان نہین ہی کہ کوئی
کہے کہ خدای تعالی کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہین ہی یہہ تمام حاشیہ باجوڑی مین موجود ہی الفاظ اوسکے یہہ ہین
اعترض البقاعی علی الغزالی فی قوله لیس فی الامکان ابدع مما کان بان فیه شبة العجز الیه تعالی لکن اجیب
عنه بان المراد انه لایمکن ان یوجد ابدع من العالم لعدم تعلق علم الله وارادته بایجاده ولو شاء الله لاوجد ابدع
منه فلیس فی کلامه مایقتض نسبة العجز الیه تعالی کما توهم البقاعی فاعترض علیه وسئل بعضهم عمن قال
لایقدر الله ان یخرجنی من مملکته هل یکفر اولا فاجاب بانه لایکفر لان خروجه من مملکته
تعالی مستحیل لعدم امکان وجود مملکة لغیره یخرجه الیها والقدرة لاتتعلق بالمستحیل فلاضیر فی ذلك کما
لاضیر فی ان یقال لایقدر الله علی ان یتخذ ولدا او زوجة او نحو ذلك انتہی امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کے طرف سے جو جواب
بقاعی کو دیا گیا ہی اوس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جو چیز خدای تعالی کے علم و ارادہ مین نہین وہ ممکن نہین ہی پس اسیطرح نظیر
خاتم النبیین صلعم جب علم و ارادہ الٰہی مین نہین ہی تو ممکن نہین اور اس عبارت سے بھی واضح و لائح ہی کہ مستحیل پر خدائی
تعالی کو قادر نجاننے سے نسبت عجز کی اوسکی طرف نہین ہوتی ہے اور اسمین کوئی خرابی نہین ہی پس اسی طرح بر تقدیر
محال ہونے نظیر آنحضرت صلعم کوئی کہے کہ خدای تعالی نظیر مذکور پر قادر نہین اسلئے کہ وہ محال ہی تو اسمین نسبت عجز کی
طرف خدای تعالی کے نہوئی اور قدیر کے یہ معنے نہین کہ محال و واجبات پر بھی قدرت والا ہی تا کہ محال پر قادر و قدیر
نہ کہنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شیئ کے خلاف ہو جاوے اب بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین شی سے
کیا مراد ہی اور شی کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنے ہین اس آیت مین اور معتزلہ کے نزدیک کیا ہین
قاضی بیضاوی فرماتے ہین اسی آیت کے تحت مین پارہ اول مین کہ شیئ خاص ہی موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل
مین یہہ مصدر شاء کا ہے کبھی اسم فاعل یعنے شاءٍ کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالی کو بھی
ہو جاتا ہی اس آیت مین قل ای شیٔ اکبر شہادة ط قل اللہ یہی معنے مراد ہین یعنے اسم فاعل کی اور اسم مفعول
یعنے مشیئی کے معنے مین بولا جاتا ہی یعنے چاہا گیا و ارادہ کیا گیا وجود اوس کا اور وہ چیز کہ خدای تعالی نے اوسکے
وجود کو چاہا ہووے اور اوسکے وجود کا ارادہ کیا ہووے پس وہ موجود فی الجملہ یعنے فی الحال او المآل ہے آیت

ان اللہ علی کل شیئی قدیر و اللہ خالق کل شیئی مین یہی مراد ہی پس جب یہہ معنے شی کے ہوئے ان دونون آیت مین کہ جو اوسکی
وجود کو خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور وہ موجود فی الجملہ یعنے حال مین یا استقبال مین
ہے تو آیت فقط ممکن کو ہی شامل ہے واجب و ممتنع کو شامل نہین اور یہہ اپنے عموم پر ہے
تخصیص واجب و ممتنع کی اسمین حاجت نہین ہے یہہ معنے شی کے اہل سنت و جماعت کے
نزدیک ہوئی اور معتزلہ کہتے ہین شی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا موجود ہونا صحیح ہووے اس قول معتزلہ کے
موافق شی ہو واجب و ممکن کو شامل ہی ممتنع کو شامل نہین یا اوسکو شی کہتے ہین کہ صحیح ہووے کہ جانی جاوے
اور اوس سے خبر دیجاوے اس تقدیر پر ممتنع کو بھی شی شامل ہے یہہ دونون معنے شی کے معتزلہ کے نزدیک ایسے ہین
کہ اہل سنت و جماعت کے معنے سے عام ہین اگر ان دونون آیت مین عام مراد ہووے تو لازم آتا ہی کہ خدای
تعالی واجب و ممتنع پر بھی قادر ہووے اور اونکا بھی خالق ہووے حالانکہ واجب و ممتنع پر قدرت نہین ہے
اور یہہ دونون مخلوق نہین ہین بنائً علیہ معتزلہ پر لازم آیا مخصوص کرنا ان دونون آیت کا ساتھ ممکن کے
بہ دلیل عقل یہہ مطلب مع بعض تفصیل کی عبارت قاضی بیضاوی کا ہی عبارت اون کی یہہ ہی والشیٔ یختص (عندنا) با
لموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاءٍ تارۃ وح یتناول الباری تعالی کما قال تعالی قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل
اللہ و بمعنی مشیٔ اخری (خلافاً للمعتزلۃ ١٢) ای مشیٔ وجودہ وما شاء اللہ وجودہ فھو موجود فی الجملۃ (ای فی الحال او المآل ١٢) وعلیہ قولہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر واللہ
(ای مراد فھو بمعنی اسم مفعول ١٢)
خالق کل شیٔ فھما علی عمومھما بلا مثنویۃ (ای بلا استثناء الواجب والممتنع ١٢) وللمعتزلۃ لما قالوا الشیٔ ما یصح ان یوجد وھو یعم الواجب و
الممکن او ما یصح ان یعلم و یخبر عنہ فیعم الممتنع ایضاً لزمھم التخصیص بالممکن
فی الموضعین بدلیل العقل انتہی اور ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر مین تحت قول فقہ اکبر وھو شیئی لا کالاشیاء کے
تحت مین لکھتے ہین ثم اعلم ان الشیٔ فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالی واللہ علی
کل شیٔ قدیر وھذا المعنی لا یجوز اطلاقہ علی اللہ تعالی وبمعنی الفاعل کقولہ تعالی سبحانہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل
اللہ شہید بینی و بینکم وح یجوز اطلاقہ علیہ سبحانہ و قد یراد بہ مطلق الموجود الا انہ فرق بین المعبود الموصوف بانہ
واجب الوجود و بین ممکن الوجود الذی یستوی وجودہ و عدمہ فی مقام المقصود فبھذا لاعتبار اطلاق لفظ الشیٔ علیہ
سبحانہ احق من اطلاقہ علی غیرہ انتہی ان دونون عبارتون سے واضح ہی کہ آیت ان اللہ علی
کل شیئی قدیر مین شی سے مراد اسم مفعول ہے جو موجود فی الحال یا آیندہ کو ہووے اور وہ چیز ہی جسکے وجود کو
خدائے تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور اوسپر مشیت خداوندی واقع ہوئی ہووے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جسکے وجود کا خدای تعالے نے ارادہ نہین کیا ہی اور اوسپر مشیت ایزدی واقع نہین ہوئی ہے

تو وہ ایسے شیئی نہین کہ جو تحت قدرت خدای تعالی کی ہے اور خاتم دوسریکے وجود پر مشیت خداوندی اور ارادہ خداوندی کا واقع ہونا جامع براہین نے کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین کیا ہی پس اوسکا شیئی ہونا ثابت نہوا پس جبتک نظیر خاتم النبیین کا شی ہونا بالمعنے المذکور ثابت نہوگا اوسپر قدرت خداوندی واقع ہونیکا دعوی کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ مین آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور اونکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع براہین کی ہی اور مشیت و ارادہ کے معنے اوس طلب کے ہین کہ جسمین اختیار مکلف کا متعلق نہووے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہی اگر باوجود مشیت و ارادہ کے مطلوب موجود نہووے تو عجز خدای تعالی کا لازم آویگا اور وہ منزہ ہے عجز سے شرح فقہ اکبر مین تحت لفظ والارادۃ کی موجود ہے فان قیل ان اللہ تعالی طلب الایمان من فرعون وابی جہل و امثالہما بالامر ولم یوجد منہم الایمان فلو کان الارادۃ والمشیۃ واحدۃ کما زعمتم لوجد ذلك لان المشیۃ ہی الایجاد قلنا الطلب من اللہ تعالی علی نوعین طلب من المکلف علی وجہ الاختیار وہو المسمے بالامر ولا یلزم منہ الوجود لتعلقہ باختیار المکلف وطلب لا تعلق لہ باختیار المکلف وہو المسمی بالمشیۃ والارادۃ والوجود من لوازمہما اذ لو لم یکن یلزم العجز وہو سبحانہ تعالی منزہ عنہ بخلاف العباد انتہی پس جب مشیت جس چیز پر واقع ہووے اور جس کا ارادہ خداے تعالی نے کیا ہووے تو وجود اوسکا کسی نہ کسی وقت مین جو خداے تعالی کے نزدیک معین ہی لازم و ضرور ہوا اور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین ہی وہ وہی ہے جسپر مشیت خدای تعالی واقع ہوچکی ہووے تو اس آیت مین شی سے وہی چیز ہوگی جس کا وجود و وقوع لازم و ضرور ہووے کسی وقت مین جو خداے تعالی کے نزدیک معین ہی اور جامع براہین نے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ اسکے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا لکھا ہے تو اس سے واضح ہی کہ جامع براہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی مین داخل جانتے ہین وہی شی ہی جو اس آیت مین مراد ہے جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ بسبب مشیت و ارادہ کے اوسکا وقوع و وجود لازم ہے اور ضرور پس اس سے یہہ لازم آیا کہ ہان حضرت یعنے جامع براہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ مین وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آیندہ ہونا انکے نزدیک ضرور ہوا اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالی کو مستلزم ہی بالبداہت پس یہ لازم آیا جامع براہین پر کہ وقوع کذب باری تعالے کا قائل ہے اگر جامع براہین یا اور کوئی حیلہ جانتا یہہ کہے کہ نظیر خاتم النبیین ممکن ہے لکن وقوع و وجود اوسکا نہوگا تو اب بھی معلوم ہوچکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

کل شی مین مراد ہے اوسکا وقوع و وجود لازم ہے بسبب وقوع مشیت وارادہ کے اوسپر اور باوجود داخل ہونے کے
تحت مشیت وارادہ کے وجود اوسکا نہوگا تو عجز باری تعالی لازم آویگا پس واقع وموجود نہونے نظیر خاتم النبیین کی سے
عجز باری تعالی لازم آویگا اب جامع براہین نے اس تقدیر پر نسبت عجز کی طرف باری تعالی کے اور خلاف ان اللہ
علی کل شیئ قدیر کے اپنا عقیدہ ٹھرانا اور اگر آیت مین جو شی مذکور ہے اوسکے یہہ معنے جامع براہین مراد نہ لیوی کہ جسپر
مشیت واقع ہوئی ہووے اور اوسکا وجود لازم ہووے تو دوسرے معنے عام لینا اس سے معتزلہ کا ساتھی وہمراہی
ہونا ہے اور پہر بہی مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ واجب وممتنع کو خاصکر کرنا پڑیگا اور پہر ممکن ہی مراد ہونا تسلیم کرنا
پڑیگا ورنہ واجبات ومستحیلات سے قدرت کا متعلق ہونا لازم آویگا اور اوسکا بطلان بسبب لزوم تحصیل حاصل وقلب حقائق
اوپر معلوم ہو چکا ہے اگر کہو کہ ممتنع بالغیر بسبب امکان ذاتی کے داخل ہے تحت قدرت تو ہم کہتے ہین ممتنع بالغیر بہی
تحت قدرت داخل نہین ہے ہان کوئی نئی معنے دوسری تفسیر بالرای کر کے جامع براہین صاحب گہڑین اور اہل سنت
وجماعت ومعتزلہ سبکے خلاف دوسری معنے مراد لیوین جیسے تیرہوین صدی کے بعض لوگون نے خاتم النبیین کے
ایسے معنے گہڑے تھے کہ اوسپر یہہ امر متفرع کیا تہا کہ لاکہون انبیا اس طبقہ زمین یا اور طبقہ زمین پر پیدا ہووین تو
منافی خاتمیت نہوگا اور آنحضرت صلعم کو متصف بوصف نبوت بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بالعرض
بواسطہ فی العروض لکہا تہا جس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیاء کی طرف نسبت نبوت مجازا ہی نہ حقیقۃً اور سلب نبوت دوسرے
انبیاء علیہم السلام سے درست ہی باعتبار حقیقت کے اسلئے کہ جو چیز مجازا منسوب ہوتی ہے اوسکا سلب باعتبار حقیقت
درست ہوتا ہے چنانچہ زید کو مجازا اسد وشیر کہدینا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب بہی اسد وشیر کا زید سے جائز ہی
باین طور کہ کہین زید اسد وشیر نہین ہے پس ایسے ہی جب مجازا نسبت نبوت کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام
کیطرف ہوئی اور باعتبار مجاز کے یہہ کہنا درست ہوا کہ مثلاً موسےٰ نبی ہین باعتبار حقیقت کے سلب نبوت کرنا اور یہہ کہنا
بہی درست ہو جاویگا کہ موسی علیہ السلام نبی نہین ہین اس قول کے کفر ہونے مین کیا کلام ہے ایسے حالات ان
لوگون سے ظاہر ہوتے ہین خدای تعالی مسلمانون کو ایسے حالات سے اپنے حفظ امان مین رکہے اللہم آمین
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین قبیل قول فقہ اکبر یعلم اللہ تعالی المعدوم فی حال عدمہ الخ صفحہ ۴۵ مین فرماتے ہین
وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیئ قدیر بما شاء لیخرج ذاتہ وصفاتہ
وما لیشاء من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیئ
تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ہو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم
کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما مما لدیہ انتہی اس عبارت سے واضح ہو کہ خدای تعالی کی ذات وصفات

قال علیہ عبد الحکیم فی حاشیتہ علی الخیالی عدم القدرة علی الممتنع بالغیر لیس بعجز لانہ لیس بمحل للقدرة اذ ہی تتعلق بالممکنات الصرفة لا یرد ان نہ تعالی لا یقدر علی اعدام المعلول مع وجود العلة التامة انتہی اس سے واضح ہے کہ ممتنع بالغیر بہی تحت قدرت نہین ہے اور ممتنع بالغیر تحت قدرت نہین ہے تو عجز لازم نہین آتا ہے اور امر بہی ثابت ہوا کہ نظیر خاتم النبیین صلعم اگر ممتنع بالغیر ہووے تب بہی تحت قدرت الہی نہین اور اس سے عجز خداوندی لازم نہین آتا ہے ۱۲

اور وہ چیز مخلوق ہین سے جسکو خدای تعالی نے نہین چاہا ہی اور وہ جسکا وقوع کائنات ہین محال ہے سب اس آیت مین داخل نہین ہین اور جس سے مشیت متعلق نہین اوس سے قدرت بھی متعلق نہین ہے اور وہ محال جسکا وقوع نہوگا اوسپر خدای تعالی قادر ہے نہ کہا جاوے بسبب عدم وقوع اور لزوم کذب کے پس واضح ہوا کہ جو تحت مشیت نہین اوسپر قدرت نہین اگرچہ مخلوقات سے ہووے پس قائلین امتناع کو مخالف آیت بتانا کسیطرح صحیح نہین ہے اور مخالف بتانا ثمرہ اسکا ہی کہ جامع براہین کو آیت کے معنے معلوم نہین ہین **چوبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہوئی **اقول** جامع براہین پر واجب و لازم ہے کہ ثبوت اسکا کتب مؤلفہ صاحب انوار سے ظاہر کرے کہ کہان اور کب عجز قادر مطلق جل جلالہ کا اونہوںنے اقرار کیا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا عقیدہ یہہ ہی کہ قدرت کو صفات ذاتیہ جناب باری مین شمار کرتے ہین اور عجز ثابت کرنے والے کو کافر کہتے ہین کما مر من الفتاوی العالمگیریۃ اون کے کتب کا مطالعہ کرو ایک شعر صاحب انوار کا یہہ ہے ؎ ارادہ ہے پورا تیرا اے خبیر + کہ ہی تو علی کل شیئی قدیر اور مثل خاتم النبیین کے تحت قدرت نہ ماننے سے عجز لازم نہ آنا ابھی بخوبی معلوم ہو گیا اسمین عجز بتانا بعلمی جامع ہی **پچیسوین خطا** آپ فرماتے ہین پس ماجرا قابل دید ہی کہ تمام امت کے خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین ہے اوسپر افسوس نہین کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشواؤنکو جو صفحہ ۲ براہین قاطعہ مین شمار کیا ہے وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے پیشوا ہین اور صفحہ ۱۵ مین جنکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہی وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے مرشد ہین پس پیشوا دونون کے ایک ہی ہین علم ظاہر و باطن مین پھر پیشواؤنکو ان الفاظ سے یاد فرمانا اور منجملہ ان پیشواؤنکے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تھانوی بھی ہین چنانچہ اوپر ذکر اونکا بالتفصیل ہو چکا ہے اونھون نے رسالہ قسطاس مین اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہرگز پیدا نہوگا اور تیرہوین صدی کے آخر علما مثل مولوی امیر احمد وغیرہ نے جو چھہ خاتم النبیین حضرت صلعم کے نظیر بنا کر کھڑے کر دیئے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب بیخ وبن سے اوکھاڑ دیا ہی اور حق سبحانہ کی شان مین لکھا ہی صفحہ ۲۰ مین کہ خدای تعالی صادق الوعد ہے نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ لن یخلف اللہ وعدہ رسلہ اب دونون پیر و مرید جامع براہین کو چاہئے کہ اوس رسالہ قسطاس سے اپنی آنکھہ روشن کرین کیونکہ مولف اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے اوستاد ہین وکفی بہ حجۃ **چھبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہو چکا کہ خلف وعید کے معنے عند الاشاعرہ یہ ہین کہ وہ یغفر ما دون ذلک کا ظہور ہے خدائے تعالی کو خود معلوم تھا کہ ہم فلان فلان

شخص کے گناہوں کو بخشینگے پس جس مقام پر خدای تعالے نے گناہونکی سزا کا ذکر فرمایا ہی وہ لوگ علم الٰہی مین اوس سزا سے مستثنی ہین پس معنے وعید کے اوس مقام پر فی الحقیقۃ یہہ ہین کہ اس گناہ کی یہ سزا ہی جسکو ہم سزا دینا چاہینگے اس صورت مین جس جس مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا نچاہیگا اور معاف فرمائیگا تو وہ خود قانون آیت مذکورہ یعنی یغفرما دون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین اور وعید سے خارج گویا اونکے حق مین یہ فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے جب یہہ گویا فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے اور پہر نہ دیا تو یہہ کذب کہان ہوا کذب تو جب ہوتا کہ جن لوگون مخصوص کو قیامت مین سزا نہ دیگا خدای تعالی نے اونہین مخصوص کے حق مین یہ فرما دیا ہوتا کہ انکو سزا دینگے اور پہر نہ دیتا اور اسکا ثبوت نہین ہوا تو کذب چہ معنے دارد کذب کے معنے ہین خبر دینا خلاف واقع کے یہان یہ تعریف کہان صادق آتی ہی تفسیر ابی سعود مین تحت آیت ومن یقتل مومنا متعمدا آگے سے وقد روی عن ابن عباس جواز المغفرۃ بلا توبۃ ایضاً حیث قال فی قولہ تعالی فجزاءہ جہنم الآیۃ ھی جزاءہ فان شاء غفر لہ وروی مرفوعاً عن النبی صلعم انہ قال ھو جزاءہ ان جازاہ بہ قال عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ وابو صالح قالوا قد یقول الانسان لمن یزجرہ عن امران فعلتہ فجزاءک القتل والضرب ثم ان لم یجازہ بذلک لم یکن ذلک منہ کذباً قال الواحدی والاصل فی ذلک ان اللہ عزوجل یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد بھذا وردت السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی حدیث انس رضہ انہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثواباً فھو منجز لہ ومن اوعدہ علی عملہ فھو بالخیار والتحقیق انہ لا ضرورۃ الی تفریع ما نحن فیہ علی الاصل المذکور لانہ اخبار منہ تعالی بان جزاءہ ذلک لا بانہ یجزیہ بذلک کیف لا وقد قال اللہ تعالی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ولو کان ھذا اخبارا بانہ تعالی یجزی کل سیئۃ بمثلہا لعارضہ قولہ تعالی یعفو عن کثیر انتہی

اس عبارت سے واضح ہی کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وعید جزا ہے چاہے تو بخش دے اور حضرت صلعم نے فرمایا اگر جزا دیوے تو جزا ہے یعنے وعید کا جزا ہونا موقوف جزا دینے پر ہے اور عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ وابو صالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسیکو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہہ فعل کریگا تو تیری جزا قتل وضرب ہی اوس مزجور سے وہ فعل صادر ہووے اور او سکو جزا نہ دے تو یہہ جزا نہ دینا اوسکا جہوٹ و کذب نہین ہے اور واحدی نے انسؓ کی حدیث نقل کی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خدای تعالی نے جو ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کریگا اور وعید و سزا مین خیار خدائی تعالے کا ہے اور تحقیق یہہ ہی کہ وعید مین اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کی یہہ جزا ہے اور اخبار اس امر کی وعید مین نہین ہی کہ یہ جزا خدا ے تعالی دیویگا

اوس شخص کو خود خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها یعنے جزاء سیئہ کی سیئہ ہی اس سے واضح ہی کہ فقط
اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہہ کہ اوسکو خدای تعالےٰ دیویگا بھی یہ جزاء اگر اس آیت مین مثلاً
اخبار یعنے خبر دینا اس امر کا ہوتا کہ خدائے تعالیٰ جزا دیگا ہر سیئہ گناہ کے مثل اوسکے باین طور کہ کوئی گناہ اور کسی
گنہگار کو بغیر سزا دینے کے نچھوڑیگا تو اس آیت کے معارض و مناقض ہوتی یہ آیت یعفو عن کثیر جس سے واضح
ہے کہ بہت گناہ اور بہت گنہگار سے عفو بھی کر دیگا لان نقیض الموجبة الکلیة سالبة جزئیة اور معارضہ و مناقضہ کلام
الٰہی مین باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیئہ و گناہ کی خدای تعالےٰ جزا دیگا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر سزا دینا
ثابت نہوا تو بعض گناہ اور بعض لوگونکو سزا ندینے سے کذب کے لازم آنے یا اسپر متفرع ہونیکے کیا معنے ہین پس
ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہین کوئی شخص کہے کہ فلان فعل میرے ارادہ و مشیت پر ہے تو اوسکے یہہ مراد ظاہر ہے
کہ چاہون کرون چاہون نہ کرون تو وہ شخص وہ فعل کریگا تب بھی اوسکو کاذب اہل عقل و عرف نہین کہین گے
اور نہ کریگا تب بھی نہ کہینگے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار مین اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح
اوسکو کاذب کرنے نہ کرنے مین نہین کہ سکتے ہین ایسے ہی اگر کہے کہ فلان کام میرے کرنے پر موقوف ہے
تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت مین وہ کاذب نہین یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کی
فرع کذب کا ممکن ہونا حق جناب باری مین جو جامع براہین نے بیان کیا ہے خلاف عقل و نقل کے ہی افسوس ہی کہ جامع براہین
امکان کذب باری تعالیٰ کو فرع کذب فرماتے ہین یا اولی الالباب ان ہذا لشی عجاب یہہ بات
بھی ارباب عقول خیال فرماوین کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہین تو وہ جواز و وقوعی مانتے ہین
باین طور کہ بعض عصاۃ کو عذاب خدائے تعالیٰ نہ دیگا اور یہہ ندینا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت
یہ نہین فرماتے کہ یہہ مغفرت مؤمنین عصاۃ سے فقط عقلاً جائز ہی اور وقوع اسکا نہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے قائل ہین
اور بدون عذاب دینے کے بعض گنہگارونکو بخش دینا صراحةً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض عصاۃ جسکو
اشاعرہ خلف کہکر تعبیر کرتے ہین اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع براہین صاحب
فرع خلف کی فرماتے ہین تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع براہین کے قول سے ثابت ہی اسلیے کہ کذب کو فرع
خلف وعید قرار دینا وقوع و ظہور و ثبوت کذب کا جناب باری مین مان لینا ہی کیونکہ جب کذب فرع خلف وعید بزعم
جامع براہین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور حکم اصل کا یہان یہ ہے کہ وقوع اسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضرور ہے
ورنہ فرع ہونیکے کیا معنے ہین پس صفت وقوع کذب کا جناب باری مین ہونا قول جامع براہین سے ثابت ہے
انا لله وانا الیه راجعون **ستائیسوین خطا** آپ جو فرماتے ہین جو قدماء مین مختلف فیہ ہو چکا ہی

اوسپر طعن کرتا ہے **اقول** تحقیق گذرچکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ بین اختلاف مسئلہ خلف وعید مین نہین بلکہ خلاف ہی اور مسئلہ کذب باری مین ان سبکا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس و منزہ مین محال ہے اور علاوہ انکے باجماع جمیع اہل ملل ونحل وعقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا طعن اس امکان کذب باری پر ہے نہ خلف وعید پر انوار ساطعہ کی عبارت پڑہکر دیکھو جب صریح عبارت کو بگاڑ کر اولٹے معنے اپنی طرف سے نکالنے لگین اور جھوٹا بہتان باندہین ایسے عناد اور بغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھائیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اس سے حال علم وفہم مولف کا ہر شخص امتحان کر کے دیکھے **اقول اولاً** یہ کہ امتحان کسی استعداد مخفی کا ہوا کرتا ہی کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرائن سے معلوم کیا کرتے ہین کہ فلان امر کی استعداد فلان شخص مین اس درجہ کی ہے یہان امتحان کی کیا حاجت ہی بقول مشہور **سہ** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ سب صاحب جانتے ہین کہ صاحب انوار اثبات صدق جناب باری مین کوشش کر رہے ہین اور جامع براہین امکان کذب کے طرفدار ہین اور سچون کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سچون کے ساتھ رہو کونوا مع الصادقین اور جھوٹون کی جو صفت ہی وہ سبکو معلوم ہے مین کیا کھون **ثانیاً** یہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے ہین اور ترازوی عدل مین طرفین کا کلام تولتے ہین صاحب انوار نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی ایسا سچا ہی کہ کوئی اسکے برابر سچا نہین اس معنے مین کلام الٰہی پڑہ دیا کہ خود حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جامع براہین نے اسپر یہہ لکھا کہ اللہ تعالے کے کذب ممکن ہونے مین قدیم سے اختلاف ہی اوسپر دو دلیلین گذارین ایک ظاہر طور پر یعنے قول اشاعرہ سوا اوسمین خلف وعید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہین اور یہہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی دلالت دلالات ثلاثہ مطابقت وتضمن والتزام مین سے دال نہین ہی بلکہ اونکا کذب سے تحاشی کرنا اوپر معلوم ہوچکا ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام وغیر اہل اسلام وادلہ عقلیہ قطعیہ کے کذب کا محال ہونا واضح ہوچکا ہی دوسری دلیل خفی طور پر گذاری یعنے رسول اللہ صلعم کا مثل ممکن الوقوع ہونیکے لئے لکھا ان اللہ علی کل شیئی قدیر اپنے نزدیک دونون امکان اسمین ثابت کر دیے امکان نظیر حضرت صلعم وامکان کذب باری تعالے وتقدس شانہ یہ سمجھکر کے کہ کذب باری تعالی ونظیر آنحضرت صلعم بھی شئی ہین ان آیت کے تحت مین داخل ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہے اس لئے کہ اوپر بخوبی معلوم ہوچکا ہی کہ اس آیت مین شیئی سے مراد وہ چیز ہے جسکے وجود کو خدای تعالے نے چاہا ہووے اور اوسپر اوسکا ارادہ واقع ہوا ہووے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال مین یا استقبال مین بلکہ اس بنا پر کہ مشیت وارادہ جسکا خدای تعالے کرے تو اوسکو وجود ووقوع لازم ہے ورنہ عجز باری تعالی لازم آویگا چنانچہ شرح فقہ اکبر سے گذر چکا ہے کہ اوس چیز کا وقوع ووجود ضرور ہے اور کذب باری ونظیر کا حال یا مآل مین پایا جانا اور یہہ کہ اونکا وجود لازم ہے

بدیہی البطلان ہے نزدیک اہل علم وفہم کی اسلیئے کہ کذب باری نقص ہی و بہ نسبت خدای تعالیٰ کے مستحیل ہے اور مستحیل تحت قدرت نہین ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب حقائق لازم آویگا اور وقوع نظیر خاتم النبیین سے بھی وقوع کذب لازم آویگا اور اسکا محال ہونا اب بھی معلوم ہوا اور اسکے استحالہ پر اتفاق کل عقلا کا معلوم ہوچکا ہے پس کذب باری و نظیر خاتم النبیین علیہم بسبب عدم مفعولیت مشیت و ارادہ کے شیی جو مراد اس آیت مین ہے نہوئی اور تحت قدرت ہونا اونکا ظاہر نہوا اور امکان دونون کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے ہان جامع براہین تفسیر بالرای کے طور پر تمام اہل عقل و نقل کے خلاف ہوکر شی سے مراد عام بدون تخصیص بالممکن کی رکھتا ہے تو واجب و ممتنع دونون کو ممکن و تحت قدرت الٰہی اس آیت کی حجت سے مانکر خدای تعالےٰ کو اپنی ذات کے اہلاک پر اور سلب اُلوہیت پر و اپنے شریک پر و ظلم پر اور اتخاذ ولد و زوجہ و جماع و کہانا و پینا و تمام حوادثات و عیوب پر قادر جانے پھر تو معاذ اللہ خدا خدا ھی کا ہیکو ہوا جامع براہین کا بہائی ہوگیا اور بشر بن گیا ایسے صورت مین پھر ایمان خدا پر کہان ہوا نظر برین وجوہ لکھا جاتا ہی کہ قول جامع براہین بالکل غلط اور دعویٰ و قول صاحب انوار نہایت صحیح ہے لیجئے آپ نے امتحان کرایا تو آپکے فہم و علم کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ کیسی اوسمین دناءت و قباحت ہی اور صاحب الانوار کا دعوی اور منور و روشن ہوا کہ کس درجہ کا صاف و پاک و منجلی و منخلی ہے **اونتیسوین خطا** اس عبارت براہین سے عوام کیلئے دو عقیدہ فاسدہ ایسے پیدا ہوتے ہین کہ نعوذ باللہ منہما ایک دروغ گوئی جناب باری تعالےٰ و تقدس کا ممکن ہونا اسلیئے کہ آپ فرماتے ہین کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع اجراے دین سے معاذ اللہ یہہ عقیدہ نکلا ہی پھر آپ کا یہ فرمانا کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسینے نہین نکالا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک اختلاف قائم ہی یعنے جو اختلاف اب ہو رہا ہے یہہ جدید نہین ہے بلکہ قدیم سے ابتک جاری ہی پھر آپ نے عبارت لکھی رد مختار کے اور لکھدیا کہ کتب دینیہ جو اسکے سوا اور ہین اونمین بھی یہی ہی اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہین معاذ اللہ پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ناصواب پر طعن کرنیکو کوئی منع نہین کیا کرتا ہے بناء علیہ عوام اس عقیدہ کو ناصواب نہین بلکہ صواب و غیر مطعون جانین گے کیونکہ بقول جامع براہین قدیم سے ابتک یہ عقیدہ اہل اسلام مین موجود ہے اور سب کتابین اوس سے بھری ہوئے ہین اور اوسپر طعن کرنا ناجائز ہے دوسرا عقیدہ کاسدہ کلام جامع براہین سے یہ پیدا ہوتا ہی کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہوجاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی یہہ کہ خدا کا قادر نہونا اپنے مخلوق کے مثل پر تیرھوین صدی تک کسی نے نہین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق ہین پس خدای تعالےٰ اونکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع براہین کے نزدیک قادر ہے جب اوسکو قدرت حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی رعایت سے نہ بناتا تو ممکن تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچہ یقینی مسئلہ نر ہا کیونکہ قدیم سے اوسمین اختلاف مان رہے ہین بناءً علیہ جب کذب ممکن ہوا تو صدق قطعی نر ہا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی کچہ یقینی نہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہی تصدیق جازم مطابق للواقع ثابت سے اور تعریف یقین مین جازم ماخوذ ہی جو مشتق جزم سے ہی اور جزم عبارت ہی عدم احتمال نقیض و جانب مخالف سے جسنے چھوٹے چھوٹے رسالہ معقول کے پڑھے ہونگے وہ بھی یہہ جانتا ہی پس جب خدائے تعالے کے صدق کے نقیض کا کہ وہ کذب ہی امکان واحتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نقیض سے تہا صدق مین نپایا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم و بقاء احتمال نقیض کے بالبداہتہ یقینی نہوا جب نعوذ باللہ من ذلک صدق یقینی و قطعی نہوا تو نہ پیدا کرنا نظیر آنحضرت صلعم کا بقاء صدق کے سبب سے تہا اور جب صدق ہی یقینی نہین تو نہ پیدا کرنا یقینی نہوا جب نہ پیدا کرنا یقینی نہ ہوا پیدا کرنا جو اوسکے نقیض ہے وہ ممکن و محتمل رہا اور جب پیدا کرنے نظیر کا امکان واحتمال ہی تو ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا مضمون قطعی و یقینی نہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جسقدر اخبار قرآن شریف ہین اونکا یقینی ہونا تو اوسی وقت ثابت ہووے کہ اونکے جانب مخالف کا امکان واحتمال نہووے اور جب یہہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدای تعالے نے نعوذ باللہ من ذلک جھوٹ بولا ہووے کیونکہ جھوٹ بولنا ممکن ہوا اوسکا تو کوئی خبر قرآنی یقینی و قطعی نہوئی پھر تو قل ہو اللہ احد سے یقیناً خدائے تعالے کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلعم کا رسول ہونا بھی ثابت نہوا اور احتمال وامکان عدم قیام قیامت اور عدم ادخال مشرکین وکافرین کا دوزخ مین باقی ہی اور علی ہذا القیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہین رہے پس ممکن ہوا کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خدائے تعالے کچہ نہ کرے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر پر ایمان واجب ہی کیا جامع براہین یون کہدینگے کہ خدائے تعالے عاجز ہوگیا کافرون کو جنت مین داخل کرنے سے اور اگر یہہ کہین کہ وہ فرماچکا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اس سبب سے وہ داخل بہشت نہ کریگا تو یہہ بات جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی مانکر مشکوک کرچکے ہین اس جواب کے لائق منہہ باقی نہین رکھا یہہ جواب وہ دیگا جو ہماری طرح عقیدہ رکھتا ہوگا کہ کذب کلام باری تعالی مین محال و ممتنع ہی ہرگز ممکن الوجود نہین پس ہم لوگ کہہ سکتے ہین کہ اوسکا وعدہ خلاف ہونا محال و ممتنع ہی بناءً علیہ بعد حضرت صلعم کے کوئی نبی بھی پیدا نہ کریگا لاتبدیل لکلمات اللہ اور اسی طرح ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ کافرونکو جنت مین داخل ہرگز نہ کریگا اونکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا قال اللہ تعالی ہم فیہا خالدون

تبصرہ مبصران ذی ادراک سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین قاطعہ کے مضامین خاطئہ کسقدر لغو ہین اول قدم پر جسنے ٹھوکرون پر ٹھوکرین کھائین ہنوز دہلی دور منزل بھر پور کیونکر طے کریگا جسکا اول قول سر نوشت پشیمانی امکان کذب باری ہو پھر باقی حال اوسکا کیا پوچھتے ہو بقول مشہور رویش بین حالش مپرس ؎ خشت اول گر گذارد بر زمین معمار کج + گر برآرد تا فلک باشد ہمہ دیوار کج + اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع وقاد جامع براہین ہی خاصی طرح

حال ابتری براہین قاطعہ کا کھل گیا لیکن چونکہ شرع مین دو گواہ معتبر ہین جی چاہتا ہی کہ اب دوسرا قول جامع براہین کا جو اس قول کے آگے اوسی صفحہ مین واقع ہی مع عبارت صاحب انوار نقل کر کے اوسکا بھی کم وکیف ظاہر کیا جاوے واللہ ہو الموفق

قال صاحب الانوار الساطعہ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایکم مثلی یعنے کون ہے تم مین میرے مانند لست کاحدٍ کم کہ ایک تم مین میری طرح نہین اور وہ تو وہی ہین اونکے بیبیونکی یہہ شان ہی کہ خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا نساء النبی لستن کاحدٍ من النساء پھر اس زمانہ مین ایک ادنی سا آدمی ہی کہ وہ کہتا ہی رسول اللہ میرے بھائی ہین واضح ہو کہ بھائی جس قدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھ ہی معاذ اللہ منہا **قال جامع البراہین القاطعہ** ایکم مثلے مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالی کی مراد ہی چنانچہ لفظ مابعد کا یطعمنی ویسقینی خود ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحدٍ من النساء مین نفی مماثلت شرف زوجیت ولوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنی مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوۃ کے تقرب و شرف کمالات مین کسیکو مماثل آپکا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالی فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الی کی قید سے پھر وہی تشرف تقرب کو بعد اثبات مماثلہ بشریت کی ثابت فرمادیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکی آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی اور فخر عالم نے بھی فرمایا و ددت انی قد رأیت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے مخالف ہی لہذا چونکہ جسنے آپ کو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہا ہی اور تقرب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اوسپر طعن سوائے مخالفت نصوص کے اور کیا ہو ویگا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن وحدیث پر ہوتا ہی مگر اپنے کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا حال آیت لستن کاحدٍ من النساء **اقول** وباللہ التوفیق سخن فہمان ژرف نگاہ خیال فرمائین کہ صاحب انوار نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے بشریت کو منفی نہین کیا جامع براہین نے کیون اثبات بشریت مین طول بیجا دیکر مغز خراشی فرمائی اور جو دلیل صاحب انوار نے لکھی یعنے لزوم ایہام مساوات جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہی اسمین ایک حرف بھی آپکی زبان مبارک سے نہ نکلا ع بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است + اب اگر اس مقولہ کی تردید بمثل قول اول حرفاً حرفاً کیجاوے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اسمین طول لاطائل دیکر سلسلۂ ژاژخائی دراز کیا ہے پھر حرف حرف کی تفضیح

یا توضیح کرنیسے طول ہین طول پیدا ہوکر موجب ملال طبع ناظرین ایجاز پسند ہوگا بنا برعلیہ عنان اس وادی سے موڑ کر بعض امور ضروریہ پر تنبیہ کیجاتی ہی **قولہ** ایکہ مثلی ہین مماثلت تقرب الی اللہ تعالے کی مراد ہے الخ **اقول** و باللہ التوفیق جامع براہین کی مراد یہہ ہے کہ بشریت مین سب بشر آپکے مماثل ہین تقرب الی اللہ مین کوئی مماثل نہین بر تقدیر تسلیم مماثلت فی البشریۃ کی ہم کھتے ہین یہہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنے ہین نزدیکی طلب کرنا اور یہہ دو طرح ہی ایک بالایمان دوسرا بالاعمال تقرب بالایمان یعنے توحید و احکام خداوندی مان لینے مین سب مؤمنین و انبیاء ایک ہین آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن الایۃ فرق باکید بگر ہے تو مدارج کمالات یقین و مشاہدہ وغیرہ مین ہی نفس تصدیق مومن بہ مین سب برابر ہین کسی کا ایمان کسی سے زیادہ و کم نہین ہے چنانچہ فقہ اکبر و شرحہ مین ہی ایمان اہل السماء ای من الملائکۃ واہل الجنۃ والارض من الانبیاء والاولیاء وسائر المؤمنین من الابرار والفجار لا یزید ولا ینقص ای من جہۃ مومن بہ نفسہ المؤمنون مستوون ای متساوون فی الایمان ای فی اصل والتوحید ای فی نفسہ انتہی مختصر ابقدر الحاجۃ اسیطرح بالاعمال شامل ہے جمیع عابدین کو من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث اور ما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبتہ عام ہے جمیع تقرب طلبون کو اور قرآن مین ہی کل لہ قانتون ابن عباس اور مجاہد اور مقاتل اور سدی اور عطائی اسکے معنے یہ کئے ہین کہ سب اوسکے مطیع ہین اور حضرت صلعم کا ارشاد ہی صلوا کما رایتمونی اصلی اور قرآن مین وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نصوص مذکورہ سے ثابت ہی کہ سبکو خدا تعالے کی قرب جوئی ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہی تو نفس تقرب الی اللہ مین سب شریک ٹہرے ہان کمالات مدارج قربت مین فرق ہی یہی بات بشریت مین بھی ہی یعنے نفس بشریت مین سب شریک اور منتہاے کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین حتی کہ جمال صورت و اعتدال خلقت مین بھی شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۴ جلد اول مین لکھتے ہین اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالی جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین پس تقرب الی اللہ اور بشریت دونونکا ایک حال ہے یعنے نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے مین سب شریک ہین اور منتہی کمالات تقرب اور اعلی کمالات بشریہ مین کوئی آپ کا شریک نہین بناء علیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑکر دوسرا لفظ اختیار کیا مغز تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پر یہ کہنا چاہئے تہا کہ آثار محبوبیت خاصہ مراد ہین اسمین کوئی آپ کا شریک نہین اسلئے آپنے ارشاد فرمایا ایکم مثلی پس مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ ٹھرا کہ کوئی تم مین مثل میرے نہین تو بڑا نا سعادتمند وہ آدمی جو مقابل مین کہے کہ مین مثل ہون آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت مین آپ بڑے بہائی ہین چھوٹا بہائی معاذ اللہ معاذ اللہ

نفی مماثلت کے مقابلہ مین اثبات مماثلت کرنا گستاخی و بیباکی عظیم ہے خواہ کسی نیت سے ہو حق سبحانہ انسانیت و تہذیب نصیب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۹۴ جلد ثانی مطبوعہ مصر مین ملا علی قاری لکھتے ہین قد روی فی مجلس ابی یوسف انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احب الدباء فسل لہ السیف وقال جدد الاسلام والا قتلتک نظرا الی ظاہر معارضتہ لہ علیہ الصلوۃ والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت صلعم سے قبیح و نامشروع ہونے و خوف زوال ایمان کے واسطے کافی ہو پس ناسعادت مندی معارض مین کیا کلام ہے اور شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہین اسلئے جو عوارض مانند امراض و موت و قوت شہویہ و غضبیہ اونکو عارض ہوتے ہین یعنے دوسرے بشرون کو انبیاء علیہم السلام کو بھی عارض ہوتے ہین اور بواطن و روحین اونکے متصف ہین ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلی ہین متشابہ ہین ساتھ صفات ملائکہ کے بیچ دوام ذکر و حضور بدون ملالت و فتور کے اور قوت طاعت و عبادت بغیر ملالت کے کہ وہ سلیمہ ہین تغیر و آفات سے اس لئے اونکے ارواح کو اکثر عجز بشری و ضعف انسانی لاحق نہین ہوتا ہے اور یہہ معنے ظاہر اونکے مشابہ بشر سے ہین و باطن و ارواح ملائکہ سے اس واسطے ہین کہ اگر خالص بشر ہوتے مانند دوسرے بشرون کے تو طاقت اخذ وحی کے ملائکہ سے اونکو نہوتی اور نہ اونکے ساتھ خطاب و مخالطت کر سکتے اور نہ دیکھہ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر یہ نہین کر سکتے ہین اگرچہ ولی ہووین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و ابدان بھی اونکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام و ابدان مین بھی مشابہ بشر کے نہوتے تو دوسری بشر نہ اونکے مل سکتی اور نہ اونکو دیکھہ سکتی اور نہ اونسے خطاب کر سکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام و ابدان مین مشارکت بشر سے اور ارواح و باطن مین مشارکت ملائکہ سے اونکو ہے یہہ تمام شفا و شرح ملا علی مین ما تن و شارح نے فرمایا کہ یہ شرح و متن مین لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمرو ابی ہریرۃ و انس و عائشۃ جوابا لقولہم انک تواصل فکیف تنہانا انی لست کہیئتکم ای علی صفتکم و ماہیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی اس سے واضح و لائح ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان و اجسام کی جہت سے بشر ہین نہ ارواح و بواطن کی جہت سے اور خالص بشر نہین ہین کہ ظاہر و باطن دونون مانند دوسرے بشرون کے اونکے ہووین اور خود آنحضرت صلعم کا فرمانا اس عبارت سے ظاہر کہ مین تمہاری صفت و ماہیت پر نہین ہون جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی دوسرے بشرون صحابہ وغیرہم سے مخالف ہو فقط ظاہری بشریت ہو آپکی پس آنحضرت صلعم کی بشریت کہ باعتبار بدن و جسم کی ہے نہ باعتبار باطن و روح کے مخالف صحابہ وغیرہم کی بشریت سے ہوئی تو مساوات بشریت مین کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر مین تحت آیت ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین

امام رازی صاحب فرماتے ہین واعلم ان تمام الکلام فی ھذا الباب ان النفس القدسیة النبویة مخالفة بماھیتها لسائر النفوس۔ اور امام رازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمناہ من لدنا علماً کی تحت مین فرماتے ہین فنقول جواھر النفوس مختلفة بالماھیة عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت مخالف باقی نفوس کی ماہیت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہو کہ جواہر نفوس مختلف بالماہیت ہین پس آنحضرت صلعم کی ماہیت ہماری ماہیت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت مین مساوات آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہوئی پس مثلیت فی البشریة کا قائل ہونا جہالت وحماقت صرف ہی ایک امر مین مشابہت ہونے سے اور اشتراک پائی جانی سے مساوات ثابت نہین ہوتی ہے دیکھو انسان وفرس مین حیوانیت مین اشتراک ہوا تو انسان وفرس مین مساوات کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگرچہ دونون کو حیوان کہہ سکتے ہین اسلئے انسان کو بھائی فرس کا کہنا عرف ولغت مین صحیح نہین اب دیکھو بشریت بھی آنحضرت صلعم کی باقی رہی اور اطلاق اخوت بھی صحیح نہوا بسبب عدم مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح مکتوبات کے مکتوب صدم جلد ثالث مطبوع نولکشور مین فرماتے ہین

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوة والسلام خلقت من نور اللہ دیگرانرا این دولت میسر نشدہ است الی ان قال المجدد رح وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوة والتسلیمات ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن است ہر چند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید وجود آن سرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت وامکان او علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تراست وچون لطیفتر از وی در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد انتہی پس جب کہ خلقت وپیدائش مین کوئی فرد افراد او سے مناسب وموافق آنحضرت صلعم کے نہین ہے اور آپکی پیدائش نور الٰہی سے ہی کہ اوسمین کسیکو شرکت نہین ہے اور کسیکو یہہ دولت حاصل ہی نہین ہے اور آپکا امکان وہ امکان نہین ہے جو عالم کا امکان ہے اور کشف صریح مین وجود آنحضرت صلعم کا کہین ممکنات کے صحیفہ مین معلوم نہین ہوتا ہے موافق فرمانے حضرت مجدد الف ثانی رح کے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کے مساوی کوئی فرد بشر نہین ہے خلقت وپیدائش مین سوائے تقرب وتشرف ومحبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت مین ہے آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہین ہے اور نص سے مساوات بشریت مین ہرگز معلوم نہین ہوتی ہے اور لفظ مثلکم کا مقتضی یہہ نہین ہے کہ ماہیت بشریت مین مساوات ہے چنانچہ اوسکا حال عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے کہ منتظر

قولہ البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکی جملہ بنی آدم ہین **اقول** اس وقت تک اس فرقہ کے آدمی یہہ دلیل پیش کیا کرتے تھے انما المؤمنون اخوۃ حضرت فخر عالم صلعم کو عموماً مومنین مین شامل کر کے بہائی بناتے تھے لکن اس شخص کی جرائت پر ہزار افسوس کہ اس نے ایمان کے بھی شرط قائم نہ رکھی صرف بنی آدم مین شریک ہونا واسطے جواز اطلاق اخوت کی علت ٹھرا دیا اولی الابصار دیکھین کہ بنی آدم مین کون کون قومین اور اہل حرفہ ہین معلوم نہین کہ آنحضرت صلعم کو یہہ ناعاقبت اندیش کس کسکا بہائی تجویز کرینگے معاذ اللہ معاذ اللہ لیکن جناب مولوی صاحب کی زبان اسی مسئلہ مین چلتی ہے ہم تو اوسوقت جانین گے کہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بہائی کہکر پکارے آپ ذرا آزردہ نہون اور یہہ فرماوین کہ واقعی اسنے بوجہ بنی آدم ہونیکے فرعون کا بہائی کہا ہے تو کیا خلاف نص کے کہدیا اوراسیطرح جس قدر آپ کے ہمشرب ہین اگر اونکے حلال خور اونکو بہائی اپنا کہین یا اونکی جورو اونکو بہائی کہکر پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد بنی آدم ہونیکے ہمارے بہائی ہو اور یہہ ان صاحبون کو ذرا ناگوار خاطر نہووے بلکہ اور زیادہ خوش ہوکر بولین کہ اونہون نے بڑی قدر دانی کی جو وقت آدم کا پرانا رشتہ پیار دلانے والا یعنی بہائی کہنے کا نکالا اور اگر یہہ صاحب اس بات سے ناراض ہون کہ ہم فرعون و حلال خور کے بہائی نہین بنتے تو اپنے اس قاعدہ سے ہاتھ اوٹہا ئین کہ بباعث اشتراک بشریت ہر ذلیل اذل آدادم اعلی سے اعلی درجہ کے فرد بشر کو بہائی کہا کرے **فائدہ** اگر خاوند اپنی جورو کو بہن کہے یا جورو خاوند کو بہائی کہے اوسکو مولوی قاسم ان لوگونکی پیشوا تقریر دلپذیر مطبوعہ مطبع بحر العلوم لکھنؤ صفحہ ۱۳۱ مین نامناسب و موجب مضحکہ لکھتے ہین حال آنکہ اونمین اخوت باہمی از روے نص ثابت ہے معلوم نہین یہہ لوگ اوسپر کیا فتوی لگائینگے کہ موافق نص کو اونہون نے نامناسب و موجب مضحکہ لکہا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ رضہ کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے بہن کہدیا تو وہ کذب صورۃً قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین کذب اونسے صادر ہوے ایک اونمین جو آنحضرت صلعم نے فرمائے ہین یہہ ہین یعنے اپنی زوجہ کو بہن کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حشر کو اپنے کذبات صوریہ کے سبب سے کہ ایک اونمین سے یہی زوجہ کو بہن کہنا ہے شفاعت اول دہلہ مین نہ کرین گے اور ان تینون کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرماوین گے چونکہ انبیاء علیہ السلام کذب سے معصوم ہین صدور کذب کا اونسے ممتنع ہے علماء محققین اونکے اس بہن کہدینے کو توریہ و تعریض فرماتے ہین کہ اونہون نے اخوت دینے کے اور اسلامی کے سبب سے اونکو بہن کہدیا تہا اور اونکے چچا کی بھی بیٹی تہین اگر نفس بشریت مین ابراہیم علیہ السلام سے اونکی وجہ مساوات تہین اور یہہ نص کے موافق ہے جیساکہ حضرت جامع براہین فرماتے ہین تو علماء مین سے کسی نے آجتک یہہ وجہ رفع کذب کے کیون نہ گذاری اور عرصہ صدہا برس کا ہوا کہ علماء اس اعتراض کے جواب مین جو لکھتے ہین تو یہی

لکھتے ہین کہ اخوت اسلام کے سبب سے کہا تہا اور چچا کی بیٹی ہونیکے وجہ سے فرمایا تہا تمام محققین نے اس سے کیون اعراض
کیا جبکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہین اگر علماء محققین و فضلاء مدققین کے نزدیک یہہ موافق نص ہوتا تو
کوئی تو اونمین سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہونا باوجود جواز اور
موافق نص ہونے اس جواب کے عقل سلیم و فہم مستقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہان جامع براہین یہہ کہدے کہ اونکو
یہ جواب سوجہا ہی نہین ہمکو ہی سوجہا ہے تو بات علیحدہ ہی پھر ایسے تو نیچریہ بھی جو قرآن کے معنے اپنی رای سے
مخالف تمام جہان کے گھڑنے لگے ہین وہ بھی یہہ کہہ سکتے ہین اور اونکے معانے بھی صحیح ہوجاوینگے اور اگر
یہہ کہو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہین دوسرے بعض کے ذکر نکرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ صحیح نہووے
تو اسکے جواب مین ہمکو یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ ایسے مقامات مین جو بہ متعدده علماء دیا کرتے ہین اور حتی الامکان جو
جوابات ہوسکتے ہین سب ذکر کرتے ہین اگر ایک محقق کل کو ذکر نہین کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
بعض بعض جوابات ذکر کر دیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہوجاتے اور جب کہ یہہ جائز تہا کہ مساوات فی البشریۃ
کے سبب سے وہ بہن تہین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تہا اسکو کوئی بھی ذکر نہ کرے یہہ کسطرح عقل سلیم قبول کرسکے پس
سواے اسکے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہین ہوتی کہ یہہ جواب علماء محققین کے نزدیک جائز
عقلاً و شرعاً کسیطرح نہین ہے **قولہ** خود حق تعالے فرماتا ہی قل انما انا بشر مثلکم الخ **اقول**
نزول اس آیت کا ان صاحبون نے شاید اپنے بہائی بنانے کیواسطے سمجہا ہے چاہئے تہا کہ مفسرین کا کلام دیکھتے
شیخ محی السنہ رحمہ اللہ سورہ حمٓ السجدۃ (ص ۹۵) مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین قال الحسن علمہ التواضع
اور روح البیان (ص ۳۱۲) مین بھی اس جگہہ لکھا ہے قال الحسن رضی اللہ عنہ علمہ التواضع بقولہ قل انما انا بشر مثلکم اور یہہ
آیت سورہ کہف مین بھی ہے وہان بھی شیخ محی السنہ لکھتے ہین معالم مین قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
علم اللہ رسولہ التواضع الی آخرہ اور تفسیر کبیر سورہ کہف مین امام رازی فرماتے ہین امر محمدا صلی اللہ
علیہ وسلم ان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم الی آخرہ سید التابعین امام حسن بصری
رضی اللہ تعالے عنہ اور سند المفسرین ابن عباس رض کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے انما انا البشر مثلکم نازل
فرما کر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنے معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
عرب مین کسکو کہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تواضع فروتنی کردن اور قاموس مین ہے تواضع تذلل و تخاشع
اور غیاث اللغات مین ہے فروتنی نمودن و خود را فرو نہادن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ کہین ایک آدمی ہون
جیسے تم سب آدمی ہو عجز اور فروتنی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہین کہ اوس کلمہ مین ہوا کرتی ہے

جو متکلم کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہ کلمہ فرمانا آپ کا بہ نسبت شان عالی حضور کے کم درجہ ٹھہرا اور لفظ کم درجہ کا قاعدہ یہی ہی کہ اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کہے تو وہ بُرا نہین بلکہ اوسکے حق مین محمود و داخل حُسن خلق گنا جاویگا اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا ہی اور وہ آدمی گستاخ و بے ادب ٹھہرتا ہے مثلاً سردار عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیون کو از راہ اشفاق فرمایا کہ مین تم سب صاحبون کا خادم ہون یا مثلاً کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بھائی کہکر پکارا تو یہ کہنا اوسکا خوش اخلاقی مین داخل ہے اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگین ہان بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بھی اوس وزیر و بادشاہ کو بھائی کہکر پکارا کرے تو یہہ اون سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیجاویگی بنائً علیہ امتیون کا یہہ کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور بشریت و آدمیت مین ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بھائی ہوئے کلمہ گستاخی کا ہی اور آپ نے جو خود فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون جیسے تم سب آدمی ہو یہ اسواسطے کہ آپ کو حکم ہوا تھا قل انما انا بشر مثلکم اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دوسری جگہہ بھی صراحۃً دیا ہے وخفض جناحک للمؤمنین یعنے پست رکھہ بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے جناب باری تعالےٰ سے ساتھہ عجز و فروتنی اور پست کرنے بازو کے تم کہان مامور ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فروتنی کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہین وہ بھی ہمارے بھائی تھے جیسے سب بنی آدم **قولہ** پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ خود نص کے موافق کہتا ہی **اقول** جامع براہین کو اپنے محدث اور فقیہ اور اصولی ہونے کا اس قدر دعویٰ اور لن ترانی اور مقام استدلال مین ایسی حواس نادد ہوئی کہ لفظ نص کے معنے بھی نہ سمجھے کہ اصول مین کیا لکھا ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم النظم ان ظہر معناہ فان لم یسق لہ بالذات لا یکون مقصودا اصلیا فہو الظاہر وان سیق لہ بالذات فان احتمل مع ذلک السوق التخصیص والتاویل فہو النص انتہی اس سے واضح ہی کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہووے یعنے ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سنتے ہی پہچان لی اور اوس مراد کیواسطے بالذات وہ لفظ نہ بولا گیا ہووے اور مقصود اصلی وہ نہووے تو اوسکو ظاہر کہتے ہین اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہووے لکن بالذات بولا گیا بھی اوسی مراد کیواسطے ہووے اور مقصود اصلی متکلم کی وہی مراد ہووے اور احتمال تخصیص تاویل کا بھی رکھتا ہووے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ظاہر ہونا اور اوسی مراد کیواسطے بولنا متکلم کا ضرور ہے اب جامع براہین دونون پیر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم اللہ تعالےٰ نے کیا اسیواسطے نازل فرمائی تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو بھائی کہا کیجو اور یہہ بھی بیان فرماوین کہ

آیت مین کونسا لفظ ہی جسکی مراد ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہین ہے
کہ عارف باللغۃ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجہتا ہووے کسی عربی فارسی اُردو دان سے دریافت کروان دونون
لفظ مین سے کسی سے یہہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت مین معنے بشر و مثل کے بہائی کے لکہے
ہووین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونون لفظ مین سے کسی کے معنے بہائی
اون لوگون نے قرار دیئے ہووین یا عرف عام مین بشر و مثل کے معنے بہائی کے لیتے ہووین پس ان لفظون کے
معنے بہائی کسیطرح نہین ہین تو موافق نص کے بہائی کہنا کہان ہوا اگر نص سے مراد یہان تمہاری فقط آیت
قرآنیہ ہی نہ مصطلحہ اہل اصول تاہم تمہارا مقصود حاصل نہین ہے اس آیت قرآنیہ مین اسپر دلالت ہی کوئی دلالت
ہووے دلالت معتبرہ مین سے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو عبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء النص
کسی طرح اسکا ثبوت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس آیت مذکورہ کے یہہ معنے بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہی کہ آنحضرت
صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنا درست ہی تفسیر بالرای ہی جو اوسپر وعید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہین اور بشر کا لفظ
تو عام ہی بہائی و بیٹا و باپ و مرید و پیر و شاگرد و استاد و زوجہ وغیرہم تمام رشتہ دارون و تعلق دارون وغیرہم کو شامل
ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم والے سبھی اسمین شامل ہین بہائی مراد لے لینا بالخصوص اس سے کسطرح صحیح ہوسکتا ہے
دعوی خاص و دلیل عام کی قباحت تو ہر ادنی و اعلی طالب بہی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف مدعی جائز و ممکن ہے حیوان
کی تحقق سے انسان کا اور انسان کے تحقق سے خاص زید کا تحقق لازم نہین ہی پہر اس دلیل کو دعوی سے کیونکر مناسبت ہوسکتی
ہے آدمی کچہ سوچکر تو کہے آنحضرت صلعم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی مین سب کچہہ پس پشت ڈالا ذرا بہی قواعد کا لحاظ نہ رکہا
اور کچہہ ادب کا خیال نہ کیا رعیت و ماتحت لوگ حاکمون کو اپنا مان باپ وقت عاجزی کے کہتے ہین یہ اونکا کہنا مذموم نہین
قرار دیا جاتا ہی اگر اس فرقہ کے لوگون مین ذرہ بہی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلعم سے قرار دیتے تو یہی کہتے کہ آنحضرت
صلعم ہمارے باپ ہین تا کہ ادب بہی باقی رہتا اور ایہام مساوات کا جو لفظ بہائی مین لازم ہے نہ آتا اور باپ کہنا آنحضرت صلعم کو
شرعاً بہی گنجائش رکہتا ہی اور عرفاً بہی حاکم و سردار و آقا کو باپ کہدینا مذموم نہین گنا جاتا ہے عرفاً مذموم نہونا تو ظاہر ہے
اور شرعاً بہی اہل علم منصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکہا جاتا ہے کہ مشکوۃ کے آداب الخلا مین ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل الاب لولدہ یعنے مین تمہارے واسطے ایسا ہون
جیسا باپ اپنے بیٹے کیواسطے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف مین ہی وازواجہ امہاتہم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیبیان مومنین کی مان ہین پس بیبیون کا مان ہونا مقتضی ہی کہ اونکے خاوند مثل باپ کے ہووین نہ مانند بہائی کے
اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت کریمہ وللآخرۃ خیر لک من الاولی لکہتے ہین وللآخرۃ خیر لک

تجتمع عندك امتك اذ الامة كالاولاد قال تعالى وازواجه امهاتهم وهو اب لهم الى آخره اور صاحب تفسير روح البيان نے سورہ احزاب مین لکھا ہی کہ اُبَیّ کے قرآن شریف مین اور قرأت عبد اللہ بن مسعود مین یہ لفظ اسطرح آیا ہی وهو اب لهم وازواجه امهاتهم اس تقریر پر مثل باپ کے ہونا آپ کا خود قرآن شریف سے ثابت ہوگیا اس فرقہ وہابیہ مین اگر ادب وتمیز ہوتا اور آنحضرت صلعم سے برابری حاصل کرنا انکی غرض نہوتی گو بشریت مین ہی سہی تو آنحضرت صلعم کو باپ کہتے نہ بہائی اس لیے کہ ہر نبی اپنی امت کیواسطے باپ ہی اگرچہ حقیقی نہو کیونکہ امت کو او نسے یعنے اپنے نبی سے حیات ابدی اور تعلم ادب دینی حاصل ہوا ہے اسیواسطے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین خدائے تعالے فرماتا ہے ملة ابيكم ابراهيم اور قرأت شاذہ مین آنحضرت صلعم کے حق مین پڑہا گیا ہی هو اب لهم اور اسواسطے بہی نبی اپنی امت کے باپ ہین کہ تمام مؤمنین اصل واحد کیطرف منسوب ہین کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سے حاصل ہے پس تمام مومنین آپسمین بہائی ہوئے قال اللہ تعالى انما المؤمنون اخوة چنانچہ یہ تمام شفا و شرح شفا ملا علی مین موجود ہے ازواجه امهاتهم اے هن فى الحرمة كالامهات حرم نكاحهن عليهم بعده تكرمة لهم او خصوصية ولانهن له ازواج فى الآخرة وقد قرء اى فى الشواذ قيل وهى قرأة مجاهد ونسبت الى ابى بن كعب ايضا هو اب لهم اذ كل نبى اب لامة كما قال الله تعالى ملة ابيكم ابراهيم من حيث ان به حياتهم الابدية وتعلم الآداب الدينية ومن ثم صاروا اخوة فى الدين كما قال الله تعالى انما المؤمنون اخوة من حيث انتسابهم الى اصل واحد هو الايمان الناشى عنه صلى الله تعالى عليه وسلم اس تمام کو چہوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلعم کو اپنا بہائی بنانا چاہا اور ما كان محمد ابا احد من رجالكم مین ابوت حقیقی نسبی کی نفی ہے جسطرح بہائی کہنے والے بہی آنحضرت صلعم سے اخوت حقیقی نسبی کو نفی کرتے ہین ولكن رسول الله وخاتم النبيين جو متصل اسکے ہی یہہ استدراک مفید ثبوت ابوت مجازی و غیر حقیقی کو ہے باین طور کہ جب ابوت کی نفی کی تو توہم ہوا کہ آنحضرت صلعم کسی اعتبار سے باپ نہین ہین تو اس توہم کو جو ناشی کلام سابق سے ہی خدا ہی تعالی نے دفع فرمایا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین یعنے اس سبب سے اور اس اعتباری باب مین پس ابوت کا ثبوت ہوگیا یہ معنے نہونگے تو استدراک کی صحت نہوگی اور محققین علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح ابو الارواح ہی اور یہہ بہی کہ آپ کا نور اصل وجود ہے باقی جمیع موجودات کی شاخین اوسمین سے پہوٹی ہین ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست + بنائے علیہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو جمیع اصول و فروع و قرآن و حدیث و اقوال محققین سے بہی تطبیق ہوجاتی اور نص انما انا البشر مثلکم کی بہی تصدیق ہوجاتی کیونکہ بشر کا باپ بہی مثل بیٹے کے

بشر ہوتا ہے اور گستاخی وایہام مساوات کا الزام بھی انپر نہ آتا جامع براہین نے بڑے برہان قاطع قرآن شریف ہے بہائی
بنانے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو پیش نہ چلی ناچار اب تنزل فرماکر حدیث سے دلیل پکڑکر اپنا دل خوش کرتے ہین وہ یہہ ہی
قولہ اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث **اقول اولاً** مسلم اور مشکوۃ اور
مجمع البحار مین دیکھو صحیح روایت اس حدیث کی یہہ ہے وددت انا قد رأینا اخواننا یعنے میراجی چاہتا ہی کہ کاش مین
اور جو لوگ میرے ساتھہ ہین ہم سب دیکھتے اپنے بہائیون کو یعنے اون لوگون کو جو آگے کو ہونگے انتہی یہہ ترجمہ کیا ہی
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث مین آیا ہی
کہ آپ اپنی امت کو بلفظ امت یاد فرماتے تھے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور فرمایا ستفترق امتی اور فرمایا رب
ہبلی امتی اور فرمانا آپ کا امتی امتی جمیع امت کو روشن ہے کہان تک نظیرین بیان کیجاوین بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ یہان بھی
آپ وددت انی قد رائت صلحاء امتی موافق عادت شریفہ کی فرماتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے دل مین فقط یہہ تمنا
نہ تھی کہ فقط آپ ہی اونکو ملاحظہ فرماوین بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی اونکو دیکھتے اس صورت مین اگر آپ
فرماتے وددت انی قد رائنا امتنا تو صحابہ پر صادق نہ آتا کیونکہ مؤمنین ومومنات صحابہ کی امت نہین ہین بناءً علیہ
لفظ اخواننا فرمادیا اس قاعدہ کو عربی مین تغلیب کہتے ہین کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاختصار ذکر کرنا چاہتے
ہین تو ایک ہی لفظ مین اوسکو شامل کرلیتے ہین مثلاً چاند وسورج کہنا منظور رہا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسر یکو اوسکے تابع کردیا
اور کہدیا کہ شمسین یا قمرین اسیطرح حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو عمرین اور مان وباپ کو ابوین کہتے ہین بناءً علیہ
اس مقام پر آنحضرت صلعم کو یہہ فرمانا منظور رہا کہ مین اپنی صلحاء امت کو دیکھون اور صحابہ اپنے بہائیون کو دیکھین آپنے
بقاعدہ تغلیب بہائیون کا لفظ لیکر امت کو اوسمین مندمج فرمادیا انا قد رأینا اخواننا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے
لفظ کو کیون تغلیب ندی بہائیون کو اوسمین مندمج فرمادیتے جواب یہہ ہی کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت
تھے پس مستحق لفظ امت ایک تھے اور مستحق لفظ اخوت بہت بناءً علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ اخواننا فرمادیا اور جامع براہین نے
اس غرض سے صیغہ جمع متکلم کی جگہہ واحد متکلم کو یعنے اخواننا بدلہ اخوانی روایت فرمایا تاکہ یہہ احتمال ساقط ہو جاوے یہہ
حرکت آپکی اہل دین کو قابل یادگار ہے **ثانیاً** بالغرض تنزلاً اگر روایت لفظ اخوانی مانکر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ
آپ نے خاص اپنی اخوت ثابت فرمائی ہے تو جواب یہہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اسمین اون لوگون کی
دیکھنے کی تمنا ہی جو ابہی تک پیدا نہین ہوئی اور یہہ بات بہت صاحبونکو معلوم ہی کہ تمنا اوسکے دیدار کی ہوا کرتی ہے جو افراد
کاملین دیکھنے قابل ہوتے ہین آپکی امت مین بڑے بڑے مقبول اولیاء غوث قطب ابدال اوتاد اور ائمہ مجتہدین جنکی
تعریفین احادیث مین وارد ہین بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہی کہ آپ نے اصحاب کے سامنے اونکو

بہائی کہکر اور تمنا دیدار بیان فرماکر اصحاب مین اونکا شرف ظاہر کیا ہو اور جو امتی آپ کے مرتکب اعمال شنیعہ اور صاحب عقاید باطلہ ہین آپ اونکو کسطرح بہائی کہکر اونکے دیدار کی تمنا صحابہ مین بیان فرماتے اور محبت اور پیار اون بدکارون سے ظاہر فرماتے اونسے خود روح نبی کریم علیہ التسلیم بیزار ہو وہی حدیث جسکا ٹکڑا وددت انا قد راینا اخواننا ہو صحیح مسلم مین نکالکر دیکھو اوسمین لکھا ہو کہ بہت سے ایسے امتی ہونگے جو حوض کوثر کے پاس سے ذلت وخواری کے ساتھ ہٹا دیئے جاوینگے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماوینگے سحقاً سحقاً یعنے دوری ہو جیو انکو دوری ہو جیو انکو پہر اونکو بہائی کہنا اور تمنای دیدار ظاہر کرنا سخت بعید ہو اور ظاہر ایہ فرقہ بے ادب گستاخ جولیس خوردہ چاٹنے والا **عبدالوہاب نجدی** کا ہو شامل اونہین لوگون مین معلوم ہوتا ہو جنکی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سحقاً سحقاً فرماوینگے اسلئے کہ انسے بہت فتنے اور تفرق اہل اسلام مین پڑے ہین مشکوۃ کے باب الیمن والشام مین بخاری سے روایت کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ برکت دے ہمارے شام و یمن مین صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم دعا فرمائے اللہ ہماری نجد مین بھی برکت دے آپ نے پہر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شام و یمن مین پہر صحابہؓ نے دوبارہ عرض کی کہ نجد کے لئے بھی دعا کیجیئے راوی کہتا ہو کہ مین گمان کرتا ہون کہ پہر تیسرے بار بھی صحابہؓ نے وہی عرض کی تب تیسرے بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہان یعنے نجد مین زلزلی اور فتنے ہونگے اور نکلے گی وہان سے گروہ شیطان کے پس جب یہہ فریق تابع عبدالوہاب نجدی ہوکر وہابی کہلایا اور وہ نجد کا ہے اور نجد موافق حدیث صحیح کے مقام شیطان کے گروہ کا ہے بہلا ایسے ذات شریفہ جنکے یہ صفات لطیفہ ہون اونکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح محبت اور پیار سے یہہ پیارا نام بہائی کا صحابہ کے سامنے فرماتے اور تماشا یہہ ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی بتانے پر جو لڑتے مرتے ہین وہ یہی فریق نجدیہ ہین اور جو لوگ کہ ائمہ دین اور رہنمائی حق و یقین تھے جنکی تمنای دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگون نے کبھی یہہ مباحثہ نہ کیا بلکہ صحابہؓ نے بھی نہ کیا کہ ہم بہائی ہین رسول اللہ صلعم کی اور کبھی عبداللہ بن عباس و فضل بن عباس علی و عقیل وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلعم کو لفظ بہائی یعنے اخی سے خطاب نہ کیا اور کبھی روایت احادیث مین بھی قال اخونا رسول اللہ صلعم کسی نے صحابہؓ مین سے نہ کہا اور نہ یہہ بہائی کہنا تابعین و تبع تابعین مین جاری ہوا اور نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے لفظ سے آنحضرت صلعم کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز تہا اور موافق نص تہا اور کوئی اسمین حرج نہ تہا تو سلف و خلف تمام ذرا اس سے کیون اعراض کیا عجب بات ہو کہ موافق نص کے ہووے بزعم جاہ مع براہین کے اور کوئی بھی اس کا عامل سلف و خلف متقدمین و متاخرین مین سے نہووے سوائے فرقہ بدبختیہ وہابیہ کہ اہل سنت جماعت کے اعمال صالحہ کو تو فقط اس وجہ سے کہ زمانہ ثلاثہ مین بحیثیت کذائیہ موجود نتہی بدعت وضلالت کہا جاوے اور اسکا وجود بعد زمانہ ثلاثہ کے بھی نہوا تب بہی جائز بنایا جاوے اور موافق نص کے اسکو کہا جاوے اسلئے بعض معتقد اون نے اسقدر بھی دیسکا

ارتکاب ہوگیا ہو وہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی وافی ہے نعوذ باللہ من ذالک اور یہہ بھی واضح ہووے کہ جامع براہین نے اثبات اخوت مین اسلام وایمان کی بھی شرط نہین لگائی آیہ انما انا بشر مثلکم سے یہ فائدہ نکال چکے ہین کہ اولاد آدم ہونا علت اخوت ہی جس نے آپ کو بوجہ بنی آدم ہونے کے بہائی کہا موافق نص کے کہا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جسقدر قومین شریف ورذیل کافر ومومن دنیا مین ہین معاذ اللہ گویا وہ سب بہائی ہین پس تقریر کے موافق گویا آپنے اون سب بہائیون کے دیدار کی تمنا اس حدیث مین بیان فرمائی کہ اناقد رانا لخواننا توبہ توبہ استغفر اللہ اور اگر یہہ لوگ اس حدیث سے کفار ومشرکین وغیرہم کو خارج فرماوین گے توہم کہینگے اسیطرح تم بھی اس حدیث سے خارج ہو کیونکہ اس حدیث مین اونھی لوگون کو بہائی فرمایا ہے جو باعث نور عرفان وتجلی ایمان وہدایت عام وارشاد تام اس قابل ہین کہ اونکے دیکھنے کی تمنا کیجائے من الصدیقین والشہداء والصالحین پہر ایسے اُمتی لوگون نے تو آپ کو بہائی کہا نہین اور آنحضرت صلعم کو آپنے بہائی بنانے مین منازعہ نہ کیا تیرا صدی کے لوگون فرقہ وہابیہ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے اور صاحب انوار نے تو تشنیع اسبات پہ کی تھی کہ ذلیل ذلیل آدمی آپ کو اپنا بہائی کہہ رہا ہی چنانچہ عبارت صاحب انوار ساطعہ صاف یہ مضمون ادا کر رہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بصیرت والا اوسکو دیکھے وہ عبارت یہ ہی (اس زمانہ مین ایک دنی سا آدمی ہے کہ وہ یہہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بہائی ہین) افسوس معاندین کے حال پر کہ مغز کلام صاحب انوار تک ذرہ بہر نہ پہنچے قلم یا وہ گوئی پر اوٹھا کر جو چاہا لکھنے لگے ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + پس جامع براہین پر لازم تہا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہہ واضح ہو جاتا کہ ذلیل ذلیل آدمی آنحضرت صلعم کو بہائی کہے تو جائز ہے اور حدیث مذکور مین جس سے آنحضرت صلعم کو بہائی فرمانا ثابت ہی اوسکا شمول ذلیل ذلیل آدمیون کو نہین ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ جو شرعًا ذلیل ہون مانند فرقہ نجدیہ کے اون کے رویت کی تمنا آپ نے نہین فرمائی پس اونکو بہائی واخواننا بھی نہین فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب انوار ہے نہوا اور ذلیل آدمی کا بہائی فرمانا ثابت نہوا **ثالثًا** اگر یہ تمہارا مضمون معاذ اللہ انما انا بشر مثلکم کہ سب آدمی خواہ صالح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپکے بہائی ہین اور آپ نے اون سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائے ہی معاذ اللہ بطور تنزل وفرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تمہاری حجت پوری نہین ہوتی کہ تمکو اپنے مُنھ سے یہ کہنا جائز ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بہائی ہین اسلئے کہ آپ نے اگر امتیونکو بہائی فرمایا تو وہ تواضع وفروتنی اور کسر نفسی سے فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب عشرۃ النساء مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا مہاجرین وانصار صحابہؓ موجود تھے اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپکو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہین پہر ہم تو اونسے زیادہ مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنے عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بہائی کی صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ھضماً للنفس اور شیخ عبد الحق دہلوی بہی تحت حدیث اکرموا اخاکم کے فرماتے ہین اپنے شرح مشکوٰۃ لمعات مین یرید نفسہ الکریمۃ تواضعاً وتنبیہاً علی انہم بشر مثلہم فی عدم جواز السجدۃ والعبادۃ لــــہ انتہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بہائی سے مراد اپنے ذات مبارک رکھی ہے اور یہہ لفظ اپنی نسبت آپنی واسطے کسر نفسی کے فرمایا ہضم کے معنے عربی مین توڑنا ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ مین موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بہائی قرار دیا اوسکا شارحین حدیث لکھتے ہین کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولا اب دانایان اسرار سمجھین کہ آپ نے اوسوقت اکرموا اخاکم صحابہؓ کو خطاب فرمایا تہا کہ اونمین وہ بھی تھے جو آپ کے نسب شریف مین شریک تھے باعتبار اشتراک نسب بھی اونکو بہائی کہدینا بجا تہا لیکن اونکے بہائی کہدینے کو تم سُن چکے کہ صاحب مجمع البحار وغیرہ محدثین محمول تواضع اور کسر نفسی پر کر رہے ہین پہر افسوس ان بے انصافون کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی و ذلیل ہونیکے آنحضرت صلعم کو بہائی کہکر اپنے منہ سے کسر شان عالی آنحضرت صلعم کے کرتے ہین اور یہہ ہم اوپر تحقیق کر چکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے مُنہ سے اپنی نسبت کلمہ کسر نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق مین داخل ہے دوسرونکو جائز نہین کہ کسر شان کا کلمہ اوس ذیشان کی نسبت کہا کرے جامع براہین اپنے آپکو احقر الناس بعض جگہہ لکھتا ہے اوسکے مرید و چیلہ و معتقد و شاگرد وغیرہم ماتحت اس کلمہ کو اوسکے حق مین کسر نفسی کا کلمہ قرار دیتے ہین اور وہ ماتحت لوگ جامع براہین کو یہ کیون نہین کہتے کہ جامع براہین ہمارے پیر واستاد احقر الناس ہین اگر ایسے کلمہ سے کوئی جامع براہین کو تعبیر کرے اور خطاب کرے یا خط مین لکھے تو جامع براہین و دیگر لوگ تمام اوس شخص کو بے ادب و گستاخ قرار دینگے اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہہ لکھا ہے پس اسیطرح یہان جان لینا چاہیئے کہ گو آنحضرت صلعم بطور کسر نفسی کے خود کو بہائی فرماوین لیکن دوسرون کو یہہ کلمہ کہنا اور اپنا بہائی بتانا درست و جائز نہین ہے بلکہ وہ کہنے والا بے ادب و گستاخ ہی ہان جسکے دلمین آنحضرت صلعم کی عظمت نہین ہے اور رسول مقبول صلعم کے توقیر سے وہ خالی ہے تو وہ ایسے کلمات جس سے کسر شان آنحضرت صلعم ہو کہنا درست قرار دیگا اور تاویلات بعیدہ سے اوسکو جائز بتا دیگا اور منصفین اذکیا تو جانتے ہین کہ یہہ تاویلات پیش نہین چل سکتے ہین شفاء قاضی عیاض و شرحہ للملا علی قاری مین ہے کہ ابن حاتم منفقہ نے آنحضرت صلعم کو یتیم و ختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان کہدیا تہا اور آنحضرت صلعم کا زہد قصداً نہ تہا طیبات پر قدرت ہوتی تو آپ کہاتے فقہائی اندلسؒ نے ابن حاتم مذکور کے قتل کا فتوی دیا اسواسطے کہ یہہ احتقار آنحضرت صلعم کا اوسنے کیا تہا چنانچہ بعض عبارت شرح و متن کی لکھی جاتی ہے وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المنفقہ الطلیطلی و صلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفافہ

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیرہ قولہ وتسمیۃ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدرۃ وزعمہ ان
زھد علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا انتہی مختصر اور اوسی کتاب مین یہی
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق مین کلام قبیح کہا جب کسے دیندار نے اوسکو جھڑکا کہدیا کہ رسول اللہ سے
مراد مین نے عقرب یعنے بچھو لی ہے کہ وہ بچھو بھی خدائے تعالے کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہی
یعنے اوسنے رسالت عرفیہ کی تاویل سانتہ رسالت لغویہ کے کی تو یہہ تاویل اوسکی مقبول نہوئی اسلیئے کہ صریح لفظ
مین ادعاء تاویل مقبول نہین ہے اسلئے کہ یہہ حقارت کرنا واستخفاف ہی اور قائل اسکا غیر معزز ومبجل وغیر معظم شان نبی کا ہی
پس اباحت اوسکے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء وشرح شفاء یہ ہے (وقال) ای ابن ابی سلیمن (فی)
رجل قیل لہ) ای رد الما قالہ لاوحق رسول اللہ قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا وذکر کلاما قبیحا) ای لا
ینبغی ان یذکر صریحا (فقیل لہ) انکارا علیہ (ما تقول یاعدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال
اشد) ای کلاما اقبح (من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب) فانہ ارسل من
عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود عند القواعد الشرعیۃ
(فقال ابن ابی سلیمن للذی سالہ یرید فی قتلہ وثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل
فی لفظ صراح) معناہ خالص لالبس فیہ ولا قرینۃ تنافیہ فیکون دعوی مجردۃ خالیۃ عن علامۃ
(لا یقبل) ای ادعاوہ (لانہ امتہان) ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم (وھو) ای والحال ان صاحب
ھذا المقال (غیر معزز) ای غیر مبجل (لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا موقر لہ) ای ولا معظم بشانہ حیث غیر وصفہ
الخالص بہ واراد بہ حیوانا استحق بہاتہ (فوجب اباحۃ دمہ) لتقصیرہ فی توقیرہ وقد قال تعالی لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
انتہی مختصر اس سے واضح ہے کہ معنے عرفی کے خلاف بلا قرینہ وعلامت کے معنے لغوی مراد بطور تاویل لینا
مقبول نہین اور تعظیم وتوقیر مین تقصیر کرنیکے سبب سے اباحتہ دم واجب ہی اسمین کوئی شبہ نہین ہی کہ آنحضرت صلعم کو
ادنی کا بھائی بنانا آپ کی حقارت ہے اور تقصیر ظاہر ہے آپکی تعظیم وتوقیر مین آب منصفین انصاف کرین کہ جامع براہین کا
یہ کلام کس درجہ کا قبیح ونامناسب ہی رابعاً یہ کہ یہہ کیا ضرور ہے جو الفاظ نص کتاب وحدیث مین ہون اون کا
تلفظ علی العموم سبکو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا ربنا ظلمنا لکن دوسرا آدمی اونکو کہے کہ اونھون نے
ظلم کیا تھا تو جائز نہین ہے اللہ تعالی نے اونکو فرمایا ہے عصی آدم ربہ فغوی ہر آدمی مجاز نہین کہ آدم علیہ السلام کو
نافرمان غاوی بہکا ہوا نعوذ باللہ من ذلک کہے اسیطرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انی کنت من الظالمین
ہر آدمی اونکو کہنے لگے وہ ظالمین مین سے تھے جائز نہین بناءً علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اپنے مرتبہ تنزل عالی فرماکر لفظ اخوت فرمادیا تو اُمتیون کوکب لازم ہے بلکہ کب درست ہی کہ یہہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے
مُنہ سے جاری کرین کہ ہم تو موافق نص کے کہتے ہین اور طرفہ ماجرا یہہ ہی کہ یہہ نص کہان وارد ہے کہ اے اُمتیو
تم بھی بھائی کہا کیجو صیغہ امر موجود نہین پھر موافق نص کہان ہوا نص ہین تو فقط اسیقدر ہی کہ آنحضرت صلعم نے
ہمارے بھائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ یہہ بطور کسر نفسی وبراہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نص کے
یہ ہوتا ہے کہ اسطرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم نے بطور کسر نفسی وبراہ اشفاق بھائی فرمایا ہی یہ موافق نص کے
ہرگز نہین ہے کہ ادنی ادنی آنحضرت صلعم کو بھائی کہے تو درست ہی این ہذا من ذلک ع ببین تفاوت رہ از کجا
است تا بکجا + خدائے تعالی انکو راہ راست دکھاوے کہ ایسے اولٹے معنے حدیث وقرآن کے کرکے ضلال
واضلال کے مرتکب نہووین **خامسًا** یہہ کہ صاحب انوار کے کلام مین نہ نفی بشریت کا ذکر ہے نہ نفی اخوت کا
البتہ ممنوع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا بباعث نقص ایہام موجود ہے اور یہہ بات اولی الالباب سے مخفی نہین ہے
کہ بہت سے ایسے لفظ ہوتے ہین جو فی نفسہ کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہین لیکن ایک وجہ ایہام اونمین ایسی لگجاتی ہی
کہ بُرے معنے بھی اونمین نکلنے لگتے ہین اوس وجہ سے بولنا اون الفاظ کا قطعًا منع ہوجاتا ہے شرعًا جیسا کہ صحابہؓ
آنحضرت صلی اللہ کی خدمت مین یہ کلمہ عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنے آپ متوجہ ہوجیے ہمارے طرف لیکن چونکہ
یہود بھی یہ کلمہ کہا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت وخبث نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنے لیتے تھے معاذ اللہ
بناءً علیہ صحابہؓ کو روک دیا گیا کہ (لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا) یعنے مت کہو تم راعنا وقولوا انظرنا ہر چند صحابہ جو معنے
سمجھکر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام یعنے وہ معنے یہودانی نکل سکتے تھے اور یہود کیواسطے یہہ ذریعہ بُرا کہنے کا تھا
بناءً علیہ جناب رسالت مآب کے حضور مین اوس کلمہ کا بولنا حق سبحانہ نے پسند نفرمایا اور آیت ممانعت نازل فرماوی
جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر مین سات وجہ اسکے عدم جواز کے ذکر کئے
ہین چوتھی وجہ یہہ لکھی ہے کہ یہ لفظ موہم مساوات کا درمیان متخاطبین کی ہے اسلئے خدای تعالی نے منع فرمایا اور بیان کیا
کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب مین کرنا ضرور ہے لقولہ تعالی لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم الایہ عبارت
یہہ ہے والرابع ان قولہ راعنا مفاعلۃ من الرعی بین اثنین فکان ھذا اللفظ موھما للمساواۃ بین
المتخاطبین کانھم قالوا ارعنا سمعك لنرعيك اسماعنا فنهاهم الله تعالى عنه وبين ان لابد من تعظيم
الرسول فی المخاطبۃ علی ما قالوا لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا انتہی اس سے واضح ہی کہ ایہام
امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے لائح ہے خطاب مین ایہام مساوات کے سبب سے اس قول سے
منع فرمایا بھی بعینہ صاحب انوار ساطعہ نے کہا کہ ایہام مساوات کے سبب سے بھائی آنحضرت صلعم کو ادنی ادنی کا

بنانا منع ہے اور اسکو خود مولوی رشید احمد صاحب بھی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۲۹ مکتوب ہشتم مین دیکھو لکھتے ہین اور اسی صفحہ مین ایک مضمون دوسرا بھی آپ لکھہ رہے ہین وہ یہہ ہے (صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت صلعم مین ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذاللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت و طبع تھا لیکن چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اوسمین ایہام تھا یہ حکم ہوا یاایہا الذین اٰمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیؐ ولاتجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہین مگر اس فعل سے حبط اعمال تمہارے ہوجاوین گے اور تمکو خبر بھی نہو گی انتہی کلامہ اور جامع براہین اپنے براہین قاطعہ صفحہ ۲۱۲ مین مجرد ایہام منع کو دلیل منع بیان کرتے ہین اور اسپر دو عبارتین درمختار اور ردالمحتار سے نقل کی ہین ردمجرد ایہام اللفظ مالایجوز کاف فی المنع کما قد مناہ انتہی۔ دوسری عبارت یہہ ہے ران مجرد ایہام اللفظ المعنی المحال کاف فی المنع من التلفظ بہذا الکلام وان احتمل معنے صحیحا ولذا علل المشائخ بقولہم لانہ یوہم ونظیرہ ماقال فی انا مؤمن انشاءاللہ تعالٰی فانہم کرہوا ذالک وان قصد التبرک دون التعلیق لمافیہ من الایہام کما قررہ التفتازانی وابن الہمام انتہی پہر صاحب انوار ساطعہ ایہام منع و مانع محال کے سبب سے لفظ بہائی کا آنحضرت صلعم کی شان مین بولنا اور یہہ کہنا ادنی ادنی کا کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین ناجائز کہتے ہین بڑے افسوس کی بات ہے کہ خود جامع براہین ایہام منع و معنے محال کو وجہ عدم جواز بتاتے ہین اور یہی وجہ صاحب انوار بیان گذارتے ہین اور فی الواقع یہ وجہ یہان بھی موجود ہے اور جامع براہین بیان عدم جواز اس قول ادنی ادنی کو کہ (رسول اللہ میرے بہائی ہین) قبول نہین کرتے اور اپنے لکہے ہوئے کو یاد نہین رکھتے مثل مشہور ہے (دروغ گورا حافظہ نباشد) بلکہ قول مذکور مین (کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین) ادعاء رسالت کا وہم بمقتضائے اس قاعدہ کے کہ اوسکو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ مین لکھا ہے کہ (مشتق مین مشتق منہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہونا ضرور ہے کیونکہ لفظ رسول مشتق ہے رسالت سے اور رسول اللہ پر جو حکم قائل مذکور کرتا ہے کہ میرے بہائی ہین بحسب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسکے علت رسالت ہو گی پس قائل نے شرکت فی الرسالۃ کے سبب سے یہہ حکم کیا اگرچہ اوسکی نیت نہو وے لکن لفظ تو اسکا موہم ہے پس ایہام ادعاء رسالت ثابت ہوا اور یہہ لفظ قائل کا موہم معنے محال کو ہوا پس عدم جواز اسکا واضح ہوا اور اسمین یہ تاویل کہ وہ بسبب مساوات فی البشریۃ کے بہائی کہتا ہے مع ان المساواۃ فی البشریۃ غیر مسلم رافع اس ایہام کی نہین ہے اور ایہام کیواسطے نیت قائل و ارادہ قلبی اوسکا ضرور نہین ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بھی اوسکو مفید نہین اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کو واقع نہین ہے اور نیز مساوی سمجھنا آنحضرت صلعم کو گھٹانا شان عالی رسالت و محبوبیت و خاتمیت کا ہے اور سخت گستاخی ہے اگرچہ بہائی کہنے والا ارادہ گستاخی کا نہ کرے لیکن ایہام گستاخی موجود ہے مبادا اوسکے اعمال حبط ہوجاوین اور اوسکو

خبر نہو وے جیسا کہ مسئلہ رفع اصوات مین حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہی پس یہہ تاویل کہ وہ
شرف وتقرب مین مساوات نہین جانتا جو جامع براہین کی ہی اوس سے صاحب انوار کو کچھہ ضرر و صاحب براہین کو کچھہ
فائدہ نہین ہوا اور مساوات ثابت کرنا بشریت مین وہ بھی لغو رہا سادسًا یہہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل زمانہ
بدل جاتے ہین چنانچہ یہہ مضمون خود جامع براہین کا تسلیم کیا ہوا ہے صفحہ ۵۳ براہین مین موجود ہے پس جائز ہی کہ بہائی کا
لفظ اول زمانہ مین ایسا نہو وے جیسا اب ہے اس زمانہ مین یہہ لفظ اکابر کی نسبت بولنا اونکی سخت گستاخی و بے توقیری
مین شامل ہے مثلاً پیر یا استاذ یا آقا عالی رتبہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بہائی کھے تو عرفا اوس قائل کو
غیر مہذب و گستاخ و بیباک تمام لوگ کہین گے اور اوسکا یہہ عذر کہ مین بسبب اولاد آدم ہونیکے بہائی کھتا ہون کوئی
قبول نہ کریگا اور جنکو یہہ کلمہ کہا ہے کہ وہ پیر و استاذ و بادشاہ ہین اونکو بھی یہہ کھنا نہایت درجہ کا ناگوار خاطر ہوگا
اور درمختار کے باب وصیت الاقارب وغیرہ مین ہے قیل من قال للوالد قریب فھو عاق انتہی جو شخص اپنے باپ کو قریب کھے
تو عاق ہے اسکے تحت مین ردالمختار مین ہے قال فی المعراج اذ فی الخبر من سمی والدہ قریبا عق وقد عطف
الاقربین علی الوالدین فی قولہ تعالیٰ الوصیۃ للوالدین والاقربین ویعطف الشئ علی غیرہ حقیقۃ فعرف ان
القریب فی لسان الناس من یتقرب الی غیرہ بواسطۃ کذا فی المبسوط ای والوالدان والولد یتقربان لا بواسطۃ انتہی اس سے واضح ولائح ہی
کہ قریب لوگون کی زبان مین اوسکو کھتے ہین جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قرابت بیٹی کی بواسطہ نہین ہے
بلکہ بلاواسطہ قرابت ہی اسلئے کہ باپ کو قریب کھنے سے عاق ہو جاتا ہی اور بہائی کو قرابت بہائی سے بواسطہ مان و باپ کے
ہی پس بہائی ہی قریب ہوا اور لفظ بہائی کا ہی دلالت واضحہ کرتا ہی اسپر کہ بواسطہ قرابت ہی نہ بلاواسطہ اور قریب جو بواسطہ
قرابت رکھتا ہی اوسکے کھنے سے باپ کے حق مین عاق ہو جاتا ہے تو باپ کو بہائی کھنے سے بھی عاق و نافرمان ہوگا
پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بہائی کھدینا شاگرد و پیر و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفًا اور باپ کو قریب و بہائی
کھدینا عاق ہوتا ہے شرعًا تو بہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جنکا رتبہ بعد خدای تعالیٰ کے ہی ع بعد از خدا بزرگ
توئی قصہ مختصر + بہائی کھدینا بطریق اولی گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہی اس تحقیق سے سیری نہین ہوئی
تو لیجئے خدای تعالیٰ نے قرآن شریف مین بہت جگہہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو تعلیم فرمایا ہی قولہ تعالیٰ
علم آدم الاسماء و قولہ تعالیٰ علم الانسان مالم یعلم و قولہ تعالیٰ و علمک مالم تکن تعلم اور بہت سے آیات اس
طرح کے ہین ان تمام آیات سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ موافق نص خدائی تعالیٰ کو معلم کھنا جائز ہووے کیونکہ مادہ تعلیم خدای
تعالیٰ مین موجود ہوا تو اوسکا مشتق جو معلم ہی ضرور اوسپر صادق ہونا چاہئے جیسے کلام و تمریزق و تخلیق و احیاء وغیرہ
کے قیام کے سبب سے متکلم و رازق و خالق و محی وغیرہا اوسکو کھنا جائز ہے اور حال آنکہ علماء ربانی نے خدای تعالیٰ کو

معلم کہنے سے منع فرمایا ہی چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہی لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ
بمن یحترف انتہی یعنے خدا تعالی کو معلم کہنا درست نہین کیونکہ لفظ معلم خاص ہو گیا ہی پیشہ ورونکے
ساتھہ جو کہ بچونکو پڑہاتے ہین پس متبدل ہو گیا یہ لفظ عرف عام مین بنا ٔ علیہ بولنا اس کا جناب باریتعالی پر
سو ادب ٹھہرا اسیطرح فتاوی عالمگیریہ مین ہی کہ کسی شخص نے کہا کہ جب آدم زمین پر آئے تب
اونہون نے کپڑا بنا تھا پس ہم سب جولاہے کے بچے ٹہرے یہ کلمہ کہنا اوس شخص کا کفر ہی انتہی ترجمہ
ملخصاً اب دیکھئے آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تھا اور جولاہے کا کام بہی کپڑا بننا ہوتا ہی اور جولاہہ آدمی ہی
ہوتا ہی کوئی کلب و خنزیر نہین ہوتا نعوذ باللہ من ذالک بنا ٔ علیہ بولنا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہرگز
عقل کے خلاف نہ تھا لیکن چونکہ عرف عام مین جولاہہ نظرو نمین ایک گرا ہوا اور کم وقعت ہی صرف اس باعث سے اطلاق
لفظ جولاہہ کا آدم علیہ السلام پر درست نہوا ان نظیرون سے ثابت ہو گیا کہ جو لفظ عرف عام مین ایسا ہو جاوے کہ ہرگز
شرف و منزلت پر دلالت نکرے بولنا اوسکا صاحب شرف و منزلت پر درست نہین ہے فَانْتَبِهُوْا
يَآ أَيُّهَا الْغٰفِلُوْنَ تسابعًا واجب و لازم فرمائے اللہ تعالی نے ہمپر تعظیم و توقیر نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انمین سے ایک آیت ہی وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کلمہ اولی کی تفسیر
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے یہ فرمائے ہین ای تجلوہ مشتق اجلال سے ہی یعنے جلال حضرت صلعم کا
ثابت ظاہر کرو اور کہا مبرد نے اسکی تفسیر مین ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو آنحضرت صلعم کی
تعظیم مین اور ایک قرأت اس لفظ کی زاء معجمہ کے ساتھہ بہی ہی مشتق عز سے ای تعززوہ یعنی عزیز رکھو تم
انکو یہ بیان شفاء قاضی عیاض مین موجود ہی اسکی شرح مین ملا علی قاریصاحب فرماتے ہین کہ لفظ تعززوہ
دو زاء کے ساتھہ مجرد اس کا عز بمعنے شدت و قوت کے ہے جیسا کہ خدا تعالی اسی معنی مین فرماتا ہے
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ تخفیف و تشدید کے ساتھہ اور اس جگہہ یعنی تعززوہ مین تعزیز کیطرف منقول ہوا ہے
جو باب تفعیل سے مبالغہ و تکثیر کیواسطے اس بیان ملا علی قاریصاحب سے واضح ہی کہ معنی تعززوہ کے یہ ہوئے
کہ بہت عزیز رکہو آنحضرت صلعم کو اور آیت کریمہ کا کلمہ ثانیہ یعنے توقروہ خود ظاہر ہی کہ مشتق
توقیر سے ہی یعنے ادب رکہو آنحضرت کا اور تعظیم کرو اور اوپر وجوہ مذکورۃ الصدر مین معلوم ہو چکا
ہی کہ بہائی کا لفظ موافق عرف عام کے ایک کلمہ مساوات ہی اور مساوات انکو تعظیم سے منافات ہے بناءً علیہ
بہائی کہنے مخالف اوس نص کے ہو گیا جو تعظیم کیلئے وارد ہوئی ہی پس جامع براہین
کو چاہئے کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدہ سے ہاتھہ اٹھائے کہ ادنی ادنی آدمی جو رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بھائی کہتے پھرتے ہیں کبھی انکو موافق نص نہ کہیے اس سے خود بھی توبہ کرے اونسے بھی توبہ کرائے اور آیندہ کو ہمیشہ یہہ کہا کرے کہ بھائی کہنا مخالف نص تعظیمی کے ہے **قولہ** پس اخوت بوجہ اولا د آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن حدیث کی ہوا **قول** جامع براہین نے قرآن شریف کی آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لکھی اور حدیث وَدِدْتُ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانِيْ لکھی بھائی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیت سے ثابت نہ حدیث سے آیت میں لفظ بشر ہے اخ نہیں اور بشر کو یہ ضرور نہیں کہ بھائی ہوا کرے جایز ہے کہ بادشاہ و حاکم و پیر و استاد و باپ ہو جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ باعتبار جسم و ظاہر کے انبیا علیہ السّلام بشر ہیں نہ حسب باطن کے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے میں نہیں ہوں مانند صفت و ماہیت تمہاری کے چنانچہ بھی تفسیر لست کھیئتکم کی ملا علی قاری سے گذر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ بطور کسر نفسی کے حکم ہوا تھا اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ اوس سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ دوسرا کوئی آنحضرت صلعم کو کہے کہ میرے بھائی ہیں تو جایز ہے پس لفظ بشر منصوص فی القرآن سے مقصود جامع براہین ہرگز حاصل نہیں ہے اور لفظ مثلکم سے اگر جامع براہین ثابت کرنا چاہے تو لفظ مثل سے بھی اخوت کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا ہے مماثلت بین الشیئین مستلزم اخوت کو نہیں ہے مماثلت فقط اشتراک سے کہ کسی امر خارجی میں بھی ہووے تو ثابت ہو جاتی ہے دیکھو خدا نے تعالی فرماتا ہے مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ اس آیت میں خدا تعالی نے تمام جانوروں اور پرندوں کو مثل تمہارے فرمایا ہے اسمیں خنزیر وغیرہ سبھی ہیں پس جو شخص مماثلت کو مستلزم اخوت کا جانے تو خود کو بھائی خنزیر کا ہونا بھی قبول کرے اور علما تو اس آیت میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت جانتے ہیں اور آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت فرماتے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر آیت وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کی تحت میں مماثلت کے باب میں شات قول نقل کیے اول قول منقول ابن عباس رضی اللہ سے ہے کہ جانور مماثل تمہارے یعنی انسان اور بشر کے اس امر میں ہیں کہ معرفت و توحید و تسبیح و تحمید مانند انسان و بشر کے ان سے بھی صادر ہوتی ہے اس قول کی طرف طایفہ عظیمہ مفسرین کا گیا ہے عبارت تفسیر یہہ ہے الاول نقل الواحدی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یرید یعرفوننی ویوحدوننی ویسبحوننی ویحمدوننی والی ھذا القول ذھب طائفۃ عظیمۃ من المفسرین الخ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جانور مثل تمہارے امت و جماعت و مخلوق ہوتے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہے بعض بعض سے انس پکڑتا ہے اور بعض بعض سے پیدا ہوتا ہے مانند انسان کے عبارت یہہ ہے والقول الثانی المراد الامم امثالکم کونہا امماً وجماعات وفی

کونہا مخلوقۃ بحیث یشبہ بعضہا بعض ویانس بعضہا ببعض ویتوالد بعضہا من بعض کالانس الخ
اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس امر مین مماثلت ہے کہ مانند انسان کے انکو بھی خدا تعالی نے پیدا کیا اور انکی تدبیر کی
اور انکے رزق کا کفیل ہوا عبارت یہ ہے القول الثالث المراد انہا امثالنا فی ان دبرہا وخلقہا وتکفل برزقہا
الخ چوتھا قول یہہ ہے کہ جسطرح خدا تعالی نے کتاب یعنی لوح محفوظ مین بشر کے حالات عمر و رزق و اجل و سعادت
و شقاوت کا احصا کیا ہے ایسیہی یہ تمام حالات حیوانات کی احصا رکھی ہین پانچوان قول یہ ہے کہ
مماثلت اسمین ہے کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا پہونچانا ہوگا عبارت یہ ہے القول الخامس
اراد تعالی انہا امثالنا فی انہا تحشر یوم القیمۃ یوصل الیہا حقوقہا الخ چھٹا قول یہ ہے کہ کفار نے
آنحضرت صلعم سے معجزات طلب کئے تھے اسکے جواب مین خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ خدا تعالی کی عنایت
عام حیوانات پر ایسی ہے جیسے انسان پر پس جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہے کہ بخل حیوانات کے ساتھ بھی رحمت
و فضل کرنے مین اوسکو نہین ہے تو وہ رحمت و فضل کرنے مین انسان کے ساتھ بطریق اولی بخل نکریگا
پس معجزہ مطلوبہ ظاہر نکرنا ہمین طلب کرنے والون کے واسطے مصلحت ہے اور اسکے اظہار مین انکا ضرر
ہے عبارت یہہ ہے القول السادس ما اخترناہ فی نظم الآیہ وھوان الکفار طلبوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الاتیان بالمعجزات القاہرۃ الظاہرۃ فبین تعالی ان عنایتہ وصلت الی جمیع الحیوانات کما وصلت
الی الانسان ومن بلغت رحمتہ وفضلہ الی حیث لا یبخل بہ علی البہائم ثم کان بان لا یبخل بہ علی الانسان
اولی فدل منع اللہ من اظہار تلک المعجزات القاہرۃ علی انہ لا مصلحتہ لاولئک السائلین فی اظہارہا
وان اظہارہا علی وفق سوالہم واقتراحہم یوجب عود الضرر العظیم الیہم اور قول ساتوان سفیان
بن عیینہ سے منقول ہے کہ اونہون نے بیان کیا کہ ہر آدمی کو نسبت بعض حیوان سے ہے بعضے مثل قدمی مانند شیر کے
کمر تے ہین بعض مانند بھیڑئے کے دوڑتے ہین بعضے مانند کتے کے آواز و نوحہ کرتے ہین بعض فعل مانند طاؤس
کے کرتے ہین بعض مشابہ خنزیر کے ہین کہ وہ جسطرح طعام طیب نہین کہاتا ہے گندگی انسانکی کھاتا ہے
ایسیہی اس کے مشابہ جو انسان ہے وہ کچاہن باتین حکمت علم کی نہین محفوظ رکہتا ہے اور کلمہ خطا اور برا ہے کو
محفوظ رکھتا ہے ایک بار سنکر اور جسجگہ بیٹھتا ہے اوس بد کلمہ کو ذکر کرتا ہے عبارت یہہ ہے القول
السادس مارواہ ابو سلیمن الخطابی عن سفیان بن عیینۃ انہ لما قرأ ہذہ الآیۃ قال ما فی الارض آدمی الا وفیہ
شبہ من بعض البہائم فمنہم من یقدم اقدام الاسد ومنہم من یعدو عدو الذئب ومنہم من ینبح نباح الکلب
ومنہم من یتطوس کفعل الطاؤس ومنہم من یشبہ الخنزیر فانہ لو القی الیہ الطعام الطیب ترکہ واذا

قام الرجل عن رجیعہ ولغ فیہ فکذلک نجد فی الآدمیین من لو سمع خمسین حکمۃ لم یحفظ
واحدۃ منہا فان اخطئت مرۃ واحدۃ حفظہا ولم یجلس مجلسا الا رواہ عنہ ثم قال فاعلم یا اخی انک انما
تعاشر البہائم والسباع فبالغ فی الحذر والاحتراز فہذا جملۃ ماقیل فی ہذا الموضع انتہی یہ تمام
سات **قول** علماء کی اس مماثلت کی بارہ مین ہین درمیان انسان وحیوانات کی کسی سے یہ مفہوم نہین کہ مماثلت
کو اخوت لازم ہووے اور یہ تمام امر خارج مین مماثلت کے مذاکرتے ہین جس سے اخوت کو کچھہ علاقہ نہین ہے
اسیطرح آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہی کہ اسمین مماثلت سے مراد یہ ہی کہ جسطرح دوسرے لوگ کلمات
بی نہایت خدایتعالی کو احاطہ نہین کر سکتے مین اسیطرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ کہدو کہ مین اس امر مین مثل تمہارے
ہون کلمات بی انتہا خدایتعالی کا احاطہ نہین کر سکتا ہون اور اس احاطہ مین مدعی نہین ہون چنانچہ
تفسیر بیضاوی مین ہے وسبب نزولہا ان الیہود قالوا فی کتابکم ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا
کثیرا وتقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) لا ادعی الاحاطۃ علی کلماتہ
يُوحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) انما تمیزت عنکم بذالک انتہی **پس** اس سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت
صلعم کو کلمات بی غایات خدایتعالی کے احاطے کا دعوی نہین ہی پس معنے نص لیے تو یہی ہوئے اور یہی
موافق نص کے ہے اس پر دلالت کہان ہی کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہدینا درست ہی کہ آنحضرت صلعم سب کی بہائی
ہین پس یہ ادعاء جامع براہین کا یہ کہ موافق قران کی ہی سراسر باطل ہے اور تفسیر بالرائے ایسی ہے حدیث
مین بھی جسکو جامع براہین نے پیش کیا ہی یہہ لفظ موجود نہین جسکے معنی یہ ہووین کہ آپنے امر فرمایا کہ تم
مجکو بہائی کہا کیجو پہر موافق حدیث کی کہان ہوا اور آپنے لفظ جو اخوان فرمایا وہ کسر نفسی سے تھا
جیساکہ مفصلاً اوپر مکرر ذکر کیا گیا ہی پہر اس کہنے کو کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین موافق قرآن و حدیث کے
سمجہنا بڑی کمفہمی کی بات ہی بلکہ سراسر قرآن و حدیث پر افترا ہی **قولہ** اس پر طعن کرنا
قران و حدیث پر طعن ہے **اقول** چہ خوش اے حضرت یہ طعن سب آپکے جہل مرکب پر ہین
قرآن و حدیث کا نام لیکر ایسے موقع مین کیون دین کی اہانت کرتے ہو اپنی شرمندگی قران و حدیث
پر اتارتے ہو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکہو قرآن ہمارا نور ایمان ہی اور حدیث حیات بخش روح و روان ہے
اس پر طعن کرنا کار اہل کفر و طغیان ہی **قولہ** آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر جو اشرف المخلوقات
ہی کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی ہے اور ہتک شان رفیع آپکا ہی **اقول** یہ بات
تو ایسی ہی جیسے کوئی آدمی بخار کی ہذیان مین باتین کیا کرتا ہی جسکا کوئی سر ہوتا ہی نہ پاؤن اسلئے

کہ کلام صاحب انوار موجود ہی دیکہو اہین کب بشریت سے نکالکر معاذ اللہ معاذ اللہ دوسری نوع مین
داخل کیا ہے **قولہ** سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہی **اقول** مولف یعنی صاحب
انوار بخوبی مراد قائل کی سمجھی ہوئی ہین لیکن چونکہ موقع ایہام مین محققین قایل کی مراد سے قطع نظر
کرکے بباعث ایہام حکم عدم جواز دیتی ہین جیساکہ اوپر لفظ راعنا اونظرنا اور دوسری تحقیقات گذر
چکی ہین بنائے علیہ صاحب انوار نے قائل کی مراد کو حسب قوانین شرعیہ ساقط الاعتبار کرکے اطلاق
اخوت کو بباعث ایہام منع کیا چنانچہ عبارت انکی بعینہ یہ ہے اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت
فخر الانبیاء کی ساتھ ہی معاذ اللہ انتہی کلامہ اب سخن فہمان ژرف نگاہ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین
کہ مطلب کون نہین سمجھا صاحب انوار نے دریائے عمیق کے تہ مین پہونچکر گوہر حکم شرعی نکالکر اہل اسلام
کو ہدیہ کیا اور جامع براہین نے صرف سطحی نظر سے اوپر اوپر نصوص کو دیکھکر بلا تعمق نظر اہل اسلام
کو مغالطہ مین ڈالدیا پھر تماشہ یہ ہے کہ اولٹا الزام کم فہمی کا صاحب انوار کو دیا جہل مرکب اسی کا نام ہے
کما قال ؎ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند **قال صاحب الانوار الساطعۃ**
اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئی ایک کہتا ہے وتر ایک پڑہو تین رکعت ضرور نہین **قال جامع
البراہین القاطعۃ** وتر ایک رکعت احادیث صحابہ مین موجود ہے اور عبداللہ بن عمر اور
عباس رضی اللہ وغیرہ ہی صحابہ اوسکے مقر اور مالک و شافعی و احمد کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مولف کا
ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکہہ بند کرکے ائمہ مجتہدین پر اور صحابہ
اور احادیث پر تشنیع کی پس یہ تحریر بجز جہل مرکب کے اور کیا وجہ رکھتی ہے معاذ اللہ **اقول**
سخن فہمان بالغ نظر براہین کا کلام جلا بھنا ہوا سنکر اسکے غیظ و عناد قلبی کو سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص
عدل و انصاف کا ایک شمہ رائحہ نہین رکہتا ہے کلام صاحب انوار مین کونسا لفظ طعن کا ایسا ہی کہ جس سے
ایمان جاتا ہے معاذ اللہ واضح ہو کہ رسالہ انوار ساطعہ مین مناظرہ اپنی ہم عصرون سے ہی نہ امام شافعی
و مالک وغیرہما سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور یہ سبکو معلوم ہے کہ ہمارے ان قرب و جوار مین کل بنی آدم
قدیم الایام سے حنفی مذہب رکھے اب غیر مقلدون نے یہ رائج کر دیا کہ ایک رکعت وتر پڑہا کرو حالانکہ
یہہ ان کی زیادتی قابل رد ہے اسلئے کہ اگر کوئی ایک رکعت پڑہیگا تو بعضون کے نزدیک جائز اور بعضون کے
نزدیک ناجائز ہوگا اور اگر تین پڑہیگا تو بالاتفاق جائز ہوگا جو علما وتر کو کم و بیش کرتے ہین ان کے نزدیک
بھی تین رکعت وتر کی پڑہنی ناجائز ہونا ثابت نہین ہے پھر بڑا نادان وہ آدمی کہ ایسی بات مین خواہ مخواہ

سینکڑون برس کا باہمی اتفاق ہندوستان کا توڑکر اختلاف و فساد اہل اسلام مین پیدا کرے بناءً علیہ
صاحب انوار نے لکہا (کس کس اختلاف کو بیان کیجیئے ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) جامع براہین کے
چشم انصاف کو شدت غیظ نے ایسا اندہا کیا کہ یہ بہی نہ دیکہا کہ صاحب انوار نے اپنے ہمعصرونکو لکہا ہے
کیونکہ لفظ ایک کہتا ہی صیغہ مضارع ہی صیغہ ماضی نہین جو صحابہ یا دیگر مجتہدین سلف مراد ہوتی خیر اگر اس
مین کچہ صاف طور پر صراحۃً بیان سلف و خلف کا نہ تہا تو اس مقام سے ذرا آگے چلکر خود دیباچہ
انوار ساطعہ مین یہ عبارت موجود ہے (تیرہوین صدیکے لوگون کا حال کیا غضب تہا اب چودہوین شروع
ہوئی دیکہیئے کیا قیامت ہو) یہ صریح دلیل ہی کہ اپنے ہمعصر اختلاف اندازون سے یہ کلام ہی اور انسے بہی یہ کلام ہے
تو کچہ یہ شنیع الفاظ سے نہین فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) اسمین کونسا لفظ
سلب ایمان کا ہی خود غیر مقلدین نے اس لفظ سے برا نہین مانا اور ایسا نکہا جیسا جامع براہین نے
ہان جامع براہین کے زخم قلبی مین مرچین خواہ مخواہ لگ گئین کہ آپ ہمارا سلب کرنیکو تیار ہوگئے ہم کہتے ہین
کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعیہ و مالکیہ پر بہی اعتراض کرے تو اسکو بہی یہ کہنا درست نہین
کہ اسکے ایمانکا کیا ٹہکانا ہی اسلئے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہین ایک رکعت وتر کو دیکہو کتاب ہدایہ جو
مذہب حنفی مین بڑی مستند درسی کتاب ہے اسمین لکہا ہے حکی الحسن رحمہ اللہ
اجماع المسلمین علی الثلث علامہ عینی نے اس قولکی شرح مین لکہا ہے کہ یہ
حسن حضرت حسن بصری ہین انہون نے حکایت کیا اجماع مسلمانونکا تین رکعت پر اور اسی ہدایہ
کی باب سجود السہو مین ہے لان الرکعۃ الواحدۃ لا تجزیہ لنہیہ علیہ السلام
عن البتیرا تبیراء کے معنے حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے پس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک از روئے حدیث ممنوع
اور منہی عنہ ہوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف ٹہری اب جامع براہین بیان کردے کہ مخالف
اجماع اور مخالف حدیث کو اگر انسان رد نکرے تو کیا کرے خود صاحب ہدایہ امام شافعی اور مالک کو الزام
دیتے ہین اسطرح والحجۃ علیہما ما روینا جامع براہین نے نہ فقط صاحب انوار کو بلکہ تمام علماء و مشایخ کو
حنفیہ و امام حسن بصری و مجمعین علی الرکعات الثلث کو مطعون کیا اور انکے ایمانکا ٹہکانا نہ ہونا
بتاتا ہی کیونکہ جو وجہ طعن کی صاحب انوار مین ہی کہ وہ انکار و رد ایک رکعت وتر کا ہی وہی وجہ ان اکابر مین موجود
ہی کہ یہہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہین اور جامع براہین ان سب کے

مقابلہ مین زور لگاکر فرماتے ہین کہ احادیث صحاح اور صحابہ اور شافعی اور مالک اور احمد سے ایک رکعت ثابت ہے
توگویا جامع براہین نے ان تمام اکابر وامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جوکہ مثبت رکعات ثلاثہ ہین مخالف احادیث
صحاح ومخالف صحابہ ٹھہرایا اور میدان مناظرہ مین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ودیگر اکابرین مذکورین کو
ایساکورا چھوڑدیاکہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب نکی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کرادیاکہ وہ بالکل بے
دلیل ہین اب ہمارا جی چاہتاہی کہ مقلدان حنفی کی تسلی عقاید کیلئے کچھ دلایل تین رکعت وترکی نقل کرین
اور مذہب حنفی کی نصرت کرین واضح ہوکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین رکعت وتر کا پڑہنا ثابت ہواہے اس اسناد سے روی ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن زبید عن ذرعن
عبد الرحمن بن ابزی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات
اور دوسری اسناد سے یون پہونچا روی ابو حنیفۃ رہ عن حماد عن ابراھیم عن الاسود عن عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث یقرأ فی الاولی بسبح
اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ قل یا ایھا الکفرون وفی الثالث قل ھو اللہ احد اور تیسری اسناد
سے روی ابو حنیفہ عن مخول بن راشد الہندی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الحدیث اور امام محمد
نے موطا مین روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم
فی رکعتی الوتر اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت لکھی ہے کہ فرمایا اونھون نے ما اجزأت رکعۃ واحدۃ
قط اور یہ بھی روایت اونھون نے فرمائی الوتر ثلث کثلث المغرب اور ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا
الوتر کصلوۃ المغرب اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ اونھون نے فرمایا ما
احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم اور عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ روایت کی ہے ابن
ابی شیبہ نی حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلث
لا یسلم الا فی آخرھن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑہی تو انکار کیا ان پر عبد اللہ بن
مسعود رض نے ماھذا البتراء التی لا نعرفھا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح انکار
کیا حضرت عمر رضی اللہ نے اور فتح القدیر وغیرہ مین مدینہ منورہ کے فقہا سبعہ سے روایت ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرھن
ہمنی یہ چند روایتین بنظر اختصار لکھے ہین ورنہ بہت روایتین تین رکعت وترکی بابت آئی ہین اور وہ روایتین
جو مخالفین بمقابلہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لائے ہین ان سبکی جوابات علمائے حنفیہ کی کتابون مین مندرج ہین

امام طحاوی فی شرح معانی الآثار مین مذہب تین رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا مخدوش کر کے
آخر مین یہ لکھا فھذا عندنا مما لا ینبغی خلافہ لما قد شھد لہ من حدیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثم فعل اصحابہ واقوال اکثرھم من بعدہ ثم اتفق علیہ تابعوہم یعنی اس کا خلاف
نہین چاہئے کیونکہ اس پر شاہد ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فعل صحابہ اور اُنکے
مابعد اکثرون کے اقوال پہر متفق ہو گئے اُنکے اتباع کرنیوالے انتہی دیکھئے یہ قول بھی اسی معنے
مین ہی جو حضرت حسن بصری سے اجماع اہل اسلام تین رکعت پر منقول ہو چکا ہی پس معلوم ہوا کہ
اب جو کوئی اختلاف ڈالتا ہے وہ اس اجماع کے خلاف ہے افسوس جامع براہین ظاہر مین حنفی
مشہور ہو کر سب حنفیونکا دشمن نکل آیا کہ جن دلیلونکا جواب کتب علماء حنفیہ مین دیا گیا ہی وہ دلیلین
مخدوش لوگونکو مغالطہ دینے کیواسطے لکھدین اور منجملہ دلایل راسخہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی
دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا یہ صاحب انوار کے ساتھ خاص نہین ہے در پردہ کل
حنفیون پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور پہر کچھ یہ سنو کہ ابھی معلوم ہو چکا ہی کہ ایک رکعت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی اور اجماع کے خلاف ہی کہ ایک رکعت سنت نہین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے اس کے صاحب انوار نے لکھا کہ پس اختلافکو یکان
کیجئے ایک کہتا ہی کہ وتر کی ایک رکعت پڑہو تین رکعت ضرور نہین اسپر جامع براہین نے لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا تو گویا اسکے
نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایمانکا ٹھکانا نہین معاذ اللہ معاذ اللہ یہان حال آپکی زبانی جمع خرچ دعوی تقلید کا
کہلگیا بہت اچھی طرح غیر مقلدیکی داد دی آفرین ہی اور جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۲ مین فرماتے ہین (اور
مختلف فیہ مسئلہ تو یون بہی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے) اور صفحہ ۹۹ مین کہتے ہین عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا یہ دونون مسئلہ خوب ظاہر طور پر جامع براہین کی لامذہبی ظاہر کر رہے ہین اکثر عوام لوگ
ہوتے ہین وہ تو یون ہی لامذہب بنے جو ایک دو مرد خاص کسی شہر مین ہونگے وہ دعوی کرینگے کہ ہم خود
مبصر ہین پس لامذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسئلہ مین الشافعیہ والحنفیہ لامذہب لوگ بے
ضرورت استعمال کرتے ہین تو وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک جائز پر عمل کر رہے ہین لا
حول ولا قوۃ الا باللہ پہر صفحہ ۲۹ مین جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافی و مناقض و مخالف اسکے ہوا
ایسے اقوال متناقضہ کوئی بے سراپا کرے تو عجب نہین ہی اہل عقل و عالم مستدین کا یہ کام نہین عوام جہال
کیواسطے آزادی ہی اور تقلید شخصی کی عدم وجوب پر دونون مسئلونکی حجت خوب ہاتھ لگی اور ان کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کہولدیا اور راستہ فسق کا فراخ و کشادہ کردیا کہ بلا ضرورت جس کے مسئلہ پر چاہیں عمل کرلیا
کریں جو امر قلبی تہا وہ کتنا ہی چہپایا آخر کہلہی گیا اور زبانی مقلدی جو صفحہ ۲۹ میں ظاہر کی اوس نے کچھ
پردہ پوشی نکی الاناء یترشح بما فیہ ع میتر او و بیرون انچہ در اوندول است ؛؛ **قال**
صاحب انوار الساطعہ اور تراویح بیس رکعت بدعت ہین آٹھ سنت ہین **قال** جامع البراہین القاطعہ تراویح
آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہین ہے بلکہ قول سفہا کا ہے ایسے اقوال ساقط کا ذکر یہان محل
ہے البتہ بعض علمائے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین **اقول**
الحمد للہ اب تو آپنے بھی ان لوگونکو جو کہ آٹھ رکعت سے زیادہ یعنے پورے بیس رکعت تراویح
پڑھنے کو بدعت کہتے ہین لفظ سفہا، رقم فرمادیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہہ لفظ نکلتا تو معلوم
نہین کیا قیامت برپا ہوجاتی کاش جامع براہین کو حق سبحانہ تعالی اتنا سلیقہ عنایت فرماوے کہ وہ
عبارت انوار ساطعہ سمجہہ جائی واضح ہو کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر مین بہی ایسے ہی لوگون پر اعتراض
کیا کہ جنکو آپ سفہا فرماتے ہین اسلئے کہ اس ملک مین جو لوگ فقط آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہین
وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہین اسواسطے صاحب انوار ساطعہ نے ان دونون مسئلونکو ایک کا مقولہ بیان
کیا ہے نہ دو فریق کا دیکھو آنکہین کہولکر عبارت انوار ساطعہ یہ ہے (کس کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک
کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑہو تین ضرور نہین اور تراویح بیس پڑہنی بدعت ہین آٹھ سنت ہین)
پس جب کہ صاحب انوار کے مخاطبین بہ نسبت ایک رکعت وتر کے بہی وہی لوگ ہین جو کہ بیس رکعت کو بدعت
کہتے ہین تو بڑی سفاہت جامع براہین کی ظاہر ہوگئی کہ اوس نے ایک رکعت وتر مین بے سمجھے بوجھے امام شافعی
اور امام مالک و صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مخاطب عبارت انوار کا بنا دیا اور ایسے مقبولین کا نام خواہی نخواہی بے محل
لکہکر گستاخ بنا معاذ اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب بہی وہ لایق سرزنش و
مذمت لوگونکی شرعاً نہین ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج و استنباط مسایل کرے گو مصیب ہووے تو
بہی اوسکا یہ صنع ناجائز ہے اوسکو اس پر سرزنش کرنا شرع سے ممنوع ثابت نہین ہے پس صاحب انوار نے
جو کچہ لکہا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ مین تو انہین لوگونکو کہا ہے جو بدون لیاقت کے استخراج کرے
مجتہدین و محققین کو خلاف حدیث و مرتکب بدعت بتاتے ہین انکو ایسا کہنا شرعاً ممنوع ثابت نہین ہے سوا
جیسا کہ صاحب انوار نے کہا ہے اور اسکو مجتہدین کے حق مین جامع براہین کا جا نلینا عدم انفہام قول
صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہے پس بے سمجہے مطلب عبارت انوار کی محاجت و مخاصمت کرنا مصد ق

آیت فلم تحاجون فیما لیس لکم به کا بنا ہی **قوله** ایسے اقوال ساقط کا ذکر یہان بی محل ہے **اقول**
صاحب نوارنی جو قول اُن سفہا کا نقل کیا وہ تو بی محل جامع براہین کے زعم مین ہوگیا اور انہین سفہا کا
قول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے رسالہ مصباح التراویح مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۴ سطر ۶ مین لکھا
ہی اسطرح (این تماشہ دیدنی است منکران بست رکعت یازدہ را سنت می شمارند وبست را
بدعت می انگارند) مولویصاحب موصوف کا لکھنا بی محل نہوا کہ انھون نے کیون سفہا کا قول نقل کیا
نہ اُسکو ذکر کیا ہوتا نہ اُس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تہا منصف لوگ خوب ترازوئے
عدل مین تول رہے ہونگے کہ ایک قول کو دو شخصون نے نقل کیا کہ ایک کا لکھنا آمنا وصدقنا ہوا اور دوسریکا
لکھنا مورد طعن وتشنیع ٹھیرا یہ کیا سبب ہے یہہ بغض وعناد کی مار ہے اللہ بچائی معاندین الد الخصام سے آمین
قوله البتہ بعض علماء نے جیسے ابن ہمام آٹھہ کو سنت اور زاید کو مستحب لکھا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین ہے
اقول اولاً یہہ کہ صاحب نوارنی اون لوگون کا ذکر کیا ہی جو آٹھہ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہین قول ابن ہمام کا
ذکر ہی نہین کیا پھر کیون جامع براہین نے بی محل اسکو نقل کیا تماشہ یہہ ہے کہ اورون کی عبارت برمحل کو بی محل
قرار دیتے ہین اور اپنی بی محل عبارتکی میانکو خبر نہین ابھی آپنے بی محل اعتراض کیا تہا ابھی بی محل منہ کی کہا گئی
ع کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھہ دے اُس ہاتھہ لے ؛ ثانیا یہ کہ ہم کہتے ہین یہ قول ابن ہمام بھی بیشک قابل طعن ہے
کیونکہ مستحب کام کی تارک پر عذاب تو کیا ملامت وعتاب تک بھی نہین ہے کتب فقہ واصول مین مصرح ہے
پھر اگر یہہ حکم دیا جائی کہ سنت مؤکدہ آٹھہ رکعت ہین باقی بارہ مستحب یعنی نفل ہین تو تم ایک عالم کو دیکھو گے
کہ چھوڑ کر بیٹھہ رہا کرینگے اور آٹھہ رکعت پڑھکر چلدیا کرینگے پس وہی مذہب اس نواح مین جاری ہو جائیگا
جو غیر مقلدین نے جاری کر رکھا ہے جامع براہین نے اس مذہب کو لکھا کہ قابل طعن نہین یہ بھی تائید
لامذہبی کی کرتا ہے جامع براہین مرید و پیر چھپ چھپکر کیون باتین کرتے ہین کہل کہیلین گنگوہ اور انبیٹھ
مین بھی ظاہر لامذہبی کا ڈنکا بجادین اوپر معلوم ہوئی چکا ہی کہ انھون نی براہین مین کہا ہی کہ عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا اسکو اب اجرا کرنا ان پیر و مرید کی طرف سے باقی ہی یہ لامذہبی نہین ہے تو اور کیا ہی کیسا ہی کوئی اپنے
مذہب و عقیدہ پوشیدہ کرے لکن خدا تعالی کبہی کبہی اُس کا اقوال یا افعال سے اسکا ترشح کرا دیتا ہی اور
ثالثاً ہم کہتے ہین کہ ابن الہمام رح کی قول سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اونکا یہی مذہب ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت
نہین ہے آٹھہ رکعت ہی سنت ہے اُن کے قول سے فقط اسیقدر ثابت ہے کہ دلیل جو انہون نے اوپر ذکر کی ہے اوسکا مقتضے
بھی ہے کہ آٹھہ سنت باقی مستحب اور یہہ اس امر کو چاہتا ہے کہ کوئی دوسری دلیل جہان مین موجود نہین ہے یا ایسے

دلیل کا خلاصہ ابن الہمام رح کو نہین جس سے واضح ہو جاوے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہے کیون نہین جانتے ہے
کہ دوسری دلیل کے جہت سے ابن الہمام سنیت بیس رکعت کے قائل ہووین اور یہی گمان ہمارا اونکی حقیقین
ہے کہ وہ بہی بیس رکعت کے قایل ہین کیونکہ اسصورت مین کہ وہ اسکے قائل نہووین بہیلازم آتا ہے کہ
جم غفیر و جماعت کثیر مذاہب مختلفہ علماء کی مخالف ہووینگے اور تمام جہان سے اونکا مذہب نیا قرار پاویگا
تراویح کے باب مین اور اونکو اسکی کب گنجایش ہے پس اس سے بچالینے کے واسطے وہی گمان وظن نیک اونکی حقیمین
کرنا اولی ہے جو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ کہدینا انکا کہ مقتضی دلیل سنیت آٹھ رکعت تراویح کا ہی ہے
جائز ہے کہ بطور ابراز سوال و ابداء احتمال ہووے اور ایسی عادت متقدمین کی تھی کہ بطور اظہار اشکال کے
فرما دیا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہین ہوتا تہا شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز کبیر مین ابن عباس رضی اللہ
کا یہہ قول کہ قران شریف سے تو پاؤن پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ دہوتے ہین اسیپر محمول کرتے ہین کہ
اظہار اشکال کے طور و نہون نے یہہ فرمایا ہے اس سے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکے نزدیک
آیہ مذکورہ مسح کے رکن ہونے پر ہی محمول ہے چنانچہ عبارت انکی یہ ہے انما ھو تفتیش علمی یعنی
بعض المجتہدین علی بعض و الفقیر علی ھذا المحمل یحمل قول ابن عباس رض فی آیۃ فامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنھم ابوا الا الغسل
فالذی یفہم الفقیر انہ لیس بذھابا الی وجوب المسح ولیس فیہ جزم بحمل الآیۃ
علی رکنیۃ المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل و لکنھم یقررون ھنالک اشکالا و یظہرون
احتمالا لایعلم بای وجہ یذکر علماء العصر التطبیق فی ھذا التعارض و ای مسلک یسلکون و
من لم یطلع علی حقیقۃ محاورۃ السلف یظنہ قول ابن عباس و یعدہ مذھبا لہ حاشا ثم
حاشاہ انتہی پس کسی منصف و ذکی کو گنجایش نہین ابن الہمام رح کی قول سے یہ سمجھہ جاوے کہ فقط آٹھہ
تراویح کی سنت ہونیکا اونکا مذہب ہے، اور بالفرض انکا یہہ مذہب بھی ہووے تو اس سے یہ کہان لازم آیا کہ بمقابلہ
جمہور کی انکے قولکو رد نکیا جاوے اور قابل طعن نہووے اور اُس پر طعن بسبب مخالفت جمہور کے جائز نہووے
اور اُس پر اعتراض و اسطے طرفداری مذہب جمہور کے صحیح نہووے دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ
احمد سرہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات کی مکتوب دوسو بارہوین ۲۱۲ مین عدم رفع سبابہ ثابت کرکے اور احادیث
اشارہ مین اضطراب ثابت کرکے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب عام ہونا بیان فرماکے فرماتے ہین شیخ ابن الہمام
نے کیون ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مشایخ کثیر سے منقول ہونا بیان کرکے خلاف روایت و درایت کہدیا اور کسطرح

علما مجتہدین کیطرف نسبت تجہیل کی جو قدرت و ملکت قیاس پر رکہتے ہین کہ اصل رابع شرع کی ہی اور حال آنکہ وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب و ظاہر روایت امام ابی حنیفہ رح سے ہی اور خود اس شیخ نے بسبب اضطراب کی جو کثرت اختلاف رواۃ سے حاصل ہی حدیث قلتین کو ضعیف بتایا ہی یعنے یہی وجہ ضعف کی اشارہ سابقہ کے احادیث مین بہی موجود ہی اب دیکہو امام ربانی رح کہ مولوی رشید احمد و خلیل احمد بہی انکو اپنے پیران کبار مین سے جانتے ہین ابن الہمام کو محققین نسبب مخالفت مشایخ کثیر و ظاہر الروایۃ کے ایسا فرماتے ہین اس مسئلہ تراویح مین کسی امر کا خلاف ابن الہمام کرین کہ مجتہدین متقدمین و متاخرین اس پر متفق ہین تو کیون اونکا قول قابل رد و طعن نہوگا اور کسطرح طرفداری حجم غفیر نکیجاویگی جامع براہین کو خدا تعالی انصاف و فہم عطا کرے کہ ایسی بے سمجہی کی باتین زبان قلم سے نکالی اب کچہہ روایتین بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکی بارہ مین مذاہب اربعہ کے پیش کیجاتی ہین امام غزالی رح احیاء العلوم مین فرماتے ہین التراویح وهي عشرون ركعة وكيفيتها مشهورة وهي سنة موكدة یہ امام غزالی رح مذہب شافعی کے رہنما کامل بیس تراویح کو سنت موکدہ فرماتے ہین اور حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتے ویکون فعلها بعد صلوة الفرض وبعد ركعتين سنة لان النبي صلى الله عليه وسلم هكذا صلاها وهي عشرون ركعة وينوي في كل ركعتين اصلي ركعتي التراويح المسنونة یہ حضرت شریعت و طریقت کی پیشوا غوث اعظم مذہب حنبلی کی محدث و فقیہ بیس رکعت سنت ہونا فرماتے ہین اس سے ظاہر ہوا کہ امام احمد رح کی روایت بیس کی اونکی مقلدین کی درمیان مین مفتی بہا و معمول بہا ہی نہ آٹہہ کی اگرچہ روایت آٹہہ کی بہی اُن سے یعنی امام احمد رح سے ہووے لکن مفتی بہا اور معمول بہا نہین ہی اور عینی شرح ہدایہ مین ہے وعند مالك تسع ترويحات ستة وثلثين ركعة غير الوتر واحتج على ذلك بعمل اهل المدينة اس سے امام مالک صاحب کے نزدیک ۳۶ ثابت ہوتی ہین اور ایک روایت ان سے چالیس کی بہی ہی الغرض انکی مذہب مین بہی آٹہہ نہین بیس تو ہین یا چہتیس یا سولہ اور زیادہ ہین اونکی یہان آب مذہب حنفی جاننا چاہئے منیۃ المصلی و کنز الدقایق و شرح وقایہ اور قہستانی اور ابو المکارم اور ہدایہ غرر الافکار و شرح وقایہ و ملتقی الابحر اور متن تنویر الابصار و سراجیہ وغیرہا کتب مین بیس رکعت کو سنت لکہا ہی اور در مختار مین ہے التراويح سنة موكدة وهو عشرون ركعة الخ علامہ شامی فرماتے ہین هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا اور عینی شرح ہدایہ مین ہی احتج الشافعية بمذهبهم بما رواه البيهقي باسناد صحيح عن سائب بن يزيد الصحابي قال كانوا يقومون على عهد عمر رضي الله عنه

بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی رضی اللہ عنهما مثله وفی المغنی عن علی رضی الله
عنه انه امر رجلاً ان یصلی بهم فی رمضان بعشرین رکعة قال هذا کالاجماع اس سے
ظاہر ہی کہ سند صحیح سے ثابت ہی کہ خلفاء ثلاثہ حضرات عمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت
پڑھتے تھے اور حضرت علی رضی امر بیس رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اجماع کی ہی اس لیئے کہ انکار بیس کا کسی نے نہیں کیا
اور اسی عینی میں چند سطور کے بعد ہے قیل من اراد ان یعمل بقول مالك ینبغی له ان یفعل
کما قال ابو حنیفة رضی الله عنه یصلی عشرین رکعت کما هو السنة ویصلی الباقی فرادی
کانه لیس من التراویح بل هو نفل مبتداء اذا لجماعة فیه مکروهة انتهی اس سے واضح
ہوکہ بیس سنت ہیں امام ابی حنیفہ رح کی نزدیک اور زیادہ اس سے جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہی نفل ہیں اس لئے اون
زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑھنا چاہئے ہمارے نزدیک اور آنحضرت صلعم کا بیس رکعت پڑھنا بھی حدیث میں
وارد ہی تخریج احادیث ہدایہ للزیلعی میں ہی روی ابن ابی شیبة فی مصنفه والطبرانی
والبیهقی من حدیث ابراهیم بن عثمان ابی شیبة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
ان النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر
زاد الفقیه ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویوتر بثلث
وهو معلول بابی شیبة ابراهیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبة وهو متفق
علی ضعفه انتهی لکن یہ ضعف جو سند کی جہت سے اس حدیث مرفوع میں ہی ہمارے مدعا کو کہ وہ ثبوت بیس
رکعت تراویح پڑھنا آنحضرت کا ہی مضر نہیں ہی اس لئے کہ حدیث کی صحت اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہی کہ علما اسکے
موافق عمل کریں اور اسلئے کہ صحت ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کے کہہ دیتے ہیں کہ
یہ معمول بہ ہی نزدیک علماء کی اور اس پر عمل مسلمانوں کا ہی اور امام مالک رح جو نجم الحدیث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
شہرت حدیث کی مدینہ منورہ میں صحت سند سے بے پروا کر دیتی ہی چنانچہ شیخ امام ابن الہمام فتح القدیر جلد
ثانی کی صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں ومما یصح الحدیث ایضاً عمل العلماء علی وفقه قال الترمذی
عقیب روایته حدیث غریب والعمل علیه عند اهل العلم من اصحاب رسول الله صلی الله
علیه وسلم وغیرهم وفی الدرقطنی قال القاسم وسالم عمل به المسلمون وقال مالك
شهرة الحدیث بالمدینه یغنی عن صحته سنده انتهی اور شیخ ابن الہمام جلد ثانی کتاب
مذکور صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں وقوله فی اسانیدها مقال لایضر بعد تلقی الامة بالقبول

انتہی اس سے واضح ولائح ہی کہ جب علمای صحابہ وغیرہم کسی حدیث ضعیف الاسناد کی موافق عمل کریں اور امت محمدیہ
تلقی بالقبول کرے تو وہ حدیث صحیح ہوجاتی ہے اور اسکے سند کا متکلم فیہ ہونا مضر نہین ہوتا ہی پس اسیطرح
حدیث بیس رکعت تراویح پڑہنی آنحضرت صلعم کی ہی کہ جب حضرات عمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد مین
بیس رکعت تراویح پر بدون انکار واختلاف کے عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ کا اس پر قرار پایا اور بعد کو بہی ائمہ
مجتہدین مذاہب کے اسی کی عامل ہوئی شرقا وغربا اسیہی پر عمل ہوا تو بلا شبہ یہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہی
اس سے صحیح ہونا اور ضعف سند مضر نہونا واضح ہوگیا پس حدیث مرفوع وعمل خلفاء راشدین ومن بعدہم سے
سنیت بیس رکعت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مین کلمہ
علیکم بمعنے الزموا کی ہی چنانچہ نحو میر پڑہنے والا بہی جانتا ہی جس سے یہ مفہوم ہوا کہ میری سنت لازم پکڑو اور سنت
الخلفاء الراشدین کا عطف آنحضرت صلعم کی سنتی پر کیا اور معطوف ومعطوف علیہ کا ایک حکم ہونا واضح ولائح ہی پس
سنت خلفاء راشدین کی حقمین بہی حکم صادر ہوا کہ انکی سنت کو بہی لازم پکڑو اس سے سنت نبوی وسنت خلفاء
دونوںکا ایک حکم معلوم ہوا جسطرح آنحضرت صلعم کی سنت کی تاکید اکید مفہوم ہی ایسی ہی سنت خلفاء راشدین رض کے
تاکید اس حدیث نبوی سے معلوم ہی کیونکہ کلمہ الزام کا دونوں کے حقمین وارد فرمایا ہی اور یہ تراویح بیس رکعت سنت
خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح سے اوپر معلوم ہولیا پس انکے لازم پکڑنیکا حکم ہی واضح ہوگیا پس تراویح کے بیس رکعت
سنت مؤکدہ ہونا اس دلیل سے معلوم ومفہوم باحسن وجہ ہی **اب** اگر امام ابن الہمام استحباب سنت خلفاء رض
فرماتے ہین تو یا تو کلمہ علیکم کو الزموا کے معنی مین نہین لیتے ہین جو معنی حقیقی اسکے ہین اور بلا تعذر حقیقت کی اور بلا وجود
قرینہ صارفہ کی معنی حقیقی سے طرف معنی مجازی کی انصراف فرماتے ہین تو یہ انصراف انکا جائز نہین ہے بحسب قاعدہ
کیونکہ علم اصولین مبرہن ہولیا ہی کہ بدون تعذر حقیقت و بلا قرینہ صادقہ رجوع حقیقت سے مجاز کے طرف درست
نہین اور علم کلام سے واضح ہوچکا ہی کہ صرف نصوص کا ظاہر سے بدون معارض کی جائز نہین ہی پس یہان امر ناجائز
لازم آتا ہی اور یہ بہی لازم آتا ہی کہ جب لفظ علیکم حدیث مذکور مین اپنے معنی حقیقی پر نہین ہوا اور الزام اس سے
مراد نہین ہے اور یہی ایک کلمہ سنت نبوی وسنت خلفاء راشدین دونوں کی حقمین وارد ہی تو دونوں سنت کا الزام
ثابت نہین دونوں عمل مندوب مستحب ہوئی پس کوئی سنت نبوی بہی لازم ہمیں نہوئی جیسی سنت خلفاء راشدین لازم
نہین اور آٹھ رکعت بہی سنت مؤکدہ نہوئی کیونکہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہین ندب ثابت ہوا تو مؤکدہ
ہونیکی کیا معنی ہین پس انکا آٹھ سنت کو مؤکدہ فرمانا بہی باطل ہوا جاتا ہی اور اگر اسیہی ایک لفظ علیکم سے جو حدیث
شریف مین وارد ہی آنحضرت صلعم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ندب واستحباب مراد لیتے ہین

تو جمع درمیان حقیقی و مجاز لازم آتا ہی وہ بھی ہمارے نزدیک نا جائز ہی اور عموم مجاز کا قایل ہونا وہ بھی مجاز کا ہی قایل ہونا ہے
کیونکہ عموم مجاز بھی قسم مجاز کی ہی پہر وہی اعتراض اول کے انصراف معنی حقیقی سے طرف مجازی کی بدون قرینہ صارفہ وغیرہ
و بلا تعذر حقیقت و صرف نص کا ظاہر سے بدون معارض کے لازم آتا ہی پس تو کہنا انکا کہ مقتضی الدلیل ما قلنا کسطرح
درست و راست ہی اور کیونکر اقوال صریحہ جم غفیر سے جو سنیت بیس تراویح کی محققین واقع ہین انحراف فقط
ایسا قول دیکھکر کیا جاوے اور بمقابلہ جمہور کے انکی اس قول کو کوئی غیر مقبول و مطعون نکہے اور صحابہ یعنی خلفائے راشدین رضی
جو بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی ہین تو وہ بھی اپنی طرف سے نہین مقرر فرمائی کیونکہ جب حدیث سے جسکی صحت ابھی معلوم ہو چکی
اور عدم اضرار ضعف سند جانا گیا ہے بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہی تو ظاہر بھی ہی کہ وہی بیس رکعت تراویح
آنحضرت صلعم کو صحابہ کرام یعنی خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین نے اجرا اور احیا فرمایا ہی جسکو بخوف افتراض
آنحضرت صلعم نے ترک کیا تہا فتح المنان بمذہب النعمان مین شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین فالظاہر انہ
قد ثبت عندہم صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عشرین رکعۃ کما جاء فی حدیث ابن
عباس فاختارہ عمر رض انتہی اور کیونکر ہوسکے کہ تعین بیس رکعت تراویح کی آنحضرت صلعم سے ثابت
نہووے اور حضرت عمر رض اسکو اجراء فرماوین اور تعین بیس رکعت کی کرین اور جم غفیر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین مین سے کوئی بھی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلعم کی زمانہ مین نہین ہوئی ہوتی تہی اگر وہ چیز
ہوتی تہی تب بھی ایک نئی بات دیکھکر بعض صحابہ اوس پر جرأت نہین کرتے تہے اور اس سے انکار کا اظہار کرتے تھے
چنانچہ جمع کرنا قرآن شریف کا خیر و احسن تہا لکن اول وہلہ مین صحابہ نے انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلعم نے نہین کی
ہی ہم کسطرح کرین اگرچہ آخر مین اتفاق ہو گیا اور اس بارہ مین کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہین ہی پس اگر
آنحضرت سے کسیطرح ثبوت بیس تراویح نہوتا تو صحابہ رض کا گفتگو نکرنا اور سب کا چپ رہنا شان صحابہ رض سے
بعید بلکہ ابعد ہے اور نعمت البدعۃ ہذہ فرمانا حضرت عمر رض کا اس امر کا مقتضی نہین کہ بیس رکعت کی ہی حقیقین ہے
کیون نہین جائز ہی کہ دوسرے بعض حیثیات کے سبب ہووے مثلاً اول شب مین پڑہنا اور کوئی دوسری حیثیت
سے ہونا پس جب یہ بیس رکعات سنت آنحضرت صلعم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمر و دیگر صحابہ رض نے اختیار کیا اور
اجراء فرمایا تو سنت نبوی جسطرح آٹھہ رکعت کو قرار دیکر امام ابن الہمام سنت مؤکدہ کہتے ہین ایسے ہی یہ بیس رکعت
بھی جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت مؤکدہ ہوئین نہ فقط آٹھہ بہر صورت فقط آٹھہ رکعات سنت مؤکدہ
کہنا اور باقی کو مستحب کہنا نہ مقتضی دلیل کا ہی اور نہ یہ مذہب منصور جمہور کا ہی بلکہ یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد و
طعن کے ہے اور حضرت عائشہ رض سے جو آٹھہ سے زیادہ کا انکار مروی ہی تو اس سے حدیث ابن عباس رض مثبت بیس کا رد ہونا

لازم نہین آتا اسلیئے کہ حضرت عائشہ رضؓ تو فقط وہ حال آنحضرت کا جانتی تہین جو حضرت عائشہ کے موجودگی
مین صادر ہوا ہی آنحضرت صلعم سی باہر یا مسجد مین یا سفر مین یا ہر بی بی صاحبہ ام المومنین کے حجرہ مین جو آنحضرت
صلعم نے عبادت وغیرہ کی ہی حضرت عائشہ رضؓ کے موجود نہونیکے سبب سی انکو حال معلوم نہوا اور اس حال کی نفی انکی
قول سی ہرگز نہین ہوتی ہی ایسے کسی صحابی رضؓ سی جو روایت آٹھ کی ہی تو وہ بھی محمول بعض اوقات و احیانا پر ہو سکتے ہین
پس روایت آٹھ سے رفع بیس رکعات کا ہرگز متصور نہین اور جو شخص اکتفا فقط آٹھ تراویح پر کرتا ہی تو وہ حدیث بیس
رکعات والے و سنت خلفاء راشدین کا کہ اُن کے سنت بیس تراویح ہین جسکا لازم و مؤکد ہونا حدیث قولی علیکم سے
ثابت ہی مخالف ہی پس سنت بیس تراویح کی ثابت ہی اور قول ابن الہمام ساقط ہی و قابل ردّ و طعن کے ہی جامع براہین
جو قابل طعن نہ ہونا کہتا ہی صرف بی علمی و نادانی سی کہتا ہی خدا تعالی اسکو ہدایت نصیب کرے اب جامع براہین
کا ایمان ساتھہ خدا تعالی کے اور آنحضرت کے اور اعتقاد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر حنفیہ کے
ساتھہ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتایا ہی اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بہائی کہہ دینا درست
رکہا ہی اور وتر کی ایک رکعت کی منکر کی ایمان کا ٹھکانا نہونا لکہتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ نعوذ باللہ من ذالک
امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رضؓ جو منکر ایک رکعت وتر کی ہین و امام حسن بصری و تمام حنفیہ علماء وغیرہم
کی ایمان کا ٹھکانا اسکے نزدیک نہین ہی کیونکہ یہی انکار ایک رکعت وتر علیت اس حکم کی یہان بہی موجود ہی
پس ایسی شخص کے ایمان و اسلام و دعوی تقلید کا کیا ٹھکانا ہی اور یہ **قول** جامع براہین کا صفحہ ۱۳۱
مین اور پہر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہی کہ شافعی اسکو جائز فرماتی ہین کہ اسکی اصل شرع سے
اونکی نزدیک ثابت ہی تو اوسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون ہی بلا ضرورت
جائز ہو جاتا ہی کسقدر بی علمی سے استغفر اللہ انتہی جامع براہین کی لامذہبی خالص پر با حسن وجہ
دال ہی اہل سنت مقلدین و اہل بدعت و لامذہب لہم کا اسہی امر مین اختلاف ہی کہ مقلدین اہل سنت
محققین بلا ضرورت کی مثلا مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنفیہ کی حقمین استعمال کرنا جائز نہین رکہتے ہین
اور لامذہب لہم جائز کہتے مین یہی جامع براہین کہتا ہے اور اس قول جامع براہین سی واضح ہی کہ اُسکے
نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف الامام پڑہے اور رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کرے اور منی لگی ہوئی
کپڑے سے نماز پڑھ لے اور قلتین سی وضو کرکے نماز پڑہے اور ضب کو کہاوے اور تین بال پر مسح کرکر نماز پڑھ لے اور دوسرے مسائل مختلف
فیہا عمل مین لاوے بلا ضرورت کی تو درست ہی پس یہ خالص لامذہبی ہے اور تقلید شخصی کے عدم
وجوب کا اظہار کامل ہی اور یہ مناقض ہے اوس قول کے جو صفحہ ۲۹ مین آیت فاسئلوا اھل الذکر

ان کنتم

انکنتم لاتعلمون الآیہ کو دلیل وجوب تقلید شخصی کے قرار دی ہے اور تصریح کی ہے کہ اسمین وجوب تقلید کا حکم ہے
اور باطلاقہ شخصی وغیر شخصی دونونکو محتوی ہے الخ اور یہ تناقض وتدافع بین القولین دلیل جہالت وبی علمی
جامع براہین کی ہے اب بتائیے بی علمی تمہاری ہے یا صاحب انوار ساطعہ کی پس اب یہ بھی گائیے **مصرع**
ہمین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ۔ پس بے علمی ولامذہبی جامع براہین کے واضح ہے اور صاحب انوار
اسکی بہتان سے بری ہے اور ایمانکا حال بھی معلوم ہے اور آیت فاسئلوا اهل الذکر سے تقلید مطلق
کا ثبوت بلاریب ہے لکن تقلید شخصی کے وجوب کے دلیل اُسکو قرار دینا خوش فہمی جامع براہین کی ہے
اگر تقلید شخصی کی مفہوم سے یہ شخص واقف ہوتا تو ایسا نکہتا علماء محققین نے اسہی سبب سے کہ یہ دلیل تقلید
شخصی کے نہیں ہوسکتی ہین ادلہ تقلید شخصی کے دوسری قرار دی ہین اور یہ واضح ہے کہ تقلید شخصی مقید ہے
قید تعین اوسمین مطلق پر زائد ہے اور یہ قائل یعنے جامع براہین دلیل مطلق کا شمول تقلید شخصی کو مانتا ہے
پس دلیل مطلق شامل مقید کو ہوئی اور دلیل مطلق سے بحسب قول اسکے اسکے نزدیک امر مقید مخصوص کا ثبوت ہوجاتا ہے
اسہی واسطے یہ تقلید شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہے پس بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ مجلس میلاد و فاتحہ
وسوم وغیرہم کو جو بدون قید کے یہ جائز جانتا ہے اور قید تعین کے سبب سے ناجائز جانتا ہے چنانچہ اسکے
اقوال متقدمہ ومتاخرہ باعلی صوت اسکی منادی کر رہے ہین تو چاہیے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حالت
اطلاق مین بدون قید کے جائز جانتا ہے اسہی دلیل سے مقید کو بھی جائز جانے کیونکہ وہی تقریر اسکی ان
امور مقید مین جاری ہے کہ وہ دلیل باطلاقہ شامل مقید وغیر مقید دونونکو ہے پس اسکے قول سے امور مذکور مقیدہ
کا ثبوت ہوگیا اور اسی سے یہ رسالہ براہین قاطعہ بالکل مردود ہوگیا دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ امور
متنازع فیہا میلاد شریف و قیام و طعام سوم وغیرہا مختلف فیہا ہین چنانچہ محفل میلاد کو ملا علی رح وجلال الدین
سیوطی رح وابن جزری وابن جوزی وسخاوی ودیگر علماء محققین جائز جانتے ہین اور فاکہانی وچند وہابیہ
ناجائز جانتے ہین اور طعام سوم وغیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی رح سے جو تحت حدیث عاصم بن کلیب
کی ہے واضح ہے اور حدیث جریر کی المحامل متعددہ نکالکر طعام سوم وغیرہ کا جواز باقی رہنا ملا علی رح نے بیان
فرمایا ہے اور قیام میلاد کا ائمہ دین درایۃ وروایۃ نے مستحسن جانا ہے چنانچہ علامہ برزنجی اپنی میلاد شریف مین
تحریر فرماتے ہین اور بعض وہابیہ نے انکار کیا ہے پس غایۃ الامر کہ مختلف فیہا ہونا ان امور کا ثابت ہوا اور امور مختلف فیہا کا
بلاضرورت یون بہی جائز ہونا یہ قایل بتاتا ہے پس یہ امور بھی بلاضرورت یون بھی جائز ہوئے پس اول
سے آخر تک جو قائل نے ان امور کے رد مین جانفشانی اور ہٹ دہرمی کی سو تمام اپنی تقریر اس نے یہ مسئلہ بیان

کرکے رایگان ولغو کردی اور اپنے رسالہ کو مردود ولچر اسنے کردیا عاقلین پر واضح ولائح ہی کہ یہ تقریر اسکی
اسکے حقمین مفید ہی یا ہمارے حقمین الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون یہان سے مفہوم ہی کہ ہمارا مقصود
ہمارے حسود کے منہہ سے ہی ثابت ہوگیا ان حضرتکو یہہ بھی خبر نہین کہ مین خود کیا دعوی کرتا ہون اور
کیا دلیل لاتا ہون اور کون مقصود پر ظفریاب ہوا جاتا ہے اس قسم کی امور بہت سے اس شخص غافل کے
ہین کہ اسکے اقوال کے متناقض اور اسکو مضر اور ہمکو مفید ہین اور بی علمی قواعد و مسائل شرعیہ ہی اسکی
ظاہر ہی چنانچہ اسکے چند اقوال اور بیان کیجاتے ہین **قال** صاحب انوار ساطعہ الی اصل وس باده
کسیوقت مین جب ہجوم سے محفل میلاد شریف ہونیلگی ایک مولوی نے اسمین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص
ربیع الاول کی بارہوین تاریخ ہی کو ہوا کرے فرض واجب یا سنت ہو کر دہ تو کسی کے نزدیک نہین باقی رہی یہہ کہ
مستحب یا مباح ہووے سو یہ بھی نہین اسلئے کہ بدعت دین مین درست نہین پس لابد اسکو یا مکروہ کہئے
یا حرام اور سوائے اس عالم کی جسقدر علماء تھے سب نے اسکے قولکو رد کیا اور فتوی دیا کہ یہ مستحسن و مستحب ہے اور بدعت
وہ منع ہی جو سیئہ ہو یہ حسنہ ہی پس اسیطرح فتوے پر عمل ہوگیا اور تمام اسوقت بڑے بڑے علما اور مشایخ صوفیہ
مولود شریف مین حاضر ہوتے چنانچہ سبط ابن جوزی نے لکہا ہی وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ
اور رایج ہوگیا یہ تمام شہرون و ملکون مین چنانچہ ملا علیقاری اور علامہ حلبی و قسطلانی وغیرہ نے لکہا ہی الخ **قال** جامع برہان
فی صفحہ ۱۶۶ اقول تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم نے ہی انکار کیا مگر اسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا
اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف ہی باطل کردیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کام
کا نہین قرآن وحدیث سے کچھہ ثبوت نہین پس سب آپکی علماء کا فتوے لا یعباء بہا ہوگیا اور بدعت
ہونا مقرر ہوگیا اور حاضر ہونیسے مشایخ او علماء کی کچھہ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین
بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین اگر کچھہ بھی علم و عقل ہو تو ظاہر ہی پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر
عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغایب تمام دنیا مین شایع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار امر غیر
مشروعکا موجب جوازکا نہین ہوتا ہی پس سخاوی کے اس قولمین کوئی حجت نہین اور علی ہذا ملا علیقاری کا لکہنا کہ
تمام ملکون مین رائج ہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ قولہ تسلیم کیا کہ ایک علامہ نے ہی انکار کیا اور اسکے انکار
کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا انتہی سراسر خلاف واقع کی اور جہوٹ ہی بلکہ انکار فاکہانی کا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے وہ دندان شکن جواب دیا ہی کہ آجتک کسی منکر کو کلام کرنیکی گنجایش نہوے چنانچہ انکی رسالہ حسن المقصد مین حرف

حرف فاکہانی کا جواب موجود ہے اور سیرت شامی و زرقانی مین بہی انکی جواب کو نقل کیا ہی اور تسلیم رکہا ہی اور طرف
داری فاکہانی اور عدم تمامیت جواب جلال الدین رح ذکر نہین کی اور ایسی ویسی تو انکے کلام سمجھنے کی لیاقت نہین رکہتے
ردو انکار تو کجا اور فی الواقع جواب جلال الدین سیوطی رح کا نہایت کامل ہی اور قول فاکہانی باطل و عاطل ہی ہم اقوال
فاکہانی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو مین ذکر کرتے ہین تاکہ متانت کلام جلال الدین سیوطی رح کی اور حقیقت انکی رد کی اور سخافت
و مردودیت قول فاکہانی کی ظاہر ہو جاوے **قال** الفاکہانی نہین جانتا ہون مین کوئی اصل اس مولد کی کتاب
و سنت مین **قال** جلال الدین رح نفی علم سے نفی وجود و ثبوت کی نہین لازم آتی ہی حافظ ابو الفضل ابن
حجر نے اس کے اصل حدیث سے نکالی ہی اور مین نے بہی ایک اصل استخراج کی ہی اور دونون اصل کا ذکر آگے آویگا
مراد جلال الدین کی یہ ہی کہ فاکہانی کے علم مین اصل نہ پہونچی اور فاکہانیکا علم اصل مولد تک نہ پہونچی اور
فاکہانیکو نسبتہ اصل پر نہ پہونچنے سے یہ لازم نہین آتا کہ واقع مین اسکی اصل موجود نہین ہی اور دوسرے علماء و فضلاء
کی علم مین بہی اسکی اصل ثابت و موجود نہین ہے یہ کلام جلال الدین سیوطی رح کا بہت متین و قوی ہی ہمارے
حنفیہ وغیرہم نے بہی اسکی تصریح کی ہی کہ عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت و لیاقت دلیل ہونیکی نہین
رکہتا ہی چنانچہ امام شافعی و سفیان بن عیینہ نے احدیث زنجی کا نہ معلوم ہونا ذکر کیا تو امام ابن الہمام جنکو
در مختار مین لکہا ہی کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچ گئے تہے وہ اسکے جواب مین فرماتے ہین فدفع بان عدم علمہما لا یصلح
دلیلا فی دین اللہ انتہی اور حدیث معقل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرۃ کا انکار حضرت
علی رض نے کیا چنانچہ توضیح مین موجود ہی لحدیث معقل بن سنان فی بروع مات عنہا ہلال
بن مرۃ وما سمی لہا مہرا وما دخل بہا فقضی علیہ السلام لہا بمہر مثل نسائہا فقبلہ ابن
مسعود وردہ علی رضی اللہ اور بہت سے اسکے نظائر احادیث و دیگر اقوال علماء و فضلاء مین موجود ہین
کہ بعض نے اسکا انکار کیا ہی اور بعض نے قبول کیا ہی اور منکرین کی انکار کو دلیل شرعی کسی نے قرار دیکر اسکو
یعنی اس چیز کو جسکا منکر انکار کرتا ہی بد و منکر نہین جانا ہی پس جب امام شافعی و سفیان و حضرت علی رض کے
انکار و عدم علم سے اور اونکے نزدیک ثابت نہ ہونیسے عدم وجود و عدم ثبوت واضح نہین ہوا اور انکا انکار اور عدم علم
قابل اعتبار نہین ہوا اور دلیل شرعی نہین قرار دیا گیا تو فاکہانی کی انکار و عدم علم سے کسطرح عدم ثبوت
و عدم وجود فی الواقع لازم آویگا اور قول فاکہانی دلیل شرعی قرار پاویگا پس یہ انکار فاکہانی بلا دلیل ہوا
اور یہ انکار کسیطرح سے مضر نہین ہی مثبتین و مخرجین اصل مولد کو **قال** الفاکہانی محفل مولد شریف
بدعت ہی دعوت کہانیوالون اور بطال لوگون نے اسکو نکالا ہی اوسکی بدعت ہونیکی دلیل یہ ہی کہ جب

ہم اُسکو احکام خمسہ شرعیہ پر پیش کرتی ہین تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعًا وہ واجب نہین ہے
اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہی جو مطلوب شرعکا ہووے بدون ملامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع مین
نہین ہی اور صحابہ و تابعین و علماء متدینین سے اسکا ثبوت نہین ہے میرے علم مین **قال** جلال الدین سیوطی رح اول
معلوم ہو چکا ہی کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نی نکالا ہی اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
اور اسکے پاس اس محفل مین علماء و صلحاء بلا انکار کی حاضر ہوتی تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کی ساتھ
ابن وحیہ اور اس محفل کے بارہ مین ابن وحیہ نے اُس بادشاہ عادل و عالم کیواسطے ایک کتاب تصنیف کی
پس علماء دینداروں نی اسکو پسند کیا ہی اور اُسکو ثابت و مقرر رکہا ہی اور انکار نہین کیا ہی یہ قول علامہ
جلال الدین سیوطی کا بہی بہت درست ہی اور کتب تواریخ سی ایسا ہی ثابت ہی پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطال
اور دعوت کہانیوالون نی اسکو نکالا ہی غلط محض ہی یہ دلیل کسیطرح نہین ہو سکتا ہی اور اپنے علم کی موافق
جو فاکہانی نی اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہی جسکا دین الہی مین دلیل نہونا اُوپر
معلوم ہو چکا ہی پس یہ قول ہی فاکہانیکا کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بہی
نہین ہے کیونکہ حقیقت مندوب کی یہ ہی کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب
کبہی نص سے ثابت ہوتا ہی اور کبہی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ مین نص وارد نہوئی ہووے تب بہی اس کا استحباب
و مندوبیت دو اصلون آیندہ آنیوالیون پر قیاس کر کے ثابت ہی اس قول جلال الدین سے واضح ہی شرعًا
استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہی اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہین ہے
پس رد قول فاکہانیکا قول جلال الدین رح سی واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بہی نہین ہے کیونکہ
ابتداع دین مین باجماع مسلمین جائز نہین ہے **قال** جلال الدین رح یہ کلام مستقیم و راست نہین
اور یہ مسلم نہین کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ مین نہین بلکہ بدعت کبہی مباح ہوتی ہی کبہی مندوب
و کبہی واجب امام نووے تہذیب الاسماء و اللغات مین فرماتی ہین کہ بدعت شرع مین وہ چیز ہی جو بعد عہد
آنحضرت صلعم کی احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسم ہین حسنہ و قبیحہ شیخ عزالدین بن سلام نی فرمایا ہے
قواعد مین کہ بدعت کی پانچ قسمین ہین واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہی کہ قواعد
پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت مین داخل ہو وے تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت مین داخل
ہو تو حرام ہی قاعدہ ندب کے تحت مین داخل ہووے تو مندوب ہی قاعدہ مکروہ کے تحت مین داخل ہو تو مکروہ ہے
قاعدہ مباح کے تحت مین داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کی ان پانچ اقسام مین مثالین ذکر کین یہانتک کہ

کر فرمایا

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالیں ہین اسمین سے احداث مرابط و مدارس و کل احسان جو عصر اول مین نہ تھا
اور اسی بدعت مندوبہ مین سے تراویح با ین ہیئت مخصوصہ و کلام و دقایق تصوف و جدل مین ہے اور
اور اسی مین سے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کی بشرط قصد لوجہ اللہ ہو وسے اور امام بیہقی نے
اپنے اسناد کی ساتھہ مناقب شافعی مین امام شافعی رح سے روایت کی کہ فرماتے ہین یعنے امام شافعی امور محدثہ
کی دو قسمین ہین ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اثر و اجماع کے ہو اور یہ بدعت
ضلالت ہی اور **دوسری** وہ جو ان چارون مین سے کسیکے مخالف نہو وے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے
حضرت عمر رضی قیام شہر رمضان کے حقمین فرمایا ہی نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ
تہی اور اسمین کسی دلیل قران و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہین ہی یعنے اچھی ہو نیکی وجہ خلاف دلیل سے
نہونا ہی یہ آخر کلام شافعی کا ہی اس سے پہچانا جاتا ہی ممنوع و مردود ہونا کلام فاکہانی کا جو یہ ہی کہ مباح جائز
نہین اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہی کہ یہ بدعت مکروہ ہے او ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانیکا
اس سے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہی کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت مین سے نہین ہی جو مخالف قران
و حدیث و اثر اجماع کی ہو وے پس بدعت غیر مذمومہ ہی جیسا کہ عبارت امام شافعی رح سی ظاہر ہے اور یہ
ایسی نیکی و احسان مین سے ہی کہ عصر اول مین معہود و معروف نہ تہا اسلئے کہ کہانا کہلانا بدون اقتران
گناہ کے احسان ہی پس وہ بدعت مندوبہ مین سی ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام مین ہی یہ تمام کلام جلال الدین
سیوطی کا مطلب ہی اس سے ظاہر ہی کہ فاکہانی نے بدون تدبر و فکر و بی خیال کرنی اقسام بدعت کی کہ واجب
و مندوب مباح بہی ہوتی ہی بدعت کو منحصر مکروہ و حرام مین ہی کر کے کراہت و بدعت ہونا محفل مولد کا منہ
سی نکالدیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و ممنوع و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہین جانا کہ بدعت و مکروہ
و حرام جب ہوتی ہی کہ قران یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت و حدیث
و اثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمین کوئی حکم جو ان ادلہ سی ثابت ہووے مرتفع نہین ہوتا ہی پس قول
فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکے درمیان بدعت
مکروہہ و مندوبہ و مباحہ و واجبہ کے ہی جو فاکہانی سے صادر ہوا ہی کیونکر مقبول عند الشرع ہو سکتا ہی پس قول فاکہانیکا
بہی کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہی اسواسطے علمائے فحول و فضلاء لطول محققین و مدققین کے نزدیک قابل التفات
نہوا و باہیہ کے نزدیک سواسطے مقبول ہوا کہ اونکی مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے اسکا دلیل شرعی ہونا
لازم نہین آتا ہی **قال الفاکہانی** ثانی وجہ یہ ہی کہ اوس محفل مولد مین خرچ کرنا اور دنیا خوشی سے ہووے

اور دینوالیکو افسوس وحسرت اوس خرچ کرنے اور دینے کے ہووے اور اس دینے کے سبب سے دینے والیکا دل درد و رنج
مین آوے تو یہ مثل غصب کرنیکے ہے ساتھہ تلوار کی خصوصاً جب اسکے ساتھہ گانا و طبل و دیگر آلات لہو باطلہ دف
وغیرہ کی ہووے اور مرد عورتین مجتمع ہووین اور عورتین گانیوالے اور رقص و انعطاف و استغراق لہو وغیرہ مین
پس اسکی حرمت مین اختلاف نہین ہے **قال** جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ یہ کلام فی نفسہ صحیح ہے مگر یہ تحریم ان امور محرمہ کے
سبب سے آئی ہے اجتماع لاظہار شعار المولد کی حیثیت سے یہ تحریم نہین ہے اگر یہ امور محرمہ اجتماع نماز جمعہ مین بھی مثلاً
پائی جاوین تو قبیح و شنیع ہو جاوینگی لکن اس سے اصل اجتماع نماز جمعہ کا مذموم و قبیح نہو جاویگا جیسا کہ یہ ظاہر ہے اور ہمنے بعضے
ایسے امور رمضان مین تراویح کی اجتماع مین بھی دیکھے ہین ان امور کی سبب سے تراویح کے واسطے مجتمع ہونا منع نکیا جاویگا بلکہ یہ ہم کہینگے کہ
اصل اجتماع واسطے نماز تراویح کے سنت و قربت ہے اور یہ امور غیر مشروعہ جو مضموم ہے اسکیطرف ہر وہ قبیح و شنیع ہین اسیطرح ہم کہینگے کہ اصل اجتماع واسطے
شعار مولد کی مندوب ہے اور قربت اور امور مذمومہ اوسکی طرف جو مضموم ہین وہ مذموم و ممنوع ہین یہ کلام
علامہ جلال الدین رح کا بھی بہت قوی و متین ہے اور فاکہانی نے جو بیان کیا ہے مذموم ہونا امور غیر مشروعہ
کا کہ خرچ کرنیوالا ناراضی قلبی کے ساتھہ خرچ کرے اور طبل و دیگر آلات لہو و رقص و انعطاف و مردون و عورتونکا
ملا ہوا ہونا تو ان امور کا وجود اس ہمارے محفل مین جو متنازع فیہ ہے ہرگز نہین ہے فاکہانی کے زمانہ مین ہوتی ہوگی
اوسکا رد فاکہانی نے کیا ہے اس ہمارے محفل متنازع فیہ کا رد اس سے نہین ہوتا ہے یا فرضی ٹھہرائی ہوگی یا کسی
جائی پر یہ ہوتی ہوگی ایسے محفل کے ان امور کو یعنی ناچنے اور باجے بجانے اور عورتین ناچنی اور گانیوالیون
اور گویا بزور شمشیر مال و زر لے لینے کو منع ہم بھی کرینگے اور ناجائز قرار دینگے لکن اصل اجتماع کے
منع ہونے پر کوئی دلیل فاکہانی نے قائم نہین کی اور کسی دلیل شرعی و عقلی سے یہ ثابت نہین کیا کہ
اجتماع لاظہار شعار مولد سے بھی منع کرنا چاہئے اور ان امور ممنوعہ کا انضمام مستلزم اس اصل اجتماع
کی ممنوعیت کو نہین ہے **قال** الفاکہانی جس مہینہ مین آنحضرت صلعم پیدا ہوئے ہین بلکہ وہ مہینہ
ربیع الاول کا ہے اسیہی مہینہ مین آنحضرت صلعم نے وفات پائی ہے پس خوشی و سرور اس مہینہ مین اوسکے
غم و حزن سے نہین ہے **قال** جلال الدین سیوطی رح علیہ جواب اس قول فاکہانیکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی
ولادت ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور وفات آپکی ہمارے واسطے بہت بڑی مصیبت ہے شریعت سے حث و ترغیب
شکر نعمت پر ثابت ہے اور شارع علیہ السلام نے وقت ولادت کی کہ نعمت الہی ہے واسطے اظہار فرح و سرور
مولد کے اور واسطے ادا شکر کے عقیقہ کرنا فرمایا ہے اور وقت نزول مصیبت کے صبر و سکون کا امر فرمایا ہے
اور نوحہ و اظہار جزع سے منع فرمایا ہے اور وقت موت کے ذبح کے کرنے وغیرہ کا امر نہین فرمایا

پس قواعد شرعیت دال ہین کہ اس مہینہ مین اظہار فرح وسرور بسبب ولادت آنحضرت صلعم کے حسن ونیک
ہی اور اظہار غم وحزن بسبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن ونیک نہین ہی یہ قول بھی جلال الدین سیوطی
کا بہت متین ہی اور موافق قواعد شرعیہ کی ہے اور فاکہانی نے بدون تدبر وبلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار
فرح وسرور کو اولی اظہار غم وحزن سے نہونا بتادیا ہی پس تمام اقوال فاکہانی کے مردود وباطل ہو گئے اور
مخالف قواعد شرعیہ کی بلا دلیل ہونا واضح ہو گئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی رحمہ کے پس باطل ودروغ ہو گیا
قول جامع براہین کا جو کہتا ہی کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجتک کسی سے نہین دیا گیا ایسی دروغگوئی
اہل علم کی شان سے بہت بعید ہی اس فرقہ وہابیہ کو جھوٹ بولتے بھی کچھ شرم نہین آتی جہلاء
وسفہاء کو ایسی ہی دروغگوئیون اور بازیون سے گمراہی مین ڈالتے ہین خدا تعالی انکے اضلال سے مسلمانون
کو اپنے حفظ وامان مین رکھی اور یہ جو کہا کہ فقط اس کے انکار نے یعنے فاکہانی کے انکار نے اجماع کو جو مزعوم
مولف ہے باطل کر دیا کلام بے معنی ہے کیونکہ اب ہی معلوم ہو چکا ہی اوپر کہ فاکہانیکا انکار یعنی دلیل
شرعی پر نہین ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اوپر ہو چکا ہی کہ وہ اپنے علم مین دلیل جواز نہونا بیان
کرتا ہی اور عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت دلیل شرعی ہونیکی نہین رکھتا ہے اور امر واقعی کسیکے
بی علمی سے مرتفع نہین ہو سکتا ہی اور بدعت کو منحصر مکروہ وحرام مین کرنا مخالف نص من سن سنة
حسنة کی اور اقوال آئمہ کی ہو کر ساقط وباطل ہوا پس اسپر جو مبنی کیا تھا کراہت وحرمت محفل کو
اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہوا اور ایسے انکار بلا دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہین اور اسکو
خلاف کہتے ہین نہ اختلاف اور معتبر معتدبہا اختلاف ہوتا ہی نہ خلاف قال فی الدر المختار والاصل ان
القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلاً لا الثانی
انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہی نہ اختلاف اسواسطے یہ انکار صحیح القضاء ومعتبر نہین پس اجماع
واتفاق کو ہرگز مضر نہین ہی اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب سے نہین ہے چنانچہ
اسکے اقوال جو اوپر گذرے اونکا حال معلوم ہی کہ ایسے اقوالکو کوئی دلیل اجتہادی نہین کہہ سکتا ہے
کوئی معاند ومتعصب کہے تو منصفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہی اور جب دلیل اجتہادی کے سبب سے
مخالفت نہ ہوئی تو اجماع کو مضر نہین دیکہو تمام مہاجرین اور تمام انصار خزرج واوس نے بیعت
حضرت ابی بکر صدیق رض سے کی اور صدیق رض کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رض نے بیعت
کرنیمین مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی نہتی اور دلیل اجتہادی قابل قبول نہتی انہون نے کی

تو علماء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ ان کے مخالفت مضر اجماع کو نہیں شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث اجماع
مین ہے فبایع الانصار کلہم من الخزرج والاوس ولم یبایع سعد لما کان لہ حب السیادۃ
واذا لم یکن مخالفتہ عن الاجتہاد فلا یضر الاجماع انتہی مختصراً ایسے صحابی انصاری بدری
جنتی کی مخالفت جو دلیل اجتہادی کی سبب سے نہ تھی مضر اجماع کو نہوئی تو فاکہانی کی مخالفت خلاف فکر نا
و انکار کیونکر مضر اجماع کو ہو جائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی دلیل اجتہادی پر ہووے یا نہووے
موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہے تو لازم آتا ہے کہ خلافت حضرت صدیق اکبر رض کی اجماعی
نہووے اور حالانکہ تمام اہل سنت وجماعت قائل ہین کہ خلافت حضرت صدیق رض کی اجماعی ہے باوجودیکہ
سعد بن عبادہ رض نے بیعت سے تخلف اختیار کیا اور آخر تک انسے رجوع محقق نہیں ہے اور کوئی روایت
قابل قبول اس پر دال نہیں ہے من ادعا فعلیہ اقامۃ البرہان پس اسی صورت مین کہ خلافت ابی بکر
صدیق باوجود خلاف سعد بن عبادہ رض کی اجماعی نرہیگا جامع البراہین تو عقیدہ اہل سنت وجماعت کے
مخالف عقیدہ رکہنا خود کا قبول کریگا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کریگا باوجود
خلاف ایک صحابی رض کے تو اسیطرح فاکہانی کے خلاف ہوتی ہوئی محفل مولد کا اجماعی ہونا ماننا پڑیگا
بڑی تعجب کی بات ہے کہ خلاف سعد بن عبادہ رض صحابی بدری سے تو اجماع کا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف سے اجماع کا
بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتہادی دونو مین نہیں ہے اس سے لازم آویگا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحابی
رسول اللہ صلعم سے بہی معتبر ومعتمد زیادہ ہے پس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقلکو
معلوم نہین کیا ہوا کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محققین کا بطلان گمان کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ
جسطرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہے اسیطرح جمہور نے انکار قول فاکہانیکا کیا ہے اور کسی نے
ان جمہور مین سے اسکے قولکو معتبر وقابل التفات نہین جانا پس انکار موجب بطلان قول
جمہور ہوا تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیون نہین ہو سکتا ہے اور یہ کسطرح عقل سلیم وفہم
مستقیم مین آسکتا ہے کہ جمہور کے انکار کا تو یہ اثر نہووے کہ قول فاکہانی باطل ہو جاوے اور فاکہانی کے
انکار کا یہہ اثر ہووے کہ جمہور کا قول باطل وغیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانیکا قول معتبر مانا جاوے اور اسکو
دین قویم وصراطِ مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین نے کیا ہے **شعر** راستی سے اسعد وہ کج ادا بیگانہ ہے
اسکے ابروئے کمانکو تیر کی حاجت نہین .... کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر قرار
دیا ہے کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہے ایسی ضلالت و نادانیکا کیا ٹھکانا ہے (بریں عقل ودانش بباید گریست

علماء محققین معتبرین تو اپنی تصانیف میں تصریح فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جمہور کے قول اقل قلیل بدعت قرار دیا جاتا ہے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتد بہا بھی بمقابلہ جمہور ہووے تب بھی ملامت سے خالی نہیں ہے اور عاقبت محمود
نہونیکا خیال ہے فضلا یمکن الاصابۃ چنانچہ صاحب مجمع البحار محمد بن طاہر پٹنی مجمع البحار میں فرماتے ہیں وانکار
ذلك البعض من اهل السنۃ فللثانی وجہ اذ مخالف الجمهور خصوصًا اذا کان المخالف اقل
قلیل یبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع ولو سلم ان المخالف فیہ جمع معتد بہ فلا
یخلو عن الملامۃ فان مخالفۃ الجمهور لکن لیس لہ رای لا یحسن وای فائدۃ ولعلہ
یترتب علیہ ما لا یحمد عواقبہ انتہی نخعی وشعبی رحمہما اللہ تعالی کا قول کراہت زیارت قبور کے بارہ میں
جو انسے صادر ہوا تو انکا قول بسبب اجماع غیر ہما شاذ و غیر معتبر قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ نے تحریم زیارت نبی صلعم کا
قول کیا ہے اُسکی تکفیر بعض نے کہی ہے اجماع وغیرہ کے سبب سے چنانچہ شرح شفاء قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبور میں ملا علی قاری رح فرماتے ہیں وما وقع للشعبی والنخعی مما یقتضی کراهۃ زیارۃ
القبور شاذ لا یعول علیہ المخالفۃ اجماع غیرهما وقد فرط ابن تیمیۃ من الحنابلۃ حیث حرم السفر
لزیارۃ النبی صلعم کما افرط غیرہ حیث قال لکون الزیارۃ قربۃ معلوم من الدین بالضرورۃ وجاحدہ
محکوم علیہ بالکفر ودلیل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم ما اجمع العلماء فیہ بالاستحباب
یکون کفرًا لانہ فوق تحریم المباح المتفق علیہ فی هذا الباب انتہی بقدر الحاجت اور
فتوی حمادیہ کی کتاب الوقف احکام المسجد میں ہے بیچ صفحہ ۲۴۱ ذکر فی التجنیس فی موضعین فی الوقف والبیوع
ونحن لا ناخذ بقول محمد رح ولا نفتی بجواز بیعہ وان خرب ما حولہ تعظیمًا للمسجد و
احترامًا لہ من السغناقی ولما اجتمع فقهاء الامصار علی شیئ فقول واحد یخالف
قولهم یکون خلافًا ولا یکون اختلافًا انتہی ان عبارت علماء سے واضح ہے کہ بمقابلہ جمہور کے قول شاذ ونادر
کا اور اقل قلیل کا اعتبار نکیا جاوے تا کہ قول جمہور باطل نہو جاوے اور غیر معتبر قرار نہ پاوے اگر علم وفہم جامع
براہین کو ہوتا تو ایسا نکہنا طرہ اُسپر یہ کہ اپنی بے علمی و بے فہمی سے صاحب انوار پر قصور علم کا بہتان لگاتا ہے
یہ وہی مضمون ہے کلام شاعر کا **رباعی** ایک روز وقت پاکے کہا میں نے انسے یوں : آزردہ خاطر ونکو ستانیسے فائدہ
بولے وہ واقعی بڑی بیداد گر ہیں ہم پہ ہمسے کسی کو دل نہ لگانیسے فائدہ کسی سے آپنے سن لیا ہے کہ کتب
اصول میں لکھا ہے کہ ایک کا انکار بھی مانع اجماع ہے اوسکا مطلب بے علمی کے سبب سے کچھ کا کچھ سمجھہ گیا
اور یہ نہ سمجھا کہ وہ انکار بدلیل اجتہاد ہو وے تو معتبر ہے نہ یہ کہ کیفما کان معتبر ہو جاوے گو کا کہا نیکا انکا

بھی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونیکی یہ معنی نہیں کہ اُس ایک قولکا اعتبار کیا جاوے اور اُس ایک کے قول کے موافق جو مسئلہ ہووے وہی حق ہووے باقی تمام علماء اہل اجتہاد و تحقیق کا قول باطل ہوجاوے جیسا کہ یہ جامع براہین جانگیا ہو اور اسیپر عمل درآمد اسکا اسی رسالہ براہین میں ہو کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بتاتا ہو یہ تو کوئی احمق سے احمق بھی گمان کریگا بلکہ اوس کے معتبر ہونیکی یہ معنی ہیں کہ تحقق اجماعکا نہوگا اور تحقق اجماع نہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمہور کا قول کسیطرح معتبر ہرگز نہووے اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے یہ تو جہلیت صرف ہی بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاویگا اور اُس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ بلکہ شاذ و غیر معمول قرار دیا جاویگا چنانچہ ان عبارات مذکورہ بالا سے یہی مفہوم ہی اہل فہم پر روشن ہو کمفہم کیلیے سمجھے مسائل واقعہ کو اور یہی جامع براہین صفحہ ۱۳۱ میں یہ قول کہچکا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہا ہو کہ شافعی اوسکو جائز فرماتے ہیں کہ اُسکی اصل شرع سے اونکے نزدیک ثابت ہی تو اُسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہی کسقدر بی علمی ہے استغفر اللہ) انتہی دیکھو اُس قول سے اسکی واضح ہے کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہی اور جسکی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے یعنی مکروہ بھی نہیں ہوتا پس اسیطرح محفل مولد کی بارہ میں یہ قول اپنا جاری اسنے کیوں نہیں کیا کہ محفل مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہو اوسمیں اختلاف جمہور علماء کا ہی اور مختلف فیہ مسئلہ کہ یہاں محفل مولد ہی یوں بھی بلا ضرورت جائز ہی پس اسیہی جامع براہین کی قول سے جواز محفل مولد لازم آنا ظاہر ہی اب بھی تقریر اُسکی یہاں جاری ہی یہاں اُسکا اعتبار نہیں کرتا ہی اور معتبر نہیں جانتا ہی اور اجرت علی التعلیم کی بارہ میں کچھ مفید مطلب تھے کہ اہل دیوبند کی روزی حرام و مکروہ ہوتی تھی مکروہ نہ ملنے کے سبب سے اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر جاننا کسقدر بی علمی ہے اور امام شافعی رح کہ مخالف مذہب ہمارے کی ہیں اُنکی نزدیک اصل ثابت ہونا اگرچہ اپنے نزدیک اصل شرعًا ثابت ہووے اسنے معتبر قرار دیا ہی جس سے واضح ولائح ہی کہ مخالف کی نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلئے کافی ہوتا ہی پس اسیطرح یہاں بھی جاننا چاہیے تہا کہ جمہور کی نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کی واسطے کافی ہی اس بیچارے کو اپنی اقوال اگلی پچھلی کی بھی خبر نہیں اور اسقدر تمیز بھی نہیں کہ اسکے اقوال باہم متناقض ہیں اور اسیہی کے اقوال اسکی مدعی کی بیخ کنی کرتے ہیں اور اپنی بی علمی دوسروں پر ڈالتا ہی اپنی لشر مندگی مٹانیکو اسطے مضمون کلام مومن خان دہلوی کا اس محل پر خوب راست آیا

رباعی

جب کہا میں نے کہ تم بیداد گر نا آشنا ✤ بیمروت بیوفا بیگانہ احباب ہو
ہنس کے فرمایا کہ میں تو خیر جو کچھ ہوں سو ہوں ✤ تم ہی تو بیصبر ہو بیچین ہو بیتاب ہو اگر کسی عالم کی صحبت بھی ہوئی

ہوتی تو اوس عالم نے سنی سنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی مین ثابت ہوچکا ہی کہ آئمہ مذاہب سے کسی حادثہ مین کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور مشایخ متاخرین کا جواب ایک ہی ہووے اور اُس مسئلہ مین تمام متفق ہوجاوین تو اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہئے اور اگر مشایخ متاخرین کی درمیان اختلاف ہووے تو اکثر کا قول اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہئے رد المحتار حاشیہ درمختار مین یہ مصرح ہی واذا لم یوجد فی الحادثۃ عن واحد منہم جواب ظاہر و تکلم فیہ المشایخ المتاخرون قولاً واحداً یوخذ بہ فان اختلفوا یوخذ بقول الاکثرین انتہی ایس محفل میلاد مین آئمہ مذاہب اربعہ سے جواب منقول نہین ہی اور غایت یہ قرار دیجاوے کہ بالفرض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء و مشایخ کی ہی کہ ایک جانب مین فقط فاکہانی اور دوسرے جانب مین تمام علماء ہین تو اون تمام علماء کی قول کو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرح رد المحتار کی چاہئے تھا نہ یہ کہ جیسے جامع براہین نے کیا کہ کچھ خوف و خشیت خدا تعالی سے نہین کیا صدق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الکل بحیحو منہ مین آیا کہنا شروع کردیا ایسی جرأت سوائے جاہل و شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہین کرسکتا ہی ایسے مواقع مین مفتی کو نظر تامل چاہئے اور لیاقت ہو تو نظر تدبر و اجتہاد کرے اور بدون لیاقت کے زبان نہ لانا کیونکہ اسطرح درست ہی فقہا نے ایسی جرأت کو منع فرمایا ہے وان لم یوجد منہم جواب البتۃ نصاً ینظر المفتی فیہا نظر تامل وتدبر واجتہاد لیجد فیہا ما یقرب الی الخروج عن العہدۃ ولا یتکلم فیہا جزافاً ویخشی اللہ تعالی ویراقبہ فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاہل شقی انتہی ایسے شخص کو جیسا کہ جامع براہین ہی لیاقت نظر اجتہاد کرنیکی کہان ہی اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیر و جم غفیر علماء بچارے اسکی یا اسکے فاکہانی کی کب چلسکتی ہی مثلاً مشہور نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے خیر فاکہانی تو پھر صاحب علم ہین گو اس مسئلہ مین خاطی نحت ہین لکن یہ جامع براہین بیچارہ کس شمار مین ہے اسنے خود کو کیا خیال کرکے دست اندازی اسمین کی طرفداری جمہور علماء کی کرتا تو اسمین سرزنش نہ تھی اور ملا علی قاری لینے مورد روی فی مولد نبوی مین بادشاہان عادلین قامعین بدعت ملک مصر و ملک اندلس و ملک مغرب و ملک ہند و حرمین شریفین و ملک روم و ملک شام و دیگر بلاد اسلام مین اس محفل کا جاری ہونا اور علماء اعیان و صوفیہ ذیشان کا بلا انکار و منع کے شامل ہونا بیان کرتے ہین اور علامہ سخاوی و ابن حجر و ابن جزری و دیگر متبحرین و محققین کا اس محفل کو جائز کہنا بتاتے ہین قدرے عبارت بقدرے حاجت نقل کیجاتی ہی انکے رسالہ کی تاکہ یہ امر ظاہر ہوجاوے و قال اصل

عمل المولد الشريف لم ينقل من احد من السلف الصالح فى القرون الثلاثة الفاضلة
وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنية للاخلاص الشاملة ثم لازال اهل
الاسلام فى سائر الاقطار والمدن العظام يحتفلون فى شهر مولده صلعم وقال
الامام شمس الدين ابن الجزرى المقرى والمجرب من خواصه انه امان تام فى ذلك
العام وبشرى تعجيل بنيل ما ينبغى ويرام قال واكثرهم بذلك عناية
اهل المصر والشام ولسلطان مصر فى تلك الليلة من العلم اعظم مقام قال ولقد
حضرت فى سنة خمس وثمانين وسبعمائة ليلة المولد عند الملك الظاهر برقوق رحمه الله
بقلعة الجبل العلية فرأيت ما هالنى وسرنى ولا ساءنى وحررت ما انفق فى
تلك الليلة على القراء والحاضرين من الوعاظ والمنشدين وغيرهم من الاتباع
والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العين
ما بين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم ومشموع وغيرها مما يستقيم به الضلوع
قال السخاوى قلت ولم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين من وفقهم الله
لهدم كثير من المناكير والشين وانظروا فى امر الرعية كالوالد لولده وشهروا
انفسهم بالعدل فاسعفهم بجده ومدده واما ملوك الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة
تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان وتعلوا ما
بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك
فيما هناك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولى النقل والتحرير قلت واما
العجم فمن حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام
للقراء الكرام والعلماء العظام وللفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوات
المتواليات والانشادات المتعاليات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الحبور حتى بعض العجائز
من غزلهن ونسجهن يجمعن ما يقمن لجمعهن الاكابر والاعيان وضيافتهن ما يقدرن عليه
فى ذلك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلماءهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا يأباه
احد فى حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوى واما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون
الى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك المقصد ويزيد اهتمامهم

به على يوم العيد حتى قل ان يتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعيد سيما الشريف صاحب اللوأ والحجاز ولاهل المدينه كرمهما الله احتفال على فعله اقبال انتهى اس عبارت سے ان تمام بلاد اسلام مشہور و معروف میں محفل میلاد شریف کا ہونا اور بلا انکار علماء متجرین کا شامل ہونا ثابت ہے اگر بالفرض فاکہانی کا انکار بدلیل اجتہادی ہوتا اور مسئلہ مختلف فیہا قرار دیا جاتا تب بھی بعد زمانہ فاکہانی کی بلا نکیر جاری ہونا مثبت اجماع ہے اگرچہ زمانہ لاحق میں اجماع ہوا ہے اور اصولدان پر واضح ہے کہ ایک زمانہ کے علماء مختلف ہوویں اور دوسرے زمانہ کے علماء جو بعد زمانہ اختلاف کے ہے کہ وہ زمانہ دوسرا ہے ایک طرف پر اتفاق کرلیں تو اجماع ہوجاتا ہے اور اختلاف زمانہ سابق مانع اجماع لاحق کو نہیں ہوتا ہے اور اختلاف کرنیوالے کی دلیل اگرچہ موافق شرائط تھی وہ دلیل باقی نہیں رہتی ہے اسلیے کہ وقت اجماع کے اس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہوگئی کہ وہ اجماع ہے اور اختلاف والے کی دلیل اسوقت میں ہے اب وہ نہیں رہی فی التوضیح اذا اختلفوا واقام كل واحد منهم الدليل مقرونا بالشرائط لا يكون احد منهم ضالا ولا مخطيا بالنظر الى الدليل ثم اذا انعقد الاجماع بعدهم على احد الطرفين فدليل المخالف لم يبق الآن دليلا لانه حدث دليل اقوى وهو الاجماع انتهى وقال بعيد ذلك لان دليلهم كان دليلا فى ذلك الزمان لكنه لم يبق دليلا فى زمان حدوث الاجماع انتهى وفى مسلم الثبوت اتفاق العصر الثانى بعد استقرار الخلاف فى العصر الاول ممتنع عند الاشعرى والمختار انه واقع حجة وعليه اكثر الحنفية والشافعيه لنا على الوقوع اجماع التابعين على جواز متعة العمرة وقد كان امير المؤمنين عمر وامير المؤمنين عثمان ينهى عنه ولا يلزم تضليل بعض الصحابة لان رأيه كان حجة قبل حدوث الاجماع وانما يلزم خطاءه وهو لازم فى كل اختلاف لان الحق واحد انتهى مختصرا پس جب بعد زمانہ فاکہانی کے اتفاق تمام متجرین علماء و فضلاء صالحین کا اسکے جواز پر ہوگیا جیسا کہ بیان ملا علیقاری سے واضح ہے اگر زمانہ ملا علیقاری تک میں مثلاً مخالف کوئی اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بدون نقل صحیح معتبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی ہے پس زمانہ اتفاقین میں اجماع متحقق ہوگیا اور اختلاف زمانہ فاکہانی کا مرتفع ہوگیا اور دلیل فاکہانی بعد تسلیم موافق شرائط ہونیکی باقی نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ میں وہ دلیل بالفرض والتقدیر تھی اگر اجماع کی تحقیق کیواسطے مجتہدین کا ہونا شرط مانو اور اتفاق کرنیوالوں کو مجتہد نہیں مانتے ہو تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہیں کہ اتفاق محققین علماء علی ممر الاعصار اس محفل پر ہونا واضح ہے اور انکار اسکا مکابرہ ہے ابھی عبارت ملا علیقاری سے واضح ہوچکا ہے اور اتفاق علماء محققین علی ممر الاعصار حجت بھی مثل اجماع کے کتب اصول میں لکھا ہے قال فی المسلم وشرحه

لبحر العلوم (ان اتفاق العلماء المحققین علی ممر الاعصار) وان کانوا غیر مجتہدین (حجۃ کالاجماع)
فانہ یابی العقل من اجتماعہم من غیر ان یکون واضحاً لدیہم وانکان باستماع عن مجتہدین لہم انتہی
اگر بالفرض اتفاق نہوتا تب بھی اکثر اس محفل کی جواز ہین اور اختلاف کی حالت مین اکثر کے قول کو اخذ کرنا ردالمحتار
سے اوپر گذر چکا ہے پس مدعی ہمارا بہرحال ثابت ہے الغرض قول فاکہانی یا اسواسطے دلیل شرعی نہین ہے کہ بلا دلیل شرعی
ہے وہ اپنے عدم علم کا اس امر مین اظہار کرتی ہین اور عدم علم کسی کا دین الہی مین دلیل نہین ہوسکتا ہے اور باوجود اسکے
فاکہانی نے جو اس محفل کو کراہت یا حرمت مین داخل کیا تو بدعت کو حرمت و کراہت مین منحصر جانکر کیا اور یہ بھی دلیل شرعی
نہین بدعتکا حسنہ ہونا بھی حدیث من سن سنۃ حسنۃ سے واضح ہے اور واجب و مستحب و مباح ہونا بھی اقوال علماء سے
اوپر گذر چکا ہے پس بدعت کو منحصر کرنا حرمت و کراہت مین کوئی دلیل شرعی نہوئی تو اس پر متفرع کرنا حرمت و کراہت
محفلکو بلا دلیل شرعی ہوا پس یہ خلاف فاکہانی مضر اجماع محققین اُسکے اہل زمانہ کو نہین ہے یا یہ قول فاکہانی اکثر
کے مخالف ہے اسواسطے مقبول نہین ہے یا یہ کہ قول فاکہانی اگرچہ دلیل شرعی اسکے زمانہ مین تہا بعد کو جب
اختلاف نرہا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانیکی دلیل شرعی نرہی بسبب حدوث اتفاق و اجماع
لاحق کی پس اب قول فاکہانی پر حکم کرنا اور فتوی اسکے موافق دینا بسبب اسکی کہ غایت یہ ہے کہ قول فاکہانیکو باطل
نکہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بھی جہالت و خرق اجماع سے خالی نہین ہے کیونکہ قول ضعیف پر حکم فتوی دینا علماء نے
جہل و خرق اجماع قرار دیا ہے قال فی الدر المختار وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع انتہی
اب خوب ظاہر ہوگئی بے علمی و ناواقفی حزب شیخ نجدی کی جو فاکہانی و امثال اسکے اقوال ضعیفہ و مرجوحہ و غیر مدللہ و مردودہ
سے حجت اوپر عدم جواز محفل میلاد شریف کی لاتے ہین اور واضح و لائح ہوگیا جواز محفل میلاد شریف کا اور
سالم رہنا اجماع کا بھی بطلان سے جو زعم فاسد جامع براہین نے کیا تہا کہلگیا اور جامع براہین کا یہ قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہوگیا اور صفحہ ۱۹۹ مین جو کہا ہے کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا الخ اور جس جس
محل مین اول و آخر اس سے فاکہانیکے قولکو پیش کیا ہے سب کا جواب شافی یہان ہوگیا ہر جگہہ علیحدہ علیحدہ تردید
کی ضرورت نرہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کام کا نہین اور قرآن و حدیث سے
کچہ ثبوت نہین ۱ اقول باللہ التوفیق فاکہانیکی قول کا بطلان و بلا دلیل و غیر معتبر ہونا و ضعیف و مرجوح و مقابل
جمہور ساقط ہونا یا بالفرض اول اسکے پاس دلیل کا وجود ہونے مع انہ باطل بعد کو زمانہ اتفاق کل علماء مین
بعد فوت فاکہانی کی اوس دلیل کا باقی نرہنا بخوبی ابہی معلوم ہوگیا ہے اور اس محفلکی اصل جو علماء نے نکالی ہے اور دوسرے
متبحرین و محققین نے اوسکو تسلیم کیا ہے اسکو یہ جامع براہین کہتا ہے کہ اسپر قیاس کرنا کام کا نہین ہے امام جلال الدین

سیوطی وابن حجر وعلامہ ملا علیقاری وغیرہم متبحرین فضلا و علما تو اُس قیاسکو جائز و پسند کرین اور یہ گنگوہی کہ بمقابلہ ان علما کی طفل مکتب ہونیکی بھی لیاقت نہین رکھتا ہو اور اُن کی کلام کی فہم کی بھی اسکو تمیز نہین چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ اُس قیاس کو کام کا نہ بتاوے بلکہ اوسکو بیفہمی وبے علمی سے رد کرے مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصر تھے اور ہم اُنسے اچھی طرح واقف ہین کہ جمیع علوم کما حقہ کے وہ فاضل بھی نتھے مشکوۃ وبخاری پر حواشی مختلفہ شروح علماء سے دیکھکر اونھون نے لکھدئے تھے اور بعض لوگونکو اونہون نے آخر عمر مین احادیث پڑھائی ہے یہ بہت بڑی علم وفضل کی کوئی بات نہین اُن کے قولکو جو مخالف جمہور بلکہ خلاف علم واصول کے تہا کہ ادنی طالب علم بھی انکی غلطی پر واقف ہوسکتا ہی چنانچہ معلوم ہوجائیگا صاحب انوار ساطعہ نے رد کیا تہا تو براہین کے صفحہ ڈیڑہ سو مین جامع براہین نے یہ کہا کہ دمگر یہان بیساختہ طبع نے یہ شعر لکہا ع ظہور حشر ہو کیونکہ کلچڑی گنجی ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی سبحان اللہ مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث کی حدیث نقل کردہ اور اسکے تنقید مین عبد السمیع کلام کرے قیامت آئی صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعتہ رواہ البخاری انتہی دیکھو آسمان کا تہو کا منہہ کو آیا اور اسقو لکا ہدف خود مولوی رشید احمد گنگوہی اور چیلہ اونکا ہوا اب ہم کہتے ہین کہ بیساختہ یہ شعر مولوی رشید احمد وچیلہ پر صادق آیا اور خدا تعالی نے انہو لونکو مصداق اُسکا بنایا ع ظہور حشر ہو کیونکہ کلچڑی گنجی ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی مولوی رشید احمد واونکا چیلہ ابن حجر وجلال الدین ودیگر علما محققین مقبولین معروفین کا رد کرین اور انکی اصل نکالی ہوئے پر کلام کرین اور انکے قیاس کو کہین کہ کام کا نہین قیام قیامت کیون نہووے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعتہ رواہ البخاری سچ ہی کہ جو کوئی بہائی کیواسطے کنوان کہودتا ہی خود گرتا ہی اور جامع براہین نے حدیث غریب کے بارہ مین صفحہ ۱۵۱ مین تقریر بالکل لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہین خیال کیا ہے بہلا صاحب انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہی کہ غریب حدیث منحصر ضعیف مین ہے اور شیخ کے مقدمہ مین حدیث صحیح ایک راوی والیکو ذکر کیا ہے اُسکا صاحب انوار نے کب انکار کیا ہے جو حوالہ مقدمہ شیخ وعلل ترمذی جامع براہین دیتا ہے اسکی غرض تو یہ ہی کہ بعض محل مین غریب بمعنی ضعیف ومطعون بھی آتی ہے اور عادت ترمذی کی ہی کہ غریب کیساتھہ حسن وصحیح کو ذکر دیتا ہو اور ظاہر ومتبادر یہی ہے کہ جسجگہ ترمذی نے غریب فقط لکہا ہے تو اسکے نزدیک اس حدیث کا حسن یا صحیح ہونا ثابت نہین ہوا ہے ورنہ ہر غریب ترمذی کے نزدیک صحیح ہے یا حسن ہی مثلاً تو کہین بلفظ صحیح وحسن ذکر کرنا اور کہین ذکر نکرنا لغو وبیفائدہ ہوگا اور کلام عاقل کو لغو سے

حتی الامکان بچانا ضرور ہی اور اسکی یہی سبیل ہے کہ غریب ترمذی کے نزدیک بہی دو قسم ہی ایک مطعون وضعیف و دوسری غیر مطعون و غیر ضعیف پس جگہہ مطعون نہین ہوتی تو اوسکو حسن یا صحیح کہدیتا ہے اور جسجگہہ مطعون وضعیف ہوتی ہی وہان فقط غریب کہکر چپ ہوجاتا ہے اس احتمال قریب کے حالت مین قول ترمذی مین لغو بیفائدہ ہونا لازم نہین آتا ہی شیخ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع براہین نہین سمجہا ہے شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ سوائے صاحب مصابیح کے دوسرے کسی سے حدیث غریب سے یہ مراد نہین ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت هذا هو المراد من قول صاحب المصابيح من قوله هذا حديث غريب كما قال بطريق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابیح کے قول مین غریب سے مراد پہلی مطعون حدیث غریب مراد ہوتی ہے اس سے یہ مفہوم ہوا کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہین ہے مثلاً کوئی شخص کہے زید جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہی تو اوس سے عمر ہی مراد لیتا ہی اب اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ کوئی دوسرا اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اوس سے عمر ہرگز نہین لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جدید فقط حسن حدیث مین ہی باقی اقسام مین ترمذی مانند دیگر محدثین کی ہے جس معنے مین جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے محدثین استعمال کرتے ہین ترمذی بہی کرتا ہی قال فی شرح النخبة فعرف بهذا انه انما عرف الذي يقول فيه حسن فقط اما ما يقول فيه حسن صحيح او حسن غريب او حسن صحيح غريب فلم يعرج على تعريفه كما لم يعرج على تعريف ما يقول فيه صحيح فقط او غريب فقط فكانه ترك ذلك استغناء لشهرته عند اهل الفن واقتصر على تعريف ما يقول في كتابه حسن فقط اما لغموضه واما اصطلاح جديد ولذالك قيده بقوله عندنا ولم ينسبه الى اهل الحديث انتهى پس غریب وصحیح کے بارہ مین جب ترمذی کی کوئی اصطلاح جدید نہین ہے تو اوسکو غریب کہدینا بہی مانند دوسرون کے ہوا پس جسطرح صاحب مصابیح غریب سے مراد مطعون لیتا ہی اسیطرح ترمذی بہی لیتا ہی بعض مواقع مین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین یہہ حدیث ابی ہریرہ رض کی ہے قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكلمة الحكمة ضالة الحكيم فحيث وجدها فهو احق بها رواه الترمذي وابن ماجة وقال الترمذي هذا حديث غريب وابراهيم بن الفضل الراوي يضعف في الحديث اس سے ظاہر ہی کہ ترمذی کے نزدیک غریب ضعیف کیساتھہ جمع ہوجاتی ہی اور ہر غریب اوسکے نزدیک صحیح نہین یہ فی الواقع بی فہمی جامع براہین کی ہی اور صاحب النوادر پر اتہام بیفہمی و نادانی کا صفحہ ١٥٢ مین لگاتا ہے اور حدیث غریب کو بدون اثبات بحسب قواعد و اصول حدیث کے صحیح بتاتا ہی اور یہ شعر ~~شعر~~ گر نہ بیند بروز شپر چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ پیش کرتا ہی اب ہماریطرف سے یہی شعر جامع براہین پر وارد ہی اور جہل مرکب کا تحقق اوسکے حق مین ہی یہ دوسرا ہدیہ ہماریطرف سے

ہر بیت آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند :: درجہل مرکب بدالدہر بماند :: اب صاحب انوار اس سے بری ہے اور حدیث
سالم بن عبید جو جامع براہین گنگوہی صاحب اپنی خوش فہمی سے صفحہ مذکور بالا مین ذکر کرتے ہین اُس سے یہ کہان ثابت
ہوا کہ وقت عطس کے زیادت والسلام علی رسول اللہ پر طعن ابن عمر رض کا نہی کے سبب سے نہین تہا اس حدیث سے یہ مفہوم
ہوا کہ عاطس نے جو ترک وظیفہ کیا تہا اوس پر تنبیہ آنحضرت صلعم نے اوسکو کی یہ صاحب انوار کے مخالف نہین ہے بلکہ
موافق ہے کیونکہ نہی صریح اور ترک سنت معنیً دونون کا ایک حکم ہے اور ایک حکم کا مستلزم ہونا نہی ضد اسکی کو جیسا کہ ماہر فن
پر روشن ہے اور یہ حدیث مفید منع زیادت کی نہین ہے بلکہ یہ مفید منع ترک وظیفہ کی ہے اور دعوی تمہارا
کراہت اثبات زیادت کا تھا اور نہی زیادت سے تم مدعی تھے اور تمنے ترک کسی سنت کا ادعا کیا ہوتا اور ترک سنت
کی کراہت وممنوعیت پر اس سے حجت لاتے تو درست ہوتا اس حجت کو دعوے سے کچھ علاقہ نہین ہے پس اسکا
ذکر تمہاری نافہمی صرف ہے اب آپ ہی فرمائے فہمید خوب آپکی ہے یا صاحب انوار کی × بنور طفلی واز نوش نیش بیخبر ست
زعشق ما چہ کہ از حسن خویش بیخبر ست :: اور کیا ضرور تہا کہ تمہا انا ان نصلی فی ھذا المواطن صراحۃً ابن عمر کہدیتے ایک مقصود
چند عبارات سے ادا ہوسکتا ہے جو مفید وقت ہوتا جاتا وہ فرما دیا مقصود حاصل ہوگیا الغرض اسی قسم کے بہت سے
ہذیانات ووسواس بے غایات جامع براہین کے جس سے سراسر بےعلمی ظاہر ہوتی ہے اور بعد تسلیم اس امر کی کہ یہ حدیث مفید
منع زیادت کی ہے ہم کہتے ہین کہ جامع براہین کو یہ خبر نہین کہ بعض امور شرعیہ محدود ومقدر ہین اور بعض غیر محدود
وغیر مقدر محدود ومقدر مین زیادت نقصان جائز نہین اور غیر محدود وغیر مقدر مین زیادت کا جواز ہے چنانچہ تلبیہ مین
اسیواسطے ہمارے علماء زیادت کے جواز کے قائل ہوتے ہین اور امام شافعیؒ اذان والتحیات پر قیاس کرتے ہین
کہ جسطرح اذان وتشہد مین زیادت درست نہین ہے تلبیہ مین بھی درست نہین ہے فی الھدایۃ ولو زاد فیہا جاز خلافاً
للشافعی رح فی روایۃ الربیع رح وھو اعتبرہ بالاذان والتشھد من حیث انہ ذکر منظوم انتہی اور ہمارے علماء حنفیہ
یہی جواب دیتے ہین کہ تشہد حرمت وعزت نماز مین ہے اور نماز مین وہی جائز ہے جو وارد ہے اور وارد کے ساتھ ہی
مقید ہے غیر وارد اوس مین جائز نہین ہے فی فتح القدیر بخلاف التشھد لانہ فی حرمۃ الصلوۃ والصلوۃ
یتقید فیہا بالوارد ولانہا لم یجعل شرعاً حالۃ عدمہا ولذا قلنا یکرہ تکرارہ بعینہ حتی اذا کان التشہد لثنا
قلنا لا تکرہ الزیادۃ بالماثور لانہ اطلق فیہ من قبل الشارع لنظر الی فراغ اعمالہا انتہی اس سے واضح ہے کہ امور
نماز کے اور اذان وتشہد کے اسی قسم کے ہین کہ اُنمین زیادت وکمی جائز نہین ہے اور تلبیہ مین زیادت جائز ہے وہ
اس قسم مین نہین ہے کہ زیادت جائز نہووے رد المحتار مین بھی ہے کہ امور صلوۃ کے امام صاحب کے نزدیک محدود ومحدد
ہین لھذا قال فی السراج ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفاً ویبتدی بحرف قبل حرف قال ابو حنیفۃ ولو نقص من

فتشهد اوزاد فیہ کان مکروھا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا انتہی پس امور شرعیہ کا دو قسم ہونا واضح ہوگیا اور ذکر عطسہ کہ الحمد للہ واسطے عاطس کے محدود و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے ہے کہ زیادت و نقصان کا محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللمعات شرح المشکوۃ تحت الحدیث المعہود انما علمنا فیہما ان نقول الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ سلام فیہ علی انہ ینبغی فی الذکر والدعاء الاقتصار علی الماثور من غیر ان یزاد او ینقص فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما لا یزاد فی الاذان بعد الاذان بعد التہلیل محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیر انتہی پس جب امور شرعیہ دو قسم کے ہوئے کہ ایک میں زیادت درست اور دوسری قسم میں زیادت درست نہیں جو ذکر مخصوص اوسمیں وارد ہو وہی درست ہے اور مقام عطسہ بھی اونہیں امور محدود و محصور میں سے ہے تو اس حدیث عطسہ سے استدلال کراہت محفل پر پکڑنا نہایت درجہ کی بیعلمی و نافہمی ہے کیونکہ محفل میلاد میں کسی امر محدود و محصور شرعی کا ثبوت اول ہو لیا ہوتا اور اُسپر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد میں تو کوئی امر محصور و محدود موجود ہی نہیں ہے کہ اوس پر زیادت ممنوع ہووے اگر کسی وہابیکو ادعا ہے کہ فلان امر اس موقع محفل میلاد شریف میں بفرمان شارع علیہ السلام محصور و محدود معین ہے کہ زیادت اوسپر جائز نہیں تو ثابت کرے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ کا مصداق یہ فرقہ وہابیہ ہے اور اس محفل میلاد شریف میں تقیید ہرگز نہیں ہے فقط اپنی جہالت و عدم اطلاع سے اوپر معنے و ماہیت تقیید کے کوئی تقیید مطلق بتاوے تو اوسکو اپنی جہل مرکب پر رونا چاہیے انشاء اللہ اقوال آیندہ میں حال تقیید مطلق کا بھی آتا ہے جس سے بیعلمی جامع براہین کی واضح ہوجاویگی کہ اوس بھلے آدمی کو معنی تقیید مطلق سے بالکل خبر نہیں ہے اور کسی اہل علم سے تقیید مطلق کے معنے اوس نے سنے ہی نہیں ہیں فقط لفظ سُن بھاگا ہے الغرض اس جامع براہین نے قبل بیان اُسکی کے قیاس جلال الدین و ابن حجر کا دونوں اصلوں پر باطل ہے اس قسم کی ہذیانات فاسدہ لکھکر لینے نامہ اعمال سیاہ کئے ہیں اور اپنی بیعلمی و نافہمی کا اظہار اوسکا اوپر بخوبی کردیا ہے اور دیکھو اپنے مطلب فاسد کی ثابت کرنیکو عبارت حسن المقصد جلال الدین سیوطی کے جو یہ ہے وان لم یرد فیہ نص ففیہ القیاس علی الاصلین جامع براہین نے بدلدیا ہے باین طور کہ ولیس فیہ نص ولکن فیہ قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ نص و اجماع بلکہ ہر سہ حجت کا سیوطی نے صاف انکار کیا اور اور جامع براہین صاف فرماتے ہیں کہ اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی کیا ضرورت جامع براہین کو یہ خیال نہیں کہ قطع بحث کیواسطے سند اجماع کے اظہار کا قصد سیوطی نے کیا ہو اسواسطے قیاس کی ضرورت جانی ہو فلا بد لرفع ھذا الاحتمال من دلیل اس سے انکار اجماع جاننا جامع براہین کی فہم پر ڈالا ہے پھر جو عبارت نور الانوار اس بارہ میں بحث کی

کہ اجماع کیواسطے اتفاق مجتہدین صالحین چاہیئے اور منار کی عبارت لکہی کہ شرط اجتماع کل کا ہی اور خلاف واحد مانند خلاف اکثر کے ہی یہ بھی عدم علمی پر دال ہے اسواسطے کہ عبارت نور الانوار و منار سے یہ واضح نہین ہے کہ بلا دلیل والے لوگ دبا دلیل والے سب کا اتفاق ہووے تو اجماع ہے ورنہ نہین اور خلاف دلیل اجتہادی و بلادلیل فقط عدم علم کے سبب ہے اور توہمات کے باعث سے بہی کوئی خلاف کرے تو اجماع کا تحقق نہین ہو سکتا ہے یہ او پر علم اصول سے معلوم ہوچکا ہی کہ خلاف جو مضر اجماع ہی وہ بہی جو دلیل اجتہادی سے ہووے اور عدم علم وانحصار بدعت کی ابت وحرمت مین شرعًا وعقلًا کوئی دلیل نہین ہے اور فاکہانیکا انکار ایسا ہی بلا دلیل ہے پس وہ ہرگز مضر اجماع کو نہین مگر یہ بات پڑہا ہوا آدمی وصحبت یافتہ علماء جانے جامع براہین جیسے کیا جانے اور گنگوہی ہر قرن مین علماء کا خلاف کرنا بیان کرتا ہے اگر یہہ دعوے سچا ہے تو زمانہ فاکہانی سے آجتک ہر قرن مین خلاف کرنیوالونکا نام اور انکے ادلہ شرعیہ جنکی سبب سے اونہون نے خلاف کیا ہی بیان کرے اور انکا لایق خلاف کرنیکی ہونا ثابت کرے ورنہ جسطرح جامع براہین نے بیچ صفحہ ۱۴۹ صاحب انوار ساطعہ کے حق مین لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکہا ہے اوسکا مرجع اپنے کو جانے اور جسطرح نذیر حسین غیر مقلد دہلوی نے معیار مین لکہا ہی کہ اجماع کی سند معلوم ہونا چاہیئے ورنہ اجماع باطل ہے ہی وہی یہ گنگوہی صاحب بھی فرماتے ہین اور عبارت تلویح وتوضیح دونون مین خیانت کر کے آخر سے اوڑا کے لکہتے ہین (اور پہر سند اجماع کی بھی ضروری ہے علی المختار قال فی التوضیح وسند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا والجمہور علی انہ لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل خطاء انتہی من تلویح) یہ عبارت جامع براہین صاحب کی ہے اس سے انکی اگر یہ غرض ہی کہ سند اجماع کی ہمکو معلوم ہونا ضروری ہی ورنہ اجماع باطل ہے پس توف داوسکا اظہر من الشمس ہے کہ اسواسطے ہر کس و ناکس کو سند اجماع کی معلوم ہونا ضرور نہین فقط مجمعین کو معلوم ہونا چاہیئے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع مین ضرور ہوتی ہی تو یہ آپکو اس محل مین مفید نہین اور نہ کسی کو مضر ہے پس ذکر اوس کا لغو بیفائدہ ہے اور سند موقوف علیہ اجماع کے بایںطور کہ سند نہووے تو اجماع لذاتہ حجت نہووے ہرگز نہین ہی بلکہ اجماع لذاتہ حجت ہی توضیح وتلویح مین اسہی عبارت کی ساتھہ یہ موجود ہے جامع براہین نے وہ عبارت نقل نہین کی ہی اور خیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی یہ ہی واما الخامس ففی السند والناقل بجواز ان یکون سند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا وعند البعض لابد من قطعی فلنا انکر ان الاجماع لغو اح وکون حجۃ لیس من قبل دلیلہ بل بعینہ کرامۃ لہذہ الامۃ انتہی اس عبارت توضیح مین لفظ یجوز ان یکون کے لفظ کو اول سے جامع براہین نے اوڑا دیا کہ اسکی مدعی کے خلاف تہا اسنے سند کی ضروری ہونیکا دعوی کیا اور لفظ مذکور جواز پر دال ہے اور لفظ عندنا سے لیکر آخر تک تمام عبارتکو اوڑا دیا جس سے ثابت ہی کہ اجماع حجت دلیل و سند کے سبب سے نہین بلکہ بعینہ واسطے اکرام اسکی حجت ہے بلکہ جامع براہین نے اپنا مسمتا کا

قاطع ہی اسمین یہ عبارت جامع براہین نے کی اور تلویح کی بہت سی عبارت آخر سے کاٹ ڈالی چونکہ قطعاً و قاطبۃً اوسکی حق مین سم قاتل تھی اور آخر تلویح کی عبارت یہ ہی وجوابہ ان کون الاجماع حجۃ لیس مبنیا علی دلیلہ ای سندہ بل ہو حجۃ لذاتہ کرامۃ لہذہ الامۃ واستدامۃ لاحکام الشرع انتہی اس عبارت تلویح سے بھی واضح ہی کہ اجماع لذاتہ ہی حجت ہے مبنی سند پر نہین ہی صاحب انوار ساطعہ نے فقط اس سبب سے کہ جامع براہین کی زعم مین ترجمہ بعض عبارت شیخ کا نہین لکھا تھا اردو مین اور پوری عبارت نقل کردی تھی صفحہ ۱۱ براہین مین یہ مصرع **چہ دلا ورست دزدے کہ بکف چراغ دارد** لکھدیا اب منصفین انصاف کرین کہ دزدی و خیانت یہ ہی کہ گنگوہی جامع براہین نے عبارت توضیح و تلویح مخالف اپنی مقصود کو اوڑا دیا ہی یا وہ جو صاحب انوار نے کیا ہی شاید جامع براہین کے نزدیک عبارت مین دزدی و درست اور خیانت عبارت کی جائز ہی اور ترجمہ نکرنا درست نہین ہے یہ بھی کسی شرع جدید وہابیہ مین لکھا ہوگا نعوذ باللہ من ہذہ المخادعۃ والضلالۃ بعد ان واہیات و خرافات کی اس درطۂ ظلما سوادبی و جہل مرکب مین جامع براہین آنکر گرا کہ وہ اصلین کہ وہ دو حدیثین ہین جو ابن حجر و جلال الدین سیوطی نے استحباب محفل میلاد شریف کی نکالی ہین صفحہ ۱۶۱ براہین گنگوہی و جیلہ نے کہا کہ (وہ دونون اصل فاسد بھی ہین) اور کہا کہ (مگر حق یہ ہی یہان قیاس بھی صحیح نہین ہے اسواسطے کہ منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہی کہ فرع مین کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی نص موجود ہوگی تو قیاس باطل ہوجاویگا اور یہ بھی شرط ہی کہ قیاس فرع مین حکم نص کو متغیر نکرے اعنی مطلق مقید مثلاً قال فی التوضیح ولا یصح القیاس ان کان فی الفرع نص لانہ ان کان موافقا للنص فلا حاجۃ الیہ وان کان مخالفا یبطل وان لا یغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ قیاسا علی الکسوۃ لانہما تغیر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسا علی کفارۃ القتل مخالف اطلاق النص انتہی ما تفوہ گنگوہی اب منصفین کو غور کرنا چاہیے کہ چھوٹا منہ بڑی بات جامع براہین جس کا علم و امانت کا حال اوپر کچھ معلوم ہوگیا اور فہم کا حال کھلگیا وہ متبحرین و محققین کے قیاسکو باطل کرے اور اصل انکی فاسد بتاوے یہان وہ جو اوپر ہمنے لکھا ہے اور اوسکا لکھا ہوا اسی پر منقلب کیا ہی یعنی ع طہور حشر نہو کیونکہ کلمڑے گنجے :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے :: اس پر کیونکر صادق نہووے اب گنگوہی کے فہم کو اور علم کو یہان بھی معلوم کرنا چاہیے توضیح کی عبارت تو نقل کردی لکن اوس سے کچھ بحث نہین کہ یہ اس محل مین منطبق ہی یا نہین پس جاننا چاہیے کہ توضیح کی عبارت کا جو مطلب ہی وہ تو درست و بجا ہے لکن وہ مطلب قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر پر مستقیم نہین ہے جس سے ابطال قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر لازم آوے اس لیئے کہ صاحب توضیح اوس قیاس کو باطل فرماتے ہین جو مخالف نص ہووے یا حکم نص کو متغیر کردے جسکو نص اول

اصول نے لکہا ہے اور وہی مراد صاحب توضیح کی اس محل میں ہے وہ نص اس محل میں موجود نہیں ہے کہ قیاس جلال الدین
و ابن حجر اوس سے مخالف ہوکر اور اوسکے حکم کا مغیر ہوکر باطل ہو جاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ تمام اہل اصول
اوس لفظ کو نص کہتے ہیں کہ اوسکی مراد نفس صیغہ سے ظاہر ہووے اور اوسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
قال فی الحسامی الظاہر ہو ما ظہر المراد منہ بنفس الصیغۃ والنص فہو ما ازداد وضوحا علی الظاہر بمعنی
فی المتکلم نحو قولہ تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیۃ فانہ ظاہر فی الاطلاق نص فی بیان العدد لانہ
سیق الکلام لاجلہ انتہی وقال فی التوضیح اللفظ اذا ظہر منہ المراد یسمی ظاہرا بالنسبۃ الیہ ثم زاد الوضوح
بان سیق الکلام لہ یسمی نصا انتہی اور یہ ظہور مراد کا نفس صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہے کہ جسوقت
عارف باللسان لفظ سنے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتھہ نہیں ہے چنانچہ کتب
فن سے ماہر پر واضح ہے اور باوجود ایسے ظہور مراد کے متکلم نے اوسہی مراد ظاہر کیواسطے اونکا سوق بھی کیا ہوا
ہووے اور یہ امر بدیہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہیں کہ جس سے کہ محفل میلاد کی ممانعت ثابت ہووے
کہ قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص صریح الدلالہ وسوق لاجل ممانعت محفل
میلاد کے مخالف و مضاد ہو اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہووے اور قیاس مقید
مطلق ٹھہرا کر مغیر نص جانکر فاسد قرار دیا جاوے اور جسکو یہ جامع براہین نص بتاتا ہے اپنے زعم فاسد سے اوسپر تعریف
نص کی ہرگز صادق نہیں ہے اور جسقدر امثلہ نصوص کے علماء نے ذکر کئیے ہیں اونکے موافق قرار داد جامع براہین نص
ہرگز نہیں ہے وہ تمام امثلہ ایسی ہی ہیں کہ صراحۃ اونسے مقصود واضح اور مراد لائح وسوق لاجلہ ہیں ہر عارف باللسان
اونکی مراد ظاہر سے جانتا ہے توضیح کی عبارت منقولہ جامع براہین میں قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
کہ کھانا کھلانا دس مساکین کو مراد ہے صراحۃ لفظ سے ثابت ہے اسیغرض کیواسطے اوسکو خداتعالی نے بیان فرمایا ہے
اور تحریر رقبہ سے مراد آزادی غلام کی ہے ایمان والا ہو یا نہو اور قولہ مثنی وثلاث ورباع سے مراد اعداد ہیں اور
اور احل اللہ البیع وحرم الربو جواب میں کفار کے ہے جو انما البیع مثل الربو کہتے ہیں جس سے مراد ظاہر ہے اور
سوق لاجلہ واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم بیع و ربوا کے یہ قول باریتعالی نے فرمایا ہے وعلی ہذا القیاس
تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہیں کہ ایسی دلالت ظاہری بہ نسبت عارف باللسان اونمیں موجود ہے اور سوق
متکلم نے اوسہی مراد ظاہری کیواسطے کیا ہے اب منصفین غور کریں اول و آخر جو کچھ یہ گنگوہی پیش کرتا ہے اور انکو نصوص
بتاتا ہے وہ ایسے کہاں ہیں پس کوئی عاقل و عالم انکو نصوص منزلہ حق محفل میلاد شریف میں نہیں کہہ سکتا ہے
گنگوہی اور اتباع اوسکے نصوص اونکو محفل میلاد کے حق میں بناویں اپنی بےعلمی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنی طالب

علم جسمین ناشی بڑی ہوگی وہ بھی ہرگز انکو نصوص فی حق محفل المولد نہین تسلیم کریگا اور انکا نہ کہیگا اور ثبوت مطلق ذکر آن
حضرت صلعم کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہین کہ وہ آیت نص مصطلح اہل اصول ہوجاوے جو کہ
مراد عبارت توضیح وغیرہ ہے کہ جس سے مخالفت وتغیر حکم سے قیاس کا باطل وغیر مقبول ہونا بتایا ہے صاحب توضیح وغیرہ نے
پس جب کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تغیر قیاس سے بسبب عدم وجود نص ثابت نہین ہے تو موافق عبارت توضیح بطلان
قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہین ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براہین کا یہ ہذیان ہے (پس اب سنو کہ سابقاً
محقق ہوچکا کہ احادیث سے ثابت ہولیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغیر حکم شرع کا ہے اور اوسپر اجماع
تمام امت کا ہے اور شرح منیہ سے بہی اوسکو خوب واضح اسیواسطے لکہا تہا اور ذکر فخر عالم اور شکر آپکے وجود کا
نصوص مین مطلق وارد ہوا ہے مثلاً قولہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث الآیۃ واشکروا نعمۃ اللہ الآیۃ پس
مطلق النصوص ندب ذکر فخر عالم کو قیاس سے مقید کسی ہیئت مین کرنا کسطرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے
ہے اور مغیر حکم نص کو پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہین ہوسکتا ہے اور حسب قاعدہ اصول شرع کے یہ قیاس باطل ہے
کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہے) کہتا ہون مین کہ یہہ سراسر سودائی خام واثر سرسام بدانجام ہے یہ مسلم ہی کہ مطلق
کو مقید کرنا ممنوع لیکن یہہ کلیۃً مسلم نہین ہے کہ تقیید بدون واجب جاننے کی بہی اور اُسکی تاثیر ملنے کی بھی جائز نہووے
چنانچہ اقوال آیندہ مین انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوجائیگا اور عدم تقیید مطلق پر اجماع بتانا ہی سراسر جہالت ہے بعض
مواضع مین تقیید مطلق وحمل مطلق پر مقید امام شافعی صاحب کا مذہب ہے چنانچہ عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر اجماع
کہان ہے آپکو یہ بھی نہین خبر کہ اجماع کس چیز کا نام ہے پس یہ کلام ناشی ہے فرط جہالت یا قلت تدبر سے اور جو
کچھہ شرح منیہ سے لکہا ہے اوسکا بھی حال معلوم ہوجاویگا اور انشاء اللہ تعالیٰ حق و باطل کہلجاویگا اور آیت اما بنعمۃ
اور آیت واشکروا سے ابہاماً واجمالاً وعموماً نہ تنقیصاً وتصریحاً تحقیقاً ذکر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر آپکے
وجود باجود کا ثبوت مفہوم ہے ایسی آیات کو نصوص کہنا اہل اصول کے نزدیک مستقیم نہین عارف باللسان ذکر
میلاد کا ظہور وسوق لاجلہ یعنے بطور نص اس قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہین کرتا ہے پس انکو نصوص مصطلحہ
بتانا صرف جہل مرکب ہے اور یہ ایہام واجمال مانع وغیر مجوز اظہار سرور مخصوص بایام معہودہ جو قیاس سے جلال الدین
سیوطی وابن حجر ودیگر علماء ثابت کرتے ہین ہرگز نہین ہے اور یہ بھی جہالت محض ہے کہ ان آیات کو نصوص ندب کہا
جس سے واضح ہے کہ شکر نعمت واجب نہین ہے ندب ہے اور اس صفحہ سے دوسرے صفحہ ۱۶۲ مین آیت لقد من اللہ
علی المومنین وقولہ تعالیٰ واشکروا نعمۃ اللہ کو ذکر کیا اور شکر کو واجب کہا ہے یہ تناقض صرف ہے جو دال جہالت
ہے ایسے صریح خرافات جہالت وحماقت سے قیاس علماء کو باطل بتانا ہے شرم وحیا اوسکو نہین جو منہ مین آتا ہے وہ کہتا ہے

اتنی تمیز وفہم بیچاریکو کہان ہی جو سمجھے کہ یہان قیاس سے کوئی مطلق مقید نہین ہوا ہے اول بیان نصوص بالمعنی المذکور نہین ہی کہ انکی اطلاق کا مقید ہونا جو یہ بتاتا ہی وہ ثابت ہووے دوسرے بعد تسلیم وجود نصوص کے قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر ودیگر علماء سے تقیید مطلق جو ممنوع ہے لازم نہین آتی کیونکہ تقیید من حیث ہو ہو مقتضی ہوتی ہی ایجاب شیئی زائد کو مطلق پر قال سلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم ان التقیید من حیث ھو ھو یقتضی ایجاب زائد علی المطلق انتہے وقال قبل ورقۃ فی ذلک الکتاب وان کانا مثبتین فان وردا معًا والسبب واحد حمل المطلق علیہ ای یراد بالمطلق المقید ضرورۃ ان السبب الواحد لا یوجب المتنافیین من الاطلاق والتقیید فی وقت واحد ولو لم یحمل یلزم ذلک والمعیۃ قرینۃ البیان کما فی التخصیص وفیہ اشارۃ الی ان الحمل انما ھو اذا کان الحکم الایجاب دون الندب والاباحۃ اذ لا تمانع فی اباحۃ المطلق والمقید بخلاف الایجاب فان الایجاب المقید یقتضی ثبوت المواخذۃ بترک القید وایجاب المطلق اجزاء مطلقا انتہی وقال فی التلویح اذ لو حمل المطلق علی المقید یلزم ابطال المطلق لانہ یدل علی اجزاء المقید وغیر المقید وفی الحمل علی المقید ابطال للامر الثانی انتہے اول عبارت سے واضح ہی کہ تقیید مطلق کی ایجاب زائد کو مقتضی ہے دوسری عبارت سے لائح ہی کہ مطلق مقید دونون مثبت ومعًا وارد ہون اور سبب بھی واحد ہو تو مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متنافیین یعنے اطلاق وتقیید دونون کو ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اور اس قول مین کہ متنافیین کو سبب واحد ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اشارہ اس طرف ہی کہ حکم ایجاب ہو تو مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ مین ہوگا اور ندب واباحت مین یہ نہین ہی کہ مطلق سے مقید مراد ہو اور حمل مطلق کا مقید پر ہو کیونکہ ممانعت وتمانع اباحت مقید مطلق مین نہین ہی یعنے مطلق اور مقید دونون مباح ہون تو اسمین تمانع نہین اور دونونکی اباحت کی حالت مین مطلق کو مقید پر حمل کرنا نہین ہی اور عبارت تلویح سے ظاہر ہی کہ حمل مطلق کا مقید پر کرنیسی بطلان مطلق کا لازم آتا ہی کیونکہ مطلق دال ہے اس پر کہ مقید وغیر مقید دونون کافی ہوتا ہی اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہونیکو باطل کرتا ہی پس قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر کسی صفت وہیئت کا واجب ہونا ثابت نہین کرتی ہی جو مقتضی تقیید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے او سپر صادق آوے اور قیاس تقیید مطلق کہا جاوے جب اقتضاء تقیید یہان موجود نہین تو یہ قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہین ہی اور یہ قیاس واسطے اثبات اباحت وندب محفل کے ہی نہ واسطے اثبات ایجاب کسی صفت وہیئت محفل کی تا بس تقیید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یہان نہین ہے اور دوسری عبارت سلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم سے مفہوم ہی کہ اباحت مطلق ومقید کے درمیان تمانع نہین ہی یعنے مطلق ومقید دونون جائز ہون نہین کچھ تنافی وتمانع نہین ہے پس قیاس سے جو جواز واباحت وندب ثابت ہوا تو رافع ومانع ومخالف مطلق کے نہوا پس بطلان قیاس ہرگز نہین ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہوچکا ہی کہ مطلق کو مقید

کر نیسے ابطال غیر مقید کا ہوتا ہی اور مطلق سے مقید و غیر مقید دونو نکا کافی ہونا ثابت ہوتا ہی اور قیاس جلال الدین سیوطے
و ابن حجر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقید جائز ہی اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مقید ہرگز مفہوم نہین ہی پس تقید مطلق
جو مقتضی ابطال غیر مقید کو ہی قیاس سے لازم نہین آتی ہی پس قیاس مذکور سے تقید مطلق کا گمان کرنا سراسر نافہمی ہے
الغرض تقید مطلق و تغیر حکم نص اُسوقت ہوتا ہی کہ قید شرط جواز قرار دیجاوے اور موقوف علیہ جواز کا مانی جاوے کہ قید پائی
جاویگی تو جواز پایا جاویگا اور قید نہوگی تو جواز نہوگا جامع براہین نے جو عبارت توضیح کی نقل کی ہے اُس سے یہی واضح
ہی کہ قید کا موقوف علیہ و شرط قرار دینا مطلق مین صحیح نہین ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہین وان لایغیر القیاس
حکم ہذا ہو الشرط الرابع فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ الخ یعنے تغیر دینا قیاس کا حکم نص کو نا جائز ہی اسی پر
یہ متفرع ہی کہ تملیک طعام کفارہ مین شرط کرنا کپڑے پر قیاس کر کے صحیح نہین ہی اور اسیطرح کفارہ یمین مین جو غلام
آزاد کیا جاوے اوسکے مؤمن ہونیکو شرط کرنا صحیح نہین ہے دیکھو توضیح مین شرط کرنا تملیک طعام و ایمان کا غیر
صحیح کہنا ہی اور شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اوسکے مشروط جائز نہین ہوتا ہی یہ تقید مطلق و مغیر حکم
نص ہے اگر قیاس سے جلال الدین سیوطے و ابن حجر نے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے واسطے
ہیہات مخصوصہ شرط ہین اور بدون ہیہات مخصوصہ کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے مشروط اس تقدیر پر نہونا
ہی جائز نہین ہے تو تقید مطلق و تغیر حکم نص مطلق ہوتا اور جب قیاس سے شرط و موقوف علیہ ہونا ثابت نکیا تو
تقید مطلق و تغیر حکم جو توضیح کی عبارت سے واضح ہرگز نہین ہے اور قیاس سے استحباب کا ثابت کرنا مبطل مطلق کا نہین ہے
اور یہ تقید مطلق نہین ہی کیونکہ اوپر عبارت تلویح سے واضح ہی ہوگیا کہ مقید مبطل مطلق ہوتا ہی پس واضح ہی کہ جو مقید مبطل
غیر مقید کا نہین ہی وہ مقید ہی نہین ہی اور استحباب کے ثبوت سے مطلق مرتفع و باطل نہین ہوتا ہی پس اثبات استحباب
سے تقید مطلق لازم نہین آتی ہی بلکہ افادہ استحباب قید و فضل قید کرے تو مقید عزیمت ہی اور مطلق رخصت ہی تلویح
مین بیچ بحث مطلق کے ہی فان قیل حکم المقید یفہم من المطلق لو لم یحمل علیہ یلزم الغاء المقید اجیب بانہ
یفید استحباب القید و فضلہ و انہ عزیمۃ و المطلق رخصۃ ونحو ذلک و بالجملۃ ہو اولی من ابطال حکم
الاطلاق انتہی اسیقدر بیان سے خوب واضح ہی کہ قیاس امام جلال الدین سیوطے و ابن حجر بطلان فساد سے سالم
ہی اور عبارت توضیح سے ہرگز اوسکا رد نہین ہوتا ہی اگر جامع براہین کے فہم مین عبارت توضیح آئی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
جو بالکل صورت ہذا کے رد کرتی ہی کہ تغیر و تقید مطلق جو مبطل قیاس سے ہی وہ ہی جس سے قید کا شرط ہونا ثابت ہووے اور
وہ یہان مفقود ہی پیش نکرتا اور عار جاہلیت کی ظہور کی اپنے اوپر نہ لیتا جس جس مقام پر اس کتاب میں جامع
براہین نے قیاس مذکور کو باطل و خلاف یا کسی امر کو امور متنازع فیہا سے مقید مطلق قرار دیا تمام کا جواب بیان ہوگیا ہے

اور مولوی احمد علی سہارنپوری کی عبارت مین جو کچھ تقریر واقع ہوئی ہی اور مجلس میلاد شریف کو اسمین تقیید مطلق کی زعم
سے مکروہ وناجائز وبدعت قرار دیا ہی اوسکا بطلان بھی ظاہر ہوگیا ان حضرات کو علم اصول سے کچھ خبر نہین ہی تقیید مطلق کی حقیقت
سے بالکل واقف نہین انکی غرض یہہ ہی کہ ہیئت مذکورہ مجلس میلاد کا عدم ضروری ہی جواز انکیواسطے اور انکو اتنا خیال نہین کہ عدم
ہیئت کا ضروری جاننا جواز مجلس کیواسطے اور بدون اس ہیئت مروجہ کے جائز کہنا اور ساتھ ہیئت کے نکہنا یہی تقیید مطلق ہی
یہان عدم ہیئت مذکور کو یہہ لوگ شرط جواز زعم کرتی ہین یہان انکی قول پر تقیید مطلق صادق آتی ہی اور یہ تقیید مطلق
ایسی ہی کہ سوائی زعم فاسد انکی کے کوئی دلیل یقینی وظنی وقوی وضعیف اس پر موجود نہین ہی جامع براہین وہم مشرب
گنگوہی کو مطلق ومقید کے معانی سے خبر ہوتی تو ایسے کلمات نکرتے خود کی تقیید مطلق کو فراموش نکرتے اور علمائے پر بہتان
تقیید مطلق کا نہ لگاتے اور ایسے انگہڑ باتین نکرتے کفارہ یمین مین رقبہ مؤمنہ وکافرہ دونونکی آزادی کو علمائے حنفیہ جائز فرماتی ہین
اور اسکو تقیید مطلق نہین جانتی اسیواسطے کہ اسمین ابطال جواز رقبہ کافرہ کا نہین ہے ہان اسکو تقیید مطلق جانتے ہین کہ فقط
رقبہ مؤمنہ کافی جانا جاوے اور کافرہ کو کافی نجانا جاوے یعنے ان دونون فردون مؤمنہ وکافرہ مین سے ایک فرد
یعنی مؤمنہ مین کفایت کو منحصر کرنا جسطرح شافعیہ کرتی ہین ممنوع جانتی ہین پس جو شخص مطلق کو ایک فرد مین منحصر کرے اور دیگر
افراد کو غیر جائز جانی تو اوسنے تقیید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہی وہ مطلق کو مقید کرنیوالا علما کے ہرگز نزدیک نہین ہے بلکہ
ہم اہل سنت وجماعت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کو منحصر کسی فرد مین نہین کرتے اور آجتک کسی نے ہم مین سے یہ نہین کہا
کہ ہیئت مخصوصہ مروجہ ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت صلعم جائز ہی اور بدون ہیئت مذکور کے درست نہین ہی اور ہیئت کو
مستحب کہنی سے ہرگز عدم جواز لازم نہین آتا ہی اور وہابیہ لوگ بدون ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہین اور ساتھ
ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہین ہین بلکہ غیر جائز کہتی ہین اور حال آنکہ مع ہیئت بھی فرد مطلق کا ہی پس وہابیہ نے
ایک فرد مین انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی تقیید مطلق کی ہوئی اسکو ادنی فہم والا بھی جانتا ہی اور یہ
بزرگ تو فقط تقیید مطلق کا نام سن بیٹھی ہین مگر جانتی نہین کہ یہ نام کس جانور کا ہی اور اس جہل مرکب پر تمام اہل سنت سے لڑتی ہین جنکو مستعد
ہین تحریر دیکھو تو ایک مجذوب کی بڑ ہی جس صفحہ قرطاس کو نقش لست کردیا ہی پھر اوسمین سرقات گوناگون اور تلبیسات بوقلمون بہت بڑی دلیل انکی
بزرگی کی ہی پس مولوی احمد علی سہارنپوری وگنگوہی ودیگر منکرین جو ہم پر حجت لاتی ہین وہ انھین پر ہی نہ ہم پہ اہل فہم خوب
جانتی ہین نادان مجبور ومعذور ہین امام جلال الدین وابن حجر کی قیاس کے ابطلان وفساد کی ثبوت مین جو کچھ اپنی
نافہمی وبیعلمی جامع براہین نے ظاہر کی اوسکا تو حال معلوم ہو چکا اب جو کچھ بدزبانی جامع براہین نے دونون اماموں کی دو اصلکی
رد کرتی مین صادر ہوا ہی اوسکو معلوم کرنا چاہیے اور اوسکی فہم فراست پر نفرین کرنا چاہیے جلال الدین سیوطی رحمہ نے
اصل مولد کے حدیث انس مروی بیہقی کی فرمائی اوس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تہا باوجودیکہ وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم کا عقیقہ عبد المطلب نے ساتوین دن
پیدائش سے کردیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہین کیا جاتا ہی پس یہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلعم کا واسطے شکر اوس امر کے تہا
کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعالمین پیدا کیا ہی اور یہ تشریع واسطے امت کے ہی جسطرح درود اپنے نفس پر آنحضرت
صلعم پڑہتے تھے پس ہمکو اظہار شکر پیدائش باجتماع اخوان واطعام طعام ونحو ذلک من القربات واظہار مسرات مستحب ہوا
جلال الدین کے کلام کا یہ مضمون ہی جامع براہین گنگوہی کا چھوٹا منہ بڑی بات وہذیانات ومزخرفات اوسکے اوس جگہ یہ ہین صفحہ ۱۶۲
مین کہا اوسمین ذبح کا ذکر ہی تاریخ واجتماع واطعام کا اسمین ذکر نہین ہی پس باقی قیود سب کے سبب اونکی نزدیک بھی یعنے
جلال الدین کے اصل بدعت وکراہت وحرمت وانکار پر باقی ہین انتہی گنگوہی کی خوب عقل ہے اتنی فہم نہین کہ جب عقیقہ کا
ثبوت ہوا تو عقیقہ مین اجتماع اخوان واطعام ہوتا ہے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور تاریخ کے سبب سے کسی نے انکار کیا ہوتا تو
جلال الدین رحہ اوسکا جواب بھی دیتے انکو وہابیہ طاغیہ نافہم کی خبر نہین تھی کہ وہ تاریخ معین مین کرنا بھی موجب کراہت وحرمت گمان
کرینگے پھر اوسکے بعد جامع براہین گنگوہی نے وہی رونا رویا کہ یہ تقیید مطلق ہی جسکا بطلان اب ہی معلوم ہوگیا حاجت اعادہ نہین
اور تشبیہ کفار کا اور مذاہب فسقہ کا اتہام مومنین پر لگایا اور روشنی کا اسراف بتاتا ہی یہ اقوال بلا دلیل موجب بدظنی باوجود
امکان حمل نیک کے کہنا قائل کو مخالف قرآن بتاتے ہین اور فسق مین ڈالتے ہین ابی بلا دوسرون پر گنگوہی کیون ڈالتا ہے
یہ کہنا کہ بہرحال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہین ہوتی ہی پس قیاس اس سے کرنا بہی لائق اعتماد کی نہوگا یہ سراسر بے علمی ہے کیونکہ
جلال الدین سیوطی محدث مشہور وامام وشیخ فن ہے اوسکا حجت حدیث سے پکڑنا اوسکے نزدیک صحت حدیث پر دال ہے جلال الدین
سیوطی رح کی کتاب موضوعات دیکھو بہت سی احادیث جو دوسرون کے نزدیک موضوع وضعیف ہین اونکا ثبوت دیگر طرق غیر
مخدوشہ سے دیکر قابل حجت ہونا ثابت کردیا ہی اور یہ کیونکر ممکن ہی کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نہووے اور جلال الدین
اوس سے حجت پکڑے پس دوسرونکا ضعیف کہدینا جلال الدین پر حجت نہین ہی اور اجماع ہی صحت حدیث واضح ہی پس حدیث کا ضعف مسلم نہین ہے
اور جلال الدین کی تصانیف غیر عدیدہ ہین کسی نہ کسی مین ہو سکتا ہی کہ اس حدیث کو قابل حجت ہونا بیان کیا ہووے اور اگر حدیث
ضعیف کے موجب عمل نہونیسے یہ مراد ہی کہ واجب ہونا عمل کا اوس سے ثابت نہین ہوتا ہی تو مسلم ہی لکن جلال الدین نے استحباب
حدیث سے ثابت کیا ہی وجوب ثابت نہین کیا ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ کوئی عمل کسیطرح یعنے اباحت واستحباب کے طور پر بھی ثابت نہین
ہوتا ہی تو یہ غلط ہی اور ناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی قول بدیع کتاب علامہ سخاوی مین ہی وعن احمد انہ یعمل بہ
اذا لم یوجد غیرہ وفی روایۃ عنہ ضعیف الحدیث عندنا احب من رای الرجال وذکر ابن حزم الاجماع علی ان
مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الوای والقیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ انتہی وفی خاتمۃ مجمع البحار
قیل کان مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ وکذا ابوداؤد وکان یخرج الضعیف اذا لم یجد

فی اللباب غیرہ وموجہ علی الرای انتہی ان عبارات سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہی جامع براہین گنگوہی کا ثبت
عمل نکہنا سراسر غلط ہی اس شخص کو کچہہ خوف خدا تعالی کا نہین اس نے اپنے زبان کو ہی حکم الہی گمان کرلیا ہی جو زبان پر آجاتا ہی
وہی مسئلہ شرعیہ قرار دیدیتا ہی نعوذ باللہ من ذلک اور حالانکہ عبارات کتب متداولہ تک کے سمجہنے کی لیاقت واستعداد نہین ہی
جامع براہین کو دیکہو اور یہ اعتراض جلال الدین سیوطی پر دیکہو کہ عقیقہ کے معنی لغوی وشرعی دونونکو سیوطی نے ترک کرکے ایک معنی
مجازی لئے کہ دم شکریہ کا ہی سو بلادلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہین ہوسکتا ہی اب وہی شعر گنگوہی
گنجی کا یہان صادق ہے بلکہ حق بہ ہے **بیت** شیران حق کے سامنے روباہ بی ثبات ÷ میدان معرکہ مین رکہی کیا لیک کے پاؤن
اور بعد تسلیم معنی مجازی لینے عقیقہ کے ہم کہتے ہین معنے مجازی لینے مین درصورت تعذر حقیقت کے کوئی محذور عقلی و شرعی
وغیرہ نہین ہی اور سیوطی نے تعذر معنے حقیقی کی ثبوت کیواسطے یہ کہا ہی کہ اعادہ عقیقہ کا نہین ہوتا ہی یعنے اعادہ عقیقہ متعذر
شرعی ہوا تو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت تعذر معنے حقیقی مین مجازی معنے مراد ہونا قرآن وحدیث و کلام
فصحاء مین شایع وذائع ہی گنگوہی معنی مجازی لینے کو قبیح جانتا ہی تو قران وحدیث کے معنے مجازیکو بھی قبیح جانکر اپنی
ہمدانی ونادانی لوگونمین بخوبی ظاہر کردی اور جلال الدین سیوطی رح نے جب تعذر معنی حقیقی کے وجہ گذاری تو بلادلیل معنی مجازی
محض احتمال سے نہین لیئے پس اعتراض گنگوہی کا بہی جلال الدین سیوطی پر بسبب اسکی ہی کہ کلام جلال الدین کو ہرگز گنگوہی
نہین سمجہا ہے **چوتھا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیوطی پر وہی صدا پرانی بڑنگی ہی کہ مطلق کا مقید کرنا ہے
جسکا ابطال ہم اول بیان کرچکے ہین کہ بدون ابطال غیر مقید کی تقیید مطلق نہین ہی پس یہ چوتھا اعتراض جہلکا
بہی ساقط ہوگیا **پانچوان** اعتراض نافہمی کا یہ ہی کہ حدیث عقیقہ سے تاریخ وماہ واطعام وسرور واجتماع ثابت نہین
اور صحابہ اور تابعین نے یہ عمل کیون نہین کیا اور ان قرونمین کیون متروک ہوا اور انقرونمین متروک ہونا دلیل
اسکی ہی کہ اسکی کچہہ اصل بہی نہین ہی اور فاکہانیکا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ وہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی رفع ہوا
اور کوئی امر قیاس سے ثابت نہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہے فاکہانیکا اعتراض قائم و سیوطی کا قیاس باطل یہ تمام
خرافات جامع براہین کے منہ سے نکلے ہین اونکو لکہکر اپنا نامہ سیاہ جامع براہین نے کیا ہی ہم عنقریب بیان کرچکے ہین کہ ادنے
فہم والا بہی جانتا ہی کہ جانور آنحضرت صلعم نے ذبح کیا تو موافق سمجہ مرضیہ کے اپنے اصحاب رض کو ضرور جمع کیا ہوگا اور شکر
وقت اکی سرور کے ہوتا ہی اور اصحاب رض کو کہانا کہلانیکی آپکو عادت تہی اپنے ضرور کہلایا ہوگا پس اجتماع وسرور واطعام
ثابت ہی یہ گنگوہی کا گمان صرف کہ ایسے مواقع مین آنحضرت صلعم کے اصحاب کا اجتماع واطعام آنحضرت کے پاس نہین
ہوتا تہا یہ نہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہین ہوسکتا ہی جامع براہین ہو وے تو ہو وے اوسکا
کیا اعتبار ہی اور تشریح کے طور پر مقتضی اعادہ کا ہی غور چاہئی اور فہم سلیم ضروری ہی تاریخ معین کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا فاکہانی نے انکار کیا ہوتا تو اوسکا جواب بھی جلال الدین رح دیدیتے فاکہانی نے اصل مولد کا انکار کیا ہی کہ کتاب وسنت مین موجود نہین تو اوسکا ثبوت جلال الدین رح نے دیا اور فاکہانی کے قول سے تاریخ کا انکار بھی خیال کرنا فہم جامع براہین کے ہی ورنہ فاکہانی کے قول مین اسپر دلالت ہرگز نہین ہی فاکہانی کے رسالہ مین سوال وجواب سوئے تعین ذکر تاریخ معین کا نہین ہی اجتماع ماہ ربیع الاول مین ہونیسے سوال ہی اور اوسکا جواب فاکہانی نے یہ دیا ہی کہ کتاب وسنت وغیرہما مین اسکی اصل ہونا مجکو معلوم نہین ہی چنانچہ عبارت رسالہ فاکہانیکی یہ ہی اما بعد فانہ تکرر سوال جماعۃ من المبارکین عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول یسمونہ المولد لہ اصل فی الشرع او ھو بدعۃ وحدث فی الدین وقصد فی الجواب عن ذلک مبینا والایضاح عنہ معینا فقلت باللہ التوفیق لا اعلم لھذا المولد اصلا فی کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ الخ تاریخ معین کو وجہ بدعت قرار دینا خاصہ وہابیہ کا ہی وخاصۃ الشیء لا یوجد فی غیرہ اور تاریخ کی وجہ ظاہر تھی صوم اثنین واسطے شکر ولادت یوم معین اثنین ہی مین رکہتے تھے اور اوسکی وجہ بھی آنحضرت صلعم نے ولادت گذاری صحیح مسلم مین ہی سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت وفیہ انزل علی شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین ف صوم اثنین ہر بہ تقدیر سبب آن شکر نعمت وجود آنحضرت صلعم ووجود دین وشریعت اوست انتہی اس سے دن معین نزول مین ہی اعادہ شکر کرنا ثابت ہی اور خاص اعادہ شکر ولادت کا ہی ثابت ہی اور اس روز دوشنبہ کے روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت وشریعت کی آنحضرت صلعم رکہتے تھے اس سے خصوصیت شہر ربیع الاول کی بہی مفہوم ہی چنانچہ ابن حاج رح فرماتے ہین اشار علیہ السلام بفضل ھذا الشہر العظیم بقولہ للسائل الذی سئلہ عن صوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ھذا الیوم متضمن لتشریف الشہر الذی ولد فیہ الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین بہی جانسکتے ہین پس تاریخ وماہ ودن سب واضح تھا اسواسطے کسی عالم نے اوس سے تعرض نہین کیا منکر بداہۃ وہابیہ کا کیا اعتبار ہی اور صحابہ تابعین کا یہ عمل نکرنا استحباب کے منافی نہین ہی خلاصہ کیدانی سے گنگوہی نے اٹہا کر دیکہلیا ہوتا تو جان لیتا کہ ایک یا دوبارہ آنحضرت صلعم کا ایک امر کو کرنا بھی مثبت استحباب ہی والمستحب ما فعلہ النبی صلعم مرۃ او مرتین وترکہ اخرے شاید گنگوہی یہ الہدے کے اس عبارت کی بعد وما احب السلف بہی موجود ہی جس سے یہ ثابت کرے کہ مستحب وہ ہی کہ فعل آنحضرت صلعم کی ساتھ محبوب جاننا سلف کا بہی جمع ہووے اور عمل مذکورہ مین یہ دونون امر موجود نہین ہین یہ قول بہی قابل مضحکہ اطفال ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم اعتبار اسکے نزدیک اوسوقت مین ہی کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کی ساتھہ مجتمع ہو تو معلوم ہوا اثبات کیواسطے فعل آنحضرت صلعم کافی نہین ہی بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہی یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہوگا مگر ان ذات بزرگ سے یہ بھی کبہ اتصنا کچہہ بعید نہین اسیطرح مخالفت آنحضرت صلعم کو موجب دخول نار گنگوہی کہین تو اوسوقت یہ جانین کہ

مخالفت سبیل مؤمنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کے ساتھ جسوقت مفہوم مجتمع ہووے اور دلیل ومن یشاقق الرسول
ویتبع غیر سبیل المومنین الآیتہ کو لاوے جسطرح عبارت خلاصہ میں وما احبہ السلف کی عطف سے جمع ہونا ہر دو امر کا حاکم
مجموع پر حکم استحباب کا کریں نہ ہر واحد پر اسیطرح آیت میں بھی کریں اور شاید کوئی طالب العلم سمجھا ہوگا کہ عبارت خلاصہ کا
مطلب یہ ہے کہ ہر واحد سے استحباب ثابت ہو جاتا ہے جسطرح ہر مخالفت سے دخول نار کا استحقاق ہو جاتا ہے تو مانا تب
بھی ہمارا یہ اعتراض باقی رہیگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا حجت ہے اور عمل صحابہ وتابعین پر استحباب کا ثبوت موقوف نہیں ہے
تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ عمل صحابہ وتابعین نے کیوں نہیں کیا اور ان قرونمیں کیوں متروک ہوا لغو ہے کیونکہ دلیل فعل آنحضرت
صلعم اس عمل کے ثبوت کیواسطے کافی ہے اور کیوں نہیں جائز ہے کہ عمل اسکا سلف میں ہوا ہووے اگرچہ ایسا مشہور نہ ہوا ہووے
کہ منقول ہووے اور عدم نقل نقل عدم پر دال نہیں پھر عدم عمل سلف تمنے کسطرح جانلیا کیا عدم نقل عدم عمل ہے
اور ممکن ہے کہ عمل مذکور کلی متعدد الافراد ہونیکے سبب سے سلف میں دوسرے فرد پر عمل در آمد ہوا ہو اسلیئے مقصود بالذات
عمل میں لانا اوس کلی کا ہے کسی فرد کے ضمن عمل میں آجاوے ہر ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہیں ہے پس عمل سلف ہوا ہو
لیکن گنگوہی غرابت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہو اور قرون صحابہ وتابعین میں نہونا کسی امر کا اگر مقتضی اسکا ہے کہ اسکی
کچھہ اصل نہیں ہے جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے تو شرط احادیث بخاری ومسلم ونسائی وغیرہم کی بھی زمانہ تابعین میں
نہ تہیں اور دیوبند کا جلسہ امتحان و دستار بندیکا بھی اون قرونمیں نہ تھا اور تقویت ایمان کے اقوال متنازع فیہا دیگر امور جو
نئے ہیں و ہابیہ بھی اوسکو کرتے ہیں ان کل کی اصل کچھہ نہونیکی سبب سے بدعت ہونا چاہئیے اور یہ تمام ضلالت ماننا چاہئے
اور فاکہانیکا اعتراض جو یہ گنگوہی بتاتا ہے کہ اوسنے یہ اعتراض کیا کہ حکم شکر کو زمانہ وہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے) غلط
محض ہے فاکہانی کے اقوال کا ترجمہ معہ جوابات جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے اوپر گذر چکا ہے اون اقوال فاکہانیمیں یہ اعتراض
ہرگز نہیں یہ سفاہت کا اعتراض تو گنگوہی وہم مشرب اوسکے ہی کو مبارک ہو اور یہ اعتراض اختراع وابتداع کیا ہوا تو فرقہ
بدعیہ وہابیہ کا ہے اوسکا جواب بھی بفضل خدا تعالی بخوبی ہو گیا کہ تقیید مطلق اس محل میں ہرگز صادق نہیں ہے سفہا
سفاہت سے زعم کریں تو اونکی کون سنتا ہے اور فاکہانی نے جو اپنے عدم علمی اصل مولد کے بارہ میں ظاہر کی تھی سو اصل نکالکر جلال الدین
وابن حجر نے پیش کر دی اور غفلت وعدم تدبر سے جو بدعت کا منحصر ہونا کراہت وحرمت میں فاکہانی نے گمان کر لیا تھا اور اوسپر
کراہت وبدعت ہونا مولد کا مبنی کیا تہا اوسکا بناء فاسد علی الفاسد ہونا اور عدم انحصار بدعت کا کراہت وحرمت میں اور واجب
ومستحب ومباح ہونا بھی بوجہ احسن ثابت کر دیا پس بطلان زعم فاکہانی ابین من الشمس ہے کوئی بیعلم ونافہم ہو وے تو کسی دوسرے کا
اوسمیں کیا قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے تو بخوبی ثبوت ہو گیا گنگوہی اپنے عدم انفہام کے باعث مانند اقوام سابقہ
کے جو اہل حق کے کلام پر تعجب کرتے تھے اور مجنون کہدیا کرتے تھے وحشر کا بیان بھی انکو حشر معلوم ہوتا تھا ایسی گنگوہی مبالغہ

مسائلہ حقہ کو سمجھتے نہ تھے اور اہل حق کی

جلال الدین سیوطی رح پر تعجب ہوتا ہی اور اعتراض باطل فاکہانی کو حق بتاتا ہی اور قیاس حق کو باطل اہل باطل کی تزئین بتانا چاہتا ہے
اتنی خبر نہین کہ بہلا کوئی آفتاب پر بہی خاک ڈال سکتا ہی ؎ کیون ڈالتا ہی خاک اٹہا کر زمین سے تو :: پڑتی کہین ہی خاک بہلا آفتاب پر
جلال الدین سیوطی رح کی اصل کے بارہ مین تو مصداق شعر ظہور حشر نہو کیونکہ گلچڑے گنجے :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے
گنگوہی ہو چکا ہی اور جلال الدین رح کی جلال کی تاب نہ لا کر زک فاش اٹہا چکا ہی اور علامہ ابن حجر بلبل بستان علم و فضل بلکہ
طوطی ہزار داستان گلستان عقل و نقل کے مقابلہ مین گلچڑے گنجے سے مانند کچہہ آواز نکالنا چاہتا ہی مگر کوے کے غاغان
نغمہ عندلیب خوش الحان کے مقابلہ پر کون سنتا ہی شاید پائداری و متانت علمی اون جہل فہم و فضل سے واقف نہین زبان
حال اون علامہ سے یہ واضح ہی انا صخرۃ الوادی اذا ما ازدحمت واذا نطقت فانی الجوزاء گنگوہی بیچارہ لہوس جہل علم و فضل
کو ٹکر لیسے کب اہٹا سکتا ہی یہ سنگین طبع پتھر اُسکے ٹہوکر کہان اٹہا سکتا ہی بقول نظامی ؎ نہ شاید زدن تیغ با آفتاب
نہ البرز را کرد شاید خراب :: جب جلال الدین رح کے مقابلہ زک پا چکا اور میدان مقابلہ مین اوندہے منہ گرا سے کراہنے تک کی تاب نہ رہی
اور ملامت بی ادبی کی اپنے اوپر لی اور مخالفت جمہور کے موافقت دوسرے فرقون باطلہ کی قولہ (دوسری اصل شیخ
ابن حجر کی سنو کہ صحیحین مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یوم عاشورہ روزہ رکہتی دیکہکر پوچہا کہ تم کیون
اُسدن روزہ رکہتے ہو یہود نے کہا کہ اس روز مین فرعون غرق ہوا اور حضرت موسی کو نجات ہوئی تو حضرت موسی نے
شکرانہ روزہ رکہا تہا تو ہم بہی رکہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ ہم احق ہین ساتہہ موسی علیہ السلام کے تمسے پس آپنے روزہ رکہا اوس سے
معلوم ہوا کہ روز منت و احسان کے اعادہ سرور اور شکر کرنا درست ہی اب سنو یہ قیاس بہی درست نہین ہے اول تو وہی تقریر
سابق یہان بہی ہی کہ شکر وجود پر جود پر آپکا نص مطلق سے ثابت ہوا ہی پس قیاس لغو ہی اور بسبب تغیر حکم نص کے اطلاق سے
تقیید کیطرف یہ قیاس باطل ہے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر منقلب ہے :: ظہور حشر نہو کیونکہ گلچڑے گنجے
حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے :: ابن حجر و مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعتراض اور قیاس کو باطل بتانا باوجودیکہ اس
اس قیاس کو جلال الدین سیوطی و ملا علی قاری وغیرہما علما محققین تسلیم کر چکے ہین عاقلین کیواسطے اسیقدر کافی ہے
کہ اس قیاس مین بطلان و فساد کی بو بہی ہوتے تو محققین کسطرح قبول کرتے ہان جامع براہین مانند سفہائے لا مذہب
لہم کے یہ کہدیگا کہ یہ محققین متعصبین مین تہے اور بدعتی تہے اور ادلہ شرعیہ سے اعتراض کرتے تہے اور قیاسات فاسدہ
پر اُنکا مدار تہا اور اُنمین سے کسیکو فہم فساد و بطلان قیاس کے جانچنے کی لیاقت نہ تہی ایسا بیہودہ کلام سوائے چند جہلاء
و سفہاء وہابیہ عدو ذکر خیر حضرت فخر البریہ صلعم کے دوسرا کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگر گنگوہی یا اوسکا کوئی چیلہ جانتا ہی کہ
مجتہد سے خطا ہوتی ہی یہ قیاس خطا ہی تو عاقلین جانتے ہین کہ مجتہد کی خطا غیر مجتہد جو کہ درجہ رتبہ اجتہاد نہ رکہتا ہو وہ جیسا کہ گنگوہی ہی بلکہ اقوال ماضیہ و آتیہ دیکہکر
ظاہر ہی کہ جامع براہین کو اسقدر فہم بہی نہین کہ عبارات علماء و فضلاء کا مطلب سمجہے وہ کیونکر مجتہد کے قیاس کی خطا جان سکتا ہی

اگر ایسی ہی کہ غیر مجتہد مانند جامع براہین کی تقریر بے تزویر کے مقابلہ میں اہل ترجیح کا اعتبار ہووے تو تمام لامذہب لہم قیاسات حقہ کو باطل بتاتے ہیں اور جامع براہین کو بھی لوعاء ظاہر ولسانی تقلید کا ہے اگرچہ اوسکے اقوال سابقہ سے لامذہبیت ظاہر ہے پس تمام قیاسات حقہ موافق لامذہب لہم کے باطل بتاوے اور کہلا ہوا لامذہب ہو جاوے تقیۃً مقلد بننا چھوڑے اور اگر کہو کہ انکے یعنی لامذہب لہم کے تقریرات کی ہم جوابات دیتے ہیں تو ایسی طرح جامع براہین گنگوہیکی تقریر بے تزویر ہذیانات کی بھی ہم جوابات دیتے ہیں الغرض یہ تقریر جامع براہین کی کوئی علمی نہیں ہے ایک زٹل ہے کہ بمقابلہ صاحب انوار ساطعہ کچہ نہو سکا تو ہمیشہ یونہی رنگین کیواسطے کہ راہ راست پر نہ آجاوین تو زٹل ہی شروع کر دے، تاکہ مشہور ہون ہزا بدین ہم بھی ہیں پانچوین سوار ونمین : دیکھو اس قول میں بھی وہی رونا رویا کہ مطلق مقید ہوا جاتا ہی جسکو ہم اوپر کتب اصول سے بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ تقیید مطلق اوسوقت ہوتی کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا ابطلان و عدم جواز مفہوم قیاس سے ہوتا جسطرح امام شافعی جبکہ رقبہ مومنہ کا جواز و عدم جواز رقبہ کافرہ کا ثابت کرتے ہیں قیاس سے اور مقید و غیر مقید دونوں کا جواز یہ عین مقتضی مطلق کا ہے اور جامع براہین وغیرہ دوسرے وہابیہ کی غرض یہ ہے کہ ان قیودات کے ساتھ یہ محفل جائز نہیں ہے تو اونہوں نے تقیید مطلق کی کہ غیر مقید کے ساتھ جواز کو خاص کیا اور مقید کو جواز سے خارج کیا یہی تقیید مطلق کی کہ ایک فرد کو خارج کر دیا اتنی فہم و انصاف ہوتا جامع براہین وغیرہ تو راہ مستقیم پر آجاتے ایسے واہیات اقوال باطلہ سے قیاس محققین کا ابطلان ثابت کرنا ایسے ہی باطل دوستوں کا کام ہے نہ کسی مسلمان کا قولہ اور اس اصل سے فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے کہ اوسکی حقیقت بھی اب معلوم ہوئی جاتی ہے اور سوائے اسکے کوئی قید قیود مولود مروجہ کے اس سے ثابت نہیں ہوتی پس مؤلف کو کیا نافع ہوا اور خود ہیئت اجتماع جو فاتحہ کا اعتراض ہی قائم ہے **اقول** وباللہ التوفیق ابن حجر کا مقصود سمجھنے سے بنازل جامع براہین بعید ہے یہ جو کہتا ہے کہ فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے اس سے واضح ہے کوئی دوسرا امر ابن حجر نے ثابت نہیں کیا جامع براہین کے زعم میں اتنی خبر نہیں کہ یہ اصل ہے اور باقی امور اسکے فروع ہیں اور اصل کی ثبوت سے فروع کا ثبوت ہو جاتا ہے اور حکم کلی میں جمیع مندرج ہوتے ہیں یوم ورود نعمت کو سرور لازم ہے جب ان میں نزول نعمت ہوتا ہے سرور ضرور ہوتا ہے کوئی نعمت بدون سرور کے نہیں ہوتی ہے خواہ دینی خواہ دنیاوی اور شکر لازم کیا گیا ہے نعمت پر اور شکر کا حکم بدون نعمت کے نہیں ہے جب اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کے ہوا تو ملزوم اوسکا کہ نعمت ہے جو ملازم سرور کا ہے کہ سرور اس سے منفک نہیں ہوتا ہے اس روز اعادہ شکر ضرور یاد ہوگا اور اعادہ سرور کا ہوگا پس شکر کے اعادہ سے بروز ورود نعمت ضرور سرور کا اعادہ ثابت ہوگا پس شکر کے ثبوت سے سرور کا ثبوت عاقلین ضرور خیال کرتے ہیں اور یہی مراد ابن حجر کی ہے جامع براہین کو فہم حاصل نہیں تو اسمیں ابن حجر رح یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے باقی رہے قیود اجتماع لوگونکا و طعام فروش و روشنی و شیرینی یہ تمام مناسبات و مرافقات سرور ہیں اور کل معین سرور کے ہیں اور لاحق و ملاحق سرور کے ساتھ ہیں جب سرور ثابت ہوا تو مناسبات بھی اسکے ثابت ہوگئے اور اونمیں کوئی امر ممنوع شرعی نہیں سمجا جامع براہین اپنی

نافہمی سے انکو ممنوعات شرعیہ مین قرار دی تو عاقلین اہل علم خوش عقیدہ کب سنتے ہین اور علامہ ابن حجر نے تصریح کی ہے
کہ جس چیز سے شکر مفہوم ہووے وہ مانند تلاوت قرآن اور امور محرکۃ للقلوب الی فعل الخیر و العمل للاخرہ کے ہین اور
جو امر مباح ہووے اور یوم ولادت کے سرور کی اعانت کرے تو وہ بھی اوس مذکور بالا کے ساتھ یعنی جن سے شکر مفہوم ہو لاحق
ہی پس ابن حجر رحمہ نے تو تمام امور متعلقہ محفل میلاد شریف کو ثابت کر دیا ساتھ احسن تقریر کے جامع براہین نہ سمجھے تو ابن حجر
پر کیا ملامت ہی شیخ سعدی نے اول ہی ایسے لوگونکی حق مین فرما گئی ہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمہ آفتاب را چہ گناہ
پس قطع جامع براہین کا کہ کوئی قید قیود مروجہ اس سے ثابت نہین ہوتی اور فاکہانیکا اعتراض ہیئت اجتماع پر قائم ہی ساقط ہوا
فاکہانیکا اعتراض بناء فاسد علی الفاسد کو اول ہی جلال الدین سیوطی رحمہ نے ہباءً منثوراً کر دیا اور اوسکا خاکہ اوڑا دیا
اور پر ظاہر ہو چکا کہ بدون تدبر و بغیر خیال صحیح کے فاکہانی نے بدعت کو حرام و مکروہ مین منحصر کر کے یہ اعتراض لغو کیا تھا
جب حصر باطل مقرر ومحرر ع فاکہانیکا بی اصل ہونا محقق ہو گیا اور بدعت کا واجب و مستحب و مباح ہونا بھی ثابت ہو گیا اور بدعت سیئہ
کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی کہ وہ ہی جو مخالف کتاب و سنت و اجماع کے ہووے اور اس اجتماع کے مخالفت کتاب و سنت و اجماع
سی ثابت نہین ہی اور بہ نیت خیر یہ اجتماع ہوتا ہی کہ ذکر ولادت نبی صلعم کا ہی کہ موجب سرور مومنین و حزن شیاطین ہی اور
بلاشبہ مستحب ہی تو قول فاکہانی رح باطل و زاہق ہو گیا جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا **قولہ** اب تحقیق اس وقعہ
کی سنو کہ بخاری او مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلعم اس روزہ کو قبل ہجرت کی مکہ مین رکھتے تھے عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء
تصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلعم یصومہ فلما قدم المدینۃ صامہ (علی عادتہ قسطلانی) وامر الناس بصیامہ
فلما فرض رمضان (فی السنۃ قسطلانی) ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ انتہی اس حدیث سی معلوم
ہوا کہ یوم عاشوراء کا روزہ اول سن مین آپ نے حسب عادت رکھا تھا کہ قسطلانی خود علی عادتہ لکھ رہا ہی اور خود ابن حجر عسقلانی نے
بھی شرح بخاری مین یہی اقرار کرتے ہین اور لوگونکو امر فرمانا بھی بامر اللہ تعالی تھا کیونکہ افتراض صوم کا بدون امر حق تعالی کے
نہین ہو سکتا پس روزہ علی عادت رکھا مگر فرض کا حکم اب زائد ہو گیا پھر دوسرے سال فرضیت منسوخ ہو گئی تو صاف ظاہر ہی کہ
شکر نجات حضرت موسی کیوجہ سے یہ روزہ نہ ہوا تھا بلکہ لعادت و افتراض اللہ تعالی تھا **اقول** باللہ التوفیق حدیث حضرت
عائشہ سے جو مفہوم ہی اور قسطلانی و ابن حجر کی تفسیر سے جو واضح ہی کہ اول سن مین آنحضرت صلعم نے روزہ عاشوراء کا
بحسب عادت رکھا تھا اسمین دلالت اس پر کہان ہی کہ واسطے اداء شکر اوس نعمت کی جو زمانہ حضرت موسی علیہ السلام
مسلمانون پر وارد ہوئی تھے کہ عدو اللہ فرعون کو خدا تعالی نے غرق کیا تھا اور اوسکے رنج و الم تکلیف رسانی سی نجات دی تھی
موسی علیہ السلام و دیگر مسلمانونکو کبھی آنحضرت صلعم نے یہہ روزہ نہین رکھا اور یہ کونسا استحالہ عقلی و شرعی ہی کہ بعد بیان یہود کے
اور تحقیق اس امر کے کہ موسی علیہ السلام نے یہہ روزہ رکھا تھا بطور اداء شکر کے خواہ یہ تحقیق ساتھ وحی کی ہوا ہووے یا بنقل

متواتر یھود کی کہ تواتر میں ایمان و عدل شرط نہیں ہے ساتھ بیان اُن علماء یھود کے جو اسلام کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے
آنحضرت صلعم نے بہ نیت شکر یہ روزہ رکھا ہووے اور علی عادتہ رکھنے سے یہ زعم فاسد کر لینا کہ کسی وقت میں دوسرے نیت
ہو جانا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ صغری ہی جامع براہین کی اگر علی عادتہ ایکوقت میں ہونا منافی دوسری نیت کی ہے تو دوسرے وقت میں بطور فرضیت
رکھنا بھی دوسرے وقت منافی ہونا چاہئے اور فرضیت کے نیت سے رکھنا خود جامع براہین بھی قبول کرتا ہے اور پھر منسوخ ہونا بھی مانتا
ہے پس یہ نیت اداء شکر بعد بیان یھود کے روزہ رکھنا ہے ویسی طرح جاننا چاہئے کہ قبل بیان یھود کے فقط علی عادتہ تھا
اور بعد بیان یہ نیت اداء شکر کی ہو گئی اور بعد منسوخیت فرضیت کی بھی نیت ہونا جائز ہے پس علی عادتہ پر یہ مرتب کرنا جامع
براہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسی علیہ السلام کیواسطے نہوا تھا بناء فاسد علی الفاسد ہے و قول سفاہت و تقریر کا سدے ہے
اس جامع براہین کو صحبت ہی علماء کی ہوتی تو جانلیتا کہ احکام شریعت انبیاء علیہ السلام کی جو سابق گذر چکی ہیں اور وہ منسوخ
نہیں ہوئی ہیں اگر ثبوت کو وہ احکام پہونچ جاویں کہ یہ احکام شریعت ماتقدم کی ہیں تو ہمکو یعنے امت محمدیہ صلعم کو کرنا اونکا
اور ماننا اونکا لازم و ضروری ہے بلکہ آنحضرت صلعم بھی اوس حکم میں شامل ہیں اور یہ مذہب جمہور حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کا ہے طریق ثبوت
کا علماء محققین بیان فرماتے ہیں قصہ کرنا اللہ تعالی و رسول اللہ کا اون احکام شریعت ماتقدم کو ہمپر بدون انکار کے اور
اور دلیل یہ کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم الہی ہے زمان خطاب کے مکلفین کو اور بعد زمانہ خطاب والونکو جبتک ناسخ
ظاہر نہووے تسلیم و عمل اوسپر کرنا لازم ہے دوسرے اجماع امت کا ہے اوپر استدلال کے ساتھ **قولہ تعالی** کے وکتبنا
علیهم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن وجوب قصاص
پر ہماری شریعت میں بھی روزہ عاشورا کہ آنحضرت صلعم کو جب خبر ہوئی کہ یہود لوگ واسطے اقامت سنت موسی علیہ السلام
کی رکھتے ہیں تو فرمایا کہ میں احق ہوں ساتھ اوسکے چنانچہ کتب اصول میں یہ موجود ہے مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم میں بھی
یہ موجود ہے بطور اختصار کے یہ عبارت متن و شرح کی نقل کیجاتی ہے المختار انہ علیہ وعلی آلہ وسلم بعد البعث ونحن معشر الامۃ
متعبدون بشرع من قبلنا ویجب علینا العمل بہ مالم یظہر ناسخ لکن علی انہ شرع نبینا لا علی انہ شرع نبی آخر وعلیہ
جمہور الحنفیۃ والمالکیۃ والشافعیۃ وطریق ثبوتہ عند الحنفیۃ قصص اللہ ورسولہ بانہ شرع نبی قبلنا بلا انکار
ومن ثم ای لاجل طریق معرفۃ اخبار اللہ تعالی او رسولہ لم یکن شرع من قبلنا اصلا خامسا بل صار داخلا فی الکتاب والسنۃ
لنا اولا ان شرع من قبلنا حکم اللہ تعالی فیلزم المکلفین الذین وجدوا من الخطاب وبعدہ مالم یظہر ناسخ یرفعہ
ولنا ثانیا الاجماع علی الاستدلال بقولہ تعالی وکتبنا علیهم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف
والاذن بالاذن والسن بالسن علی وجوب القصاص فی شرعنا ولنا ثالثا ما صح عن النبی صلعم صوم یوم عاشورا
حین لقی ان یہود یصومونہ اقامۃ لسنۃ موسی علیہ السلام قال انا احق بموسی انتہی اس سے واضح و لائح ہے کہ

آنحضرت صلعم و امت آپکی متعبد شریعت سابق ہین اور غیر منسوخ پر ہمکو عمل کرنا واجب ہی اسطرحسے کہ یہ شریعت ہمارے نبی صلعم کی ہی نہ اسطرحسے کہ شریعت نبی دوسرے کی ہی اور اسکے چند دلاہین اونمین سے ایک یہ بھی ہی کہ آنحضرت صلعم نے روز عاشورا کی بارہ مین فرمایا کہ مین موسیٰ کے ساتھ موافقت کرنیمین احق ہون جس سے واضح ہی کہ نبی سابق نے جسپر عمل کیا ہی اور وہ ثابت ہووے اور غیر منسوخ ہووے تو اوس پر عملکرنا ہمارے نبی صلعم کو اور ہمکو چاہئے اور یوم عاشورا کا روزہ بجز اداء شکر الہی کے بدلیل موافقت موسیٰ علیہ السلام کے جوانا احق ہیں سے واضح ہی دوسرے طور پر رکھنا کسی دلیل شرعی و عقلی معتبر سے ثابت نہین پس بلاشبہ بناءً علیہ آنحضرت صلعم نے اداء شکر کیواسطے وہ روزہ رکھا تھا اور ہم بھی اداء شکر کیلئے رکھتے ہین بمتابعت آنحضرت صلعم کے جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے اداء حکم الہی جانکر رکھا تھا اوسیطرح آنحضرت صلعم نے رکھا تھا یعنی اتباع موسیٰ علیہ السلام کی تھے ہم اپنے نبی صلعم کی اتباع کرتے ہین جسطرح اوس روزہ کی اداء شکر موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آنحضرت سے بھی ہوئی پس انکار روزہ بطور شکر رکھنیکا کرنا سراسر بیعلمی و نافہمی ہے **قولہ** دوسری حدیث ابن حجر کی اصل یہ ہی کہ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود صیاما یوم عاشوراء فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما ہذا الیوم تصومونہ فقالوا ہذا یوم عظیم انجی اللہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ فصامہ موسیٰ شکرا فنحن نصومہ فقال رسول اللہ علیہ السلام فنحن احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر الناس بصیامہ الحدیث پس اس حدیث مین اول کلام تو یہ ہی کہ یہود کا کہنا کہ فنحن نصومہ ہی اتباعاً لموسیٰ خود یہود کا روزہ باتباع سنت موسیٰ علیہ السلام کے تھا نہ بوجہ شکر کے کیونکہ شکر روز نجاۃ کا تھا اور پھر شکر نعمت کا شل سب نعما کی بردم رہتا ہی اس سے بحث نہین پس فخر عالم صلعم کا روزہ بھی شکر کا نہوا بلکہ اتباع حضرت موسیٰ کے سنت کا ہوا **اقول** وباللہ التوفیق تقریر و تزویر جامع براہین کی دیکھو اپنی طرف سے فنحن نصومہ کی تفسیر مخالف حدیث کی کی اور اتباعاً لموسیٰ مفعول لہ اوسکا نکالا تاکہ آنحضرت صلعم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بناوے اور خود صحیح مسلم مین موجود ہی فقالوا ہذا الیوم الذی اظہر اللہ فیہ موسیٰ و بنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیما لہ فقال النبی صلعم نحن اولی بموسیٰ منکم فامر بصومہ دیکھو خود حدیث مسلم مین موجود ہی نصومہ تعظیماً لہ اسکو چھوڑ گنگوہی نے اپنی طرفسے اتباعاً لموسیٰ نکالا اور یہ اسواسطے ترک کردیا جو دوسری حدیث مین وارد ہی کہ اس تقدیر پر آنحضرت صلعم کا تابع ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ثابت نہین ہوگا اور جامع براہین کو تابع بنانا منظور ہے اور یہ فقط فساد و عناد خناس نظر ہی کہ روزہ بطور اداء شکر خدا تعالیٰ کے کہنا آنحضرت صلعم کا ثابت نہووے تاکہ محفل میلاد آنحضرت صلعم کا ثبوت نہو ادعا استی ہونیکا کرتا ہی اور خود امت آنحضرت صلعم کو بنانا ہی اور حتی المقدور تحقیر جہانتک اوس سے ہوسکتی ہی آنحضرت کی کرتا ہی اور اسہی تحقیر مین اول سے آخر تک سرگرم ہی اور انحطاط رتبہ آنحضرت صلعم کے کوشش وسعی مین اتم ہی اور واقعی امر یہ ہی کہ مدار اس فرقہ نجدیہ کا دغابازی و جعلسازی

اور تحقیر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ بے حیبتونکو خوف خدا نہین آنکھین بند کرلین منہ پھاڑ لیا جو جاہا بکدیا
دین و ایمان ہی تو کچھ علاقہ ہمکو نہین شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچھ ہی ہو خواہ ایمان رہے یا نہ رہے خدا پر بہتان ہو
رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار ساطعہ کے رد کے نام سے جیتے ہین اور انوار کی عداوت تمکو اوس ظلمت مین ڈالیگی
کہ قریب ہی جو دیکھو گے تم انشاء اللہ تعالی اب ہم بآواز بلند منکرین کی جانب خطاب کرتے ہین کہ خواب جہالت سے بیدار ہون
اور نشہ شراب سفاہت سے ہوشیار ہون اور شیران بیشہ تحقیق کے مناظرہ اور مقابلہ کو تیار ہون اس عدیم الادب کو
اتنی خبر بھی نہین ہی کہ علماء محققین کتب اصولمین تصریح کرچکے ہین کہ آنحضرت صلعم متعبد بشرع سابق تھے قبل بعثت کی
بھی لکن چونکہ آنحضرت صلعم وقت خمیر آدم علیہ السلام کے یعنی اوس زمانہ مین کہ آدم علیہ السلام درمیان روح و جسد کی تھے
آنحضرت صلعم نبی تھے اور دیگر انبیاء و رسل علیہ السلام گویا کہ خلفاء آنحضرت صلعم کی ہین اسواسطے آنحضرت صلعم
تعبد بشرع قبل البعثت کی حالت مین تابع کسی رسول کے نہ تھے اور تعبد آپکا اس جہت سی تھا کہ وہ حکم الہی ہی نہ کسی دوسرے کا
جیسے کہ فی مسلم الثبوت وشرح المختار انہ صلی اللہ علیہ وسلم متعبد بشرع قبل بعثہ قیل بشرع آدم وقیل بشرع
نوح وقیل بشرع ابراہیم وقیل بشرع موسی وقیل بشرع عیسی والاشبہ ما بلغ ای تعبد بشرع بلغہ
من الشرائع لا بل الاشبہ بشرع لم ینسخ لکن علی انہ حکم اللہ تعالی لا حکم ذلک النبی لان العمل بشرع منسوخ
حرام وفی غیر المنسوخ واجب علیہ وھو علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام معصوم من ارتکاب الحرام وترک
الواجب ثم انہ کان نبیا وآدم بین الروح والجسد فلا یتبع احدا من الرسل الذین ھم کالخلفاء لہ فلا یتعبد
الا من جہۃ انہ حکم اللہ تعالی لا غیر انتہی اس سے واضح ہی کہ جناب رسالتمآب صلعم تابع کسی نبی و رسول کے قبل بعثت
بھی نہ تھے اور شرائع غیر منسوخہ رسل پر عمل احکام الہی ہونیکے سبب سے کرتے تھے و حدیث نبوی لو کان موسی حیا
لما وسعہ الا اتباعی سے ظاہر ہی کہ موسی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حیات ظاہری مین اگر زندہ ہوتے تو بجز اتباع آنحضرت
صلعم کی اونکو چارہ و گنجایش نہوتی اور جامع براہین اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکھتا ہی اور آنحضرت صلعم کو اس روزہ
عاشوراء کے رکھنے مین تابع موسی علیہ السلام کا ٹھہراتا ہی پس یہ مخالف قول مختار علماء فقہاء و اصولیین کی اور برعکس حدیث
مذکور کے ہی پس بے علمی و بے انصافی و مخالف قول مختار و حدیث کی ہو کر اسکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلعم کے حقمین
کوشش منقصت شان کرنا اور ابلہ فریبون سے آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کی بنانا اور رفائز بمقصود نہوتا
ثابت ہوا ایسی مقتضی محبت و ایمان ہی کہ باوجود قول مختار حدیث نبوی موجود ہونیکی جو دال اسپر ہین کہ آنحضرت صلعم تابع
کسی نبی کی اور خصوصا موسی علیہ السلام کی نہین تھے اور یہ تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار و حدیث سے اعراض کرکے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ قول جامع براہین کا کہ کیونکہ شکر روز نجات تھا جس سے واضح ہی کہ بعد روز نجات کے

بروز ورود نعمت اعادہ شکر ثابت نہیں ہے پس سراسر غلطی و بے علمی ہے اول تو اسیہی حدیث روزہ عاشورا سے واضح ہے
کہ یہ روزہ آنحضرت صلعم نے واسطے شکر کے ہی رکہا تھا اور دوسرے حدیث مسلم سئل رسول اللہ صلی اللہ عن صوم الاثنین
قال ولدت فیہ وفیہ انزل علی جو مع ترجمہ شیخ عبد الحق اوپر گذر چکی ہے وہ باعلیٰ صوت ندا کرتی ہے کہ اعادہ شکر کا بروز ورود
نعمت کے ثابت ہے اور آنحضرت صلعم خود اپنی پیدائش کی شکر کی اعادہ کیواسطے دوشنبہ کے دن روزہ رکہتے تھے اور اسیہی
ولادت کو آنحضرت صلعم نے وجہ اُس روزہ کی فرمائی پس اعادہ شکر ولادت وشکر دین کا بروز ورود نعمت ثابت ہوا اور زعم
جامع براہین کا باطل ومخالف احادیث واقوال علماء کے ہوا **قولہ** صـ ۱۶۵ اور اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ
رکہا تھا سو یہود دو کام کرتے تھے ایک صوم کہ وہ سنت حضرت موسیٰ کی تھی یا اونپر فرض ہوگیا تھا تو مفروض من اللہ
تھا دوسری سرور وعید بیوم النجاۃ سو اسکو خود فخر عالم نے رد کردیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے تو اس صورت
میں اس سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں اعادہ شکر ہرگز نہیں اور جس فعل میں اعادہ شکر وسرور کا ہے وہ شارع نے بوجہ
مخالفت یہود کے چھوڑ ہی دیا تہا **اقول** وباللہ التوفیق یہ کہنا اوسکا کہ اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ رکہا
تہا دلالت واضحہ کرتا ہے کہ یہود کا قول اسکے نزدیک مسلم نہیں ہے اور ظاہر ومتبادر یہی ہے کہ علی الاطلاق قول یہود کا خواہ
متصف بالتواتر ہووے خواہ نہو خواہ اُن یہود کا قول ہو جو ایمان آنحضرت صلعم پر لائے تھے اور وہ علماء میں تھے یا اون کے
غیر کا کہ ایمان نہ لائے تھے خواہ یہود کے قول کے موافق وحی نازل ہوئی ہووے واسطے تصدیق قول یہود کے یا ایسا نہو
اس جامع براہین کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور یہ مطلقاً غیر مقبول ہونا اور تسلیم کی نفی مطلق کرنا جہالت صرف ہے
بلکہ علماء محققین نے تصریح کی ہے اسیہی روز عاشوراء کے بارہ میں کہ خبر یہود تصدیق کو وحی یا تواتر کے سبب سے یا جو علماء یہود
کی جو ایمان لے آئے تھے مقبول ہے ہاں مجرد خبر احاد یہود کفار کی غیر مقبول ہے قال النووی فی شرح مسلم فصامہ النبی
صلعم وامر بصیامہ قال نحن احق بموسی منہم قال المازری خبر الیہود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقہم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم بہ قال القاضی عیاض
ردا علی المازری قد روی مسلم ان قریشا کانت تصومہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
صامہ فلم یحدث لہ بقول الیہود حکم یحتاج الی الکلام علیہ وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال فقولہ صامہ
لیس فیہ انہ ابتداء صومہ حینئذ بقولہم ولو کان ہذا لحملناہ انہ اخبرہ من اسلم من علمائہم کابن سلام وغیرہ وقال
القاضی وقد قال بعضہم یحتمل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صیامہ حتی علم ما عند اہل الکتاب
فیہ فصامہ قال القاضی وما ذکرناہ اولی بلفظ الحدیث قلت المختار قول المازری ومختصر ذلک انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصومہ کما یصومہ قریش فی مکۃ ثم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومونہ فصامہ ایضا بوحی

او نوافرادا جنہما دلا بمجرد اخبار احادھم واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صور مخصوصہ مین یعنے جب خبر یہود متواتر ہوگئے
تہی یا خبر یہود کی تصدیق وحی سے ہوگئی تہی یا اونکی علما نے خبر دی تہی جو ایمان لائے تھے ان صور تو مین خبر یہود مقبول ہوگئے
اور ایسی خبر کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا پس روزہ شکریہ کا ہوا اگر کہو کہ یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکہا تھا اور بمجرد وحی و اخبار
من اللہ کے سبب سے روزہ رکہا تھا تو ہم کہینگے اس سے یہ کب مفہوم ہوا کہ بطور شکریہ کے یہ روزہ نہ تھا ظاہر و متبادر یہی ہے کہ بطور شکریہ تہا
کوئی قرینہ و علامت صارفہ ظاہر و متبادر بہی اس محل مین موجود نہین ہے جسکے سبب سے روزہ شکریہ ہونیکا انکار کیا جاوے خواہ یہود کے
کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا ہووے یا دوسرے طریق سے ثبوت ہوجانیکے بعد آنحضرت صلعم نے رکہا ہووے مقصود حاصل ہے
کہ روزہ شکریہ کا رکہا تہا یہود کے کہنے پر نہ رکہنے سے جامع براہین کو مفید اور ہمکو مضر نہین ہے پس اسمین کلام کرنا ہی جامع براہین کا
لغو ہے ❍ خدا آباد رکہی اوس گلی کو ؛ کہ اوٹھتا ہے بنا فتنہ جہان سے ؛ اور یہ جو کہا کہ (یہود دو کام کرتے تھے ایک روزہ دوسرے
سرور و عید لیوم النجاۃ سو اوسکو مخبر عالم نے رد کردیا تھا چنانچہ حدیث مسلم مین مصرح ہے اسصورت مین اس سے استدلال صحیح
نہین کیونکہ اسمین اعادہ شکر کا ہرگز نہین اور جسمین اعادہ شکر و سرور کا ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا)
سراسر بیعلمی و نافہمی و بے انصافی و کجروی پر دال ہے آنحضرت صلعم کا صراحۃً رد کرنا اور یہود مدینہ منورہ کی موافقت نکرنا حدیث
مسلم مین ہرگز مصرح نہین ہے روزہ کے بارہ مین چنانچہ قول آتے مین اسکا حال معلوم ہوگا بالفرض اگر رد کردیا ہوتا تو رد کرنے
اتخاذ عید و اظہار سرور سے رد کردینا ادا روزہ عاشورا کا بطور شکر کے ہرگز لازم نہین آتا ہے اور اعادہ شکر کا ادا روزہ عاشورا
مین نہ جاننا اور بنا فاسد بر فاسد ہے یہ قصر فساد جنا کہ استدلال صحیح نہین ہے یہ ایک ہذیان ہے جو قابل اصغاء اہل ایمان نہین ہے
اعادہ شکر کا ساتہ روزہ رکہنے کے یوم ورود نعمت مین بتصریح آنحضرت صلعم مع بیان شیخ عبد الحق دربارہ صوم الاثنین کے
اوپر واضح ہوچکا ہے اور یہی روزہ عاشورا بطور ادا شکر رکہنا معلوم ہولیا ہے پس اعادہ شکر روزہ عاشورا سے واضح ہے
اور جو یہ اس نے کہا کہ (جسمین اعادہ شکر و سرور ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) اس سے ظاہر ہے کہ اعادہ
شکر و سرور کا اسکے نزدیک اتخاذ عید مین تہا جسکو چھوڑ دینا بتاتا ہے اور عبادت محضہ روزہ مین جسکا اعادہ شکر کیواسطے
ہونا مانند صوم اثنین کے واضح ہے اعادہ شکر نہین ہے یہ کسقدر جہالت صرف ہے کہ لباس زینت وغیرہ عورتونکو پہنانا
جیساکہ یہود کیا کرتے تھے جو **قول** آیندہ مین آتا ہے اوسمین اعادہ شکر بتاتا ہے روزہ شکر نہین مانتا ہے اور اسپر کوئی
حجت عقلی نقلی قابل التفات نہین قائم کرتا ہے ایسے ہذیانات اور خرافات کو کون سنتا ہے **قولہ** ص ۱۶۵ دوسری یہ کہ قصاص
مین کوئی نص نہین کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکہا تہا اور بوجہ نجات حضرت موسی کے رکہا تہا بلکہ اسقدر معلوم
ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے آپنے روزہ رکہا سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بغرض اللہ تعالی وعلی عادتہم
پس یہ احتمال رفع ہوگیا اور احق بموسی منکم ای اتباعاً لا سیر و اداءً شکراً کیونکہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا الی موسی

قال کان یوم عاشوراء یوماً یعظمہ الیہود وتتخذہ عیداً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم دوسری روایت میں خالفوا الیہود پس آپ یہود کے عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہے اور یہ قول احق بموسیٰ منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم کس امر میں متبع موسیٰ کے ہو تم تو ہر امر میں اپنے نبی کی تابع ہو اور مخالف شرع و حکم موسیٰ کی ہو پھر دعوی اتباع تمہارا بے محل ہے ہاں ہم متبع موسیٰ کے ہیں پس یہ الزام تھا نہ وجہ صوم کی پس بہر حال یہ صوم اعادہ شکر و سرور کا نہ ہوا اور نہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا پھر قیاس کس چیز پر کیا جاتا ہے عجب ہے کہ ابن حجر جیسا ایسے فرماویں انتہی **اقول** باللہ التوفیق یہ جو کہا کہ فصل میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکہا تھا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکہا تھا بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال وجواب یہود کے رکہا تھا کلام بیمعنی ہے اسلیئے کہ لفظ فا لفظ صامہ پر داخل ہے اور فا واسطے تعقیب کی ہے کہ جزاء و معلول پر داخل ہوتی ہے فی المسلم وشرحہ الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر ومنہ عطف المفصل علی المجمل نحو قولہ تعالی فازلہما الشیطٰن عنہا فاخرجہما مما کان فیہ وھو ای التعقیب فی کل شیء حسبہ کتزوج فولد فیصح اعتبار التعقیب وانکار المدۃ بینہما فی اقل من السنۃ لانہ لایمکن القرب فیہ عرفاً من ھذا فلا بعد ھذا التراخی تراخیا عرفاً واذا کانت للتعقیب تدخلت فی الاجزیۃ والمعلولات فانما یکون عقیب الشرط والعلۃ وکثیرا ما یدخل العلل ومنہ نحو ادفانت حر ای لانک وانتہی ل فانت آمن ای لانک آمن انتہی مختصر **وقال** العلامۃ الچلپی فی حاشیۃ علی شرح الوقایۃ لان الفاء تدخل علی الحکم لما انہ یعقب العلۃ کما فی قولک ضرب فاوجع واطعم فاشبع انتہی ان عبارات سے جزاء و معلول پر دخول فا معلوم ہے اور اس محل میں کوئی صارف جو مانع ہووے دخول فا سے مانند معلول پر موجود نہیں ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہود کی کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تھا اور مازری اور نووی کے قول سے جو اوپر گذرا یہی مفہوم ہے عدم مقبولیت خبر یہود کے اعتراض کو ساتھ تصدیق وحی یا تواتر و غیرہما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فا و بیان نووی و مازری سے بھی مفہوم ہوا کہ یہود کی کہنے سے روزہ رکہا تہا اگرچہ مع تصدیق وحی کے یا تواتر کے سبب سے ہو و شکر نجات مؤمنین و موسیٰ علیہ السلام و آمتہ کے باعث سے ہونا اقوال سابقہ سے واضح ہو چکا ہے تو اسمحل میں جو جامع براہین انکار کرتا ہے اور ظاہر حدیث کے الفاظ سے اعتراض کرتا ہے اور تحریف معنوی کرکے یہود کی کہنے پر روزہ نہ رکہنا اور بوجہ نجات کے نہ رکہنا بتاتا ہے مخالف حدیث و اقوال کے ہو کر یہ بدعت ضلالت موجب ہلاکت ہے اور بعد سوال وجواب یہود کی رکہنا جامع براہین تسلیم کرتا ہے یہ بھی بظاہر اسیہی پر دلالت کرتا ہے اور متبادر اس سے یہی ہے کہ اونکی کہنے سے رکہا تہا اگرچہ مع تصدیق وحی ہووے یا تواتر کے سبب سے ہووے بہر صورت خبر یہود ہی پر روزہ رکہنا مبنی ہوا انکار اوسکا مکابرہ صرف ہے جسکا مرتکب جامع براہین ہے اور یہ جو اس جامع براہین نے کہا کہ تسو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بغرض اعادہ علی

عادتہ تہا پس یہ احتمال رفع ہوگیا) سراسر روباہ بازی و فتنہ انگیزی ہے کیونکہ اس سے اس جامع براہین کی غرض فاسد
و مراد کاسد ہی کہ یہ روزہ بطور سرور و شکر کے نہ تہا اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ علی عادتہ ہونا اس امر کو نہین چاہتا کہ بعد سوال
و جواب یہود کے اور تصدیق اونکی خبر کی خواہ بوحی یا بہ تواتر یا دوسرے طریق سے آپنے نیت ادا شکر کے نہین کی تھی
اور بفرض اللہ ایک وقت مین ہوگیا تو بعد نسخ فرضیت کی بھی تو آنحضرت صلعم نے رکہا ہی اور حکم رکہنے کا دیا ہی اوسوقت
مین بھی یہ نیت ادا شکر ہونیکو کوئی دلیل عقلی و نقلی مانع نہین ہی صرف وہم جامع براہین اور اوسکے ہم مشربونکا اس
بارہ مین ہے کیونکہ حجت شرعیہ ہوکر ادا شکر کے طور پر رکہنے کو مانع ہوسکتا ہی اور ہمنے اوپر یہ تحقیق تمام ثابت کردیا ہی کہ بطور ادائے
شکر کے ہے یہ روزہ عاشورا کا آنحضرت صلعم نے رکہا تہا اور حکم دیا تہا پس زعم جامع براہین باطل ہوا اور یہ جو کہا
(اور احق بموسی منکم اتباعاً لا سروراً و شکراً کیونکہ سرور کا حکم تو آپنے ترک ہی کردیا تہا عن ابی موسی قال کان
یوم عاشوراء یعظمہ الحدیث) جامع براہین نے یہ صراحۃً تحریف معنوی حدیث کے کی ہے اور آپنے نادانی
و بیعلمی سے باوجود فقدان لیاقت و فہمائت حدیث دانی کی شرح حدیث کی اپنے مذہب فاسد کے موافق اوسنے کی ہے
اور حدیث کی غیر واقعی مراد لیکر آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کا بتاتا ہی اس بے انصافی و مخالفت دینیہ کا کیا
ٹھکانا ہی اوپر بخوبی معلوم ہوچکا ہی حدیث صحیح واقوال اصول سے کہ آنحضرت صلعم موسی علیہ السلام یا کسی دوسرے
نبی کے تابع نہ تھے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلعم نے عمل کیا ہے تو حکم الہی ہونے کی حیثیت سے عمل
کیا ہی نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسرے کی ہے پس جب ثبوت اوسکا بخوبی ہوگیا کہ آنحضرت صلعم متبع موسی
علیہ السلام کے ہرگز نہین ہین اور حدیث صریح بھی اس بارہ مین آچکی ہی تو ضرور لازم ہوا معنی قول آنحضرت صلعم
انا احق بموسی منکم کے یہ قرار دے جاوینگی کہ مین احق و الیق ہون ساتھ موافقت موسی علیہ السلام کے بہ نسبت
تمہارے جسکے الفاظ عربیہ یہ ہوسکتے ہین انا احق بموسی منکم ای موافقۃ اور یہ ظاہر ہی کہ موافقت موسی علیہ السلام
کی اوسوقت مین ہوگی کہ شکراً و سروراً روزہ آنحضرت صلعم کا قرار دیا جاوے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے شکراً و سروراً
رکہا تہا دیکھو اس حدیث مین دلالت واضحہ ہے اہل علم کے نزدیک اوپر حصول مقصود علامہ ابن حجر رح کے اور ایام ولاد
کی امثال مین سرور و شکر کرنے پر بطور قیاس و استنباط کو استخراج ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع براہین جیسا
کوئی حاسد و معاند نہ مانے تو اوسکا کیا اعتبار ہے **بیت** آنکھین اگر ہین بند تو پھر دن بھی رات ہی ۔ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا
اور آنحضرت صلعم کی نسبت جامع براہین نے یہ جو کہا کہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کردیا تہا اور اسکے واسطے حدیث
ابی موسی مسلم کی روایت کی ہوئی پیش کی جسکے معنے یہ ہین کہ یہود یوم عاشورا کی تعظیم کرتے تھے اور اوسکو عید ٹہراتے
تھے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ رض کو حکم دیا کہ تم روزہ رکہو انتہے خلاصہ ترجمہ اس حدیث سے ثبوت دعوے جامع براہین کا ہرگز

نہیں ہوتا ہی کہ سرور کا امر ترک کرو یا تہا کیونکہ اس حدیث میں کوئی لفظ موجود نہیں ہی کہ وہ دلالت ترک سرور پر کرتا ہو
اسمیں تو روزہ رکہنیکا حکم جو آنحضرت صلعم نے دیا ہی اوسکا ذکر ہی فعل و ترک سرور سے اس محلمیں سکوت ہی ہان حدیث ما
تقدم ہی سرور کا ثبوت معلوم ہوگیا ہی جسکا سفاہت یا تعصب سے جامع براہین انکار کرتا ہی مسلم مین دوسری حدیث بروایت
ابی موسی رضی موجود ہے عن ابی موسی قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدا ویلبسون
نساءھم فیہ حلیھم وشارتھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم یعنی یہود خیبر روزہ رکہتے تھے عاشورا کے
دن اور اوسکو عید ٹھہراتے تھے باین طور کے اپنی عورتونکو زیور ولباس زینت پہناتے تھے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
رکہو اس سے بہی انکار سرور ہرگز مفہوم نہیں ہی اگر اس فرمانے سے کہ تم روزہ رکہو کوئی انکار دوسرے امر کا خیال کریگا تو بطور مفہوم مخالف
کی خیال کریگا اور تخصیص بالذکر مستلزم نفی ما عدا زعم کرکے یہ مدعی حدیث نبوی سے حاصل کریگا اور مفہوم مخالف معتبر
حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہیں ہے چنانچہ کتب اصول اس سے مملو ہین اور بعض کتب فقہ مین بھی موجود ہی قال فی رد المحتار
فی صفحہ ۱۱۴ والمفاھیم جمع مفھوم وھو دلالۃ اللفظ علی شئی مسکوت عنہ وھو قسمان مفھوم الموافقۃ وھو ان یکون
المسکوت عنہ ای غیر المذکور موافقا للمنطوق ای المذکور فی الحکم کدلالۃ النھی عن التافیف علی حرمۃ الضرب
وھذا یسمی عندنا دلالۃ النص وھو معتبر اتفاقا ومفھوم المخالفۃ بخلافہ وھو اقسام مفھوم الصفۃ والشرط
والغایۃ والعدد واللقب وھو معتبر عند الشافعی الا مفھوم اللقب قال فی التحریر والحنفیۃ ینفون مفھوم المخالفۃ
باقسامہ فی کلام الشارع فقط ا ھ فافاد انہ فی الروایات ونحوھا معتبر باقسامہ حتی مفھوم اللقب وھو علی تعلیق الحکم
بجامد کقولک صلوۃ الجمعۃ علی الرجال الاحرار فیفھم منہ عدم وجوبھا علی النساء والعبید وفی شرح التحریر عن شمس
الائمۃ الکردری ان تخصیص الشیء بالذکر لا یدل علی نفی الحکم علی ما عداہ فی خطابات الشارع انتہی اس عبارت سے
ہویدا و ہیدا ہی کہ کلام شارع مین مفہوم مخالف لینا درست نہیں حنفیہ کے نزدیک الا خطابات شارع مین تخصیص ذکر شیئی
دلالت نفی حکم ما عدا پر نہیں کرتا ہی پس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف کرنا اور تخصیص بذکر صوم کو دال
اوپر ترک نفی سرور کے ماننا ہم حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہی اور کیونکر تخصیص بذکر صوم نفی سرور پر دال ہوگی اگر یہ صحیح
و درست ہو جاوے تو لازم آویگا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ مین جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کی ہے یہ دال ہووے
حضرت موسی و عیسی علیہما السلام پر اور آیت لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ مین ربوا دوچند حرام ہوا اور دوچند سے
کم حرام نہوا اور اسکا قائل تو زندیق ہی ہوگا پس خوب واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور مین دلالت اوپر ثبوت مطلوب جامع براہین معترض
پر ہرگز نہیں ہے اگر یہ حدیث ابی موسی رضی موہم انکار سرور و عید بالفرض مانی جاوے تو انکار عورتونکو زیور ولباس پہنانیکا جیسا کہ
یہود خیبر کرتے پہناتے تھے متوہم ہوگا نہ انکار ہر قسم کے سرور کا اور یہ ہمکو مضر و جامع براہین اور اوسکے ہم مشربون معاندین کو مفید

نہین ہی اور حدیث ابی موسی رضی اللہ سے اگر مخالفت یہود کے مفہوم ہی تو یہود خیبر کے مفہوم ہی چنانچہ حدیث ابی موسیٰؓ جو ہمین مسلم سے
نقلکی ہے اس سے اہل خیبر کی نسبت اس حدیث کا ورود ظاہر ہی اور گنگوہی نے جو حدیث نقلکی ہے وہ حدیث مختصر اسیکی
حدیث کا ہی جو ہم نے نقلکی ہے اوسکے حدیث مین مراد یہی یہود خیبر ہین پس حدیث مذکور مین مخالفت یہود کے مفہوم ہی بالفرض
تو اہل خیبر کی مفہوم نہ اہل مدینہ کی چنانچہ قول آتی ہین عبارت مجمع البحار سے یہ واضح ہو جائیگا فانتظر یہ جو کہا اس نے کہ دوسری
روایت مین ہی خالفوا الیہود پس آپ یہود کی عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہی) سراسر ابلہ فریبی
وناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی اور آنحضرت صلعم پر افترا محض ہے آنحضرت صلعم نے اتخاذ عید وسرور کے رد مین
خالفوا الیہود ہرگز نہین فرمایا ہی اور یہ جامع براہین اسیطرح براہین قاطعہ کے صفحہ دوسو ستہتر مین کہتا ہے (کہ عید عاشوراء کو بخاری
ومسلم کی حدیث صریح ہی کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کردیا ہی اور خالفوا الیہود اوسمین ارشاد فرمایا) دیکھو یہ جامع براہین نے
آنحضرت صلعم پر افترا کیا کہ عید عاشوراء کے رد مین یہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے اور بخاری ومسلم کا حوالہ دیدیا
حال آنکہ بخاری ومسلم مین رد عید عاشوراء کے بارہ مین یہ صراحۃً آنحضرت صلعم کا فرمانا ہرگز موجود نہین ہی محض افتراء
جامع براہین کا ہی منصفین علماء کو چاہی کہ بخاری ومسلم کی بحث صوم عاشوراء مین اسکو دیکھین ہرگز یہ الفاظ صریحہ اومین موجود
نہین ہین پس یہ کذب ہوا آنحضرت صلعم پر اور جامع براہین ایک مدت سے بخاری ومسلم اپنے ہم مشرب کو پڑہاتا ہی اور بکثرت
یہ مواقع ان جامع براہین گنگوہی کی نظر سے گذرے ہین یہ دلیل محکم ہی اس امر کی کہ بخاری ومسلم مین خالفوا الیہود عید عاشوراء کے
بارہ مین نہونا ان جامع براہین کو معلوم ہی اور باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ آنحضرت صلعم نے اس بارہ مین نہین فرمایا ہی اور یہ گنگوہی
اس بارہ مین یعنے عید عاشوراء کے رد کی بارہ مین ارشاد فرمانا بتاتا ہی پس اس سے تعمداً یہ کذب آنحضرت صلعم پر باندہا ہی پس مصداق
حدیث نبوی مروی صحاح کا ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذب فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے
جو شخص قصداً جھوٹ مجھپر بولے تو چاہی جگہہ اپنی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ متعمداً بولنا اگر حلال جانکر ہے
تو کل علماء کی نزدیک کفر ہی اور اگر حلال جانکر نہین ہی تو شیخ ابو محمد جوینی والامام الحرمین ابی المعالی کے نزدیک بدون حلال
جانیکی بھی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم والثانیۃ تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ
فاحشۃ عظیمۃ وموبقۃ کبیرۃ ولکن لا یکفر بہذا الکذب الا ان یستحلہ ہذا ہو المشہور من مذاہب العلماء من الطوائف
وقال الشیخ ابو محمد الجوینی والد امام الحرمین ابی المعالی من ائمۃ اصحابنا یکفر بتعمد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی وہکذا فی شرح نخبۃ الفکر یہود کی عید کے مخالفت کا حکم فرما چکنا اور عید کو مخالف صوم ہونا جو یہ گنگوہی
بتاتا ہی اپنے فہم فاسد وزعم کاسد سے بتاتا ہی آنحضرت صلعم کے قول ہی عید بمعنے سرور کا جو متنازع فیہ ہی ممنوع ہونا اور
بایں معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نکرین ہرگز مفہوم نہین اور تمام یہود کی مخالفت کہ اونمین مدینہ منورہ کی یہود بھی ہون

جنکی کہنے کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تھا اور رکہوایا تھا آنحضرت صلعم کی فرمان سے معلوم ہونا ہرگز مسلم نہیں ہی ہاں بعض یہود کی مخالفت کہ غیر مدینہ کی ہیں ایک قسم خاص کی سرمد ہیں جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اور ہمکو مضر نہیں ہی اور صوم مخالف ہر عید کا ہونا بہی مسلم نہیں ہے اور عید عاشوراء سے مراد عید حقیقی نہیں ہی جو منافی و مخالف صوم ہووے فقط سرور و خوشی نعمت الہی یاد کرکے کرنا صوم کے ساتھ جمع ہو نہیں کوئی مخالفت عقلی و شرعی نہیں ہے اور ایسے عید جائز الصوم ہو سکتی ہے قال فی مجمع البحار قوله ما ظاهره یشعر بان هذا کان ابتداء صومه بعاشوراء فیاول بانه ثبت علی صیامه از علم من الحدیث لاول انه کان یصومه قبل قدوم المدینة وقیل لعله کان یصومه بمکة ثم ترکه ثم لما علم ما عند اهل الکتاب صامه قوله عیدا فان قبل اتخاذهم عیدا نیافی صومهم ایضا فصوموا مشعر بان الصوم کان لمخالفتهم قلت لعل عیدهم کان جائز الصوم اذ هولاء الیهود غیر یهود المدینة فوافق المدنیین وخالف غیرهم انتهی اس عبارت سے عدم مخالفت عید کی ساتہ صوم اور مخالفت غیر یہود مدینہ اور موافقت یہود مدینہ کے ثابت ہوئی اور پر قسطلانی سے روزہ عاشوراء کا علی عادتہ رکہنا جامع براہین نے نقل اسواسطے کیا کہ یہ ثابت ہو جاوے یہ روزہ شکر نہ تہا اسکی بی انصافی دیکہو کہ خود قسطلانی مین ہی موجود ہی کہ ابن عباس کے حدیث سے ثابت ہی کہ باعث روزہ رکہنی کا موافقت یہود مدینہ کے ہی سبب روزہ مین کہ وہ واسطے ادا شکر خدا تعالی کے نجات موسیٰ علیہ السلام کی ہے مع موافقت عادتہ کے یا وحی کے چنانچہ عبارت صفحہ ۲۴۴ قسطلانی کے یہ ہی فالباعث علی الصیام فی غیر الباعث فی حدیث ابن عباس السابق اذ هو باعث علی موافقة یهود المدینة علی السبب و هو شکر الله تعالی علی نجاة موسی معه موافقة عادته او الوحی کما مر تقریره ویحتمل ان یکون من العظمة عند یهود خیبر فی شرعهم صومه وقد وقع التصریح بذلك عند مسلم من وجه آخر عن قیس بن مسلم قال کان اهل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیدا انتهی دیکہو اس عبارت سے واضح ہی کہ روزہ موافقت یہود مدینہ کے باعث سے سبب روزہ مین کہ وہ شکر الہی ہی تھا اور موافقت عادت یا وحی بہی اور اسکے ساتھ مفہوم تہی پس موافق عادت ہونا منافی شکر اللہ کہاں ہی خود قسطلانی کی طبارت سے شکر و عادت دونوں کا جمع ہونا ثابت ہے اور یہ بی انصافی علی عادتہ کی لفظ سے جو قسطلانی نے کہا ہی اوس سے منافات شکر بعد عادت مین ثابت کرتا ہی اور اس عبارت قسطلانی کو پوشیدہ کرتا ہی ایسے خیانت فی الدین کرنا اہل ایمان کا کام نہیں ہے گنگوہی کی عقل و فہم تو خوب معلوم ہو چکی ہے شاید کہنی لگے کہ عبارت مجمع البحار سے عید کا جائز الصوم یہود کے یہاں مفہوم ہی نہ اہل اسلام کے یہاں تو گنگوہی کی چونکہ فہم موٹی ہے اسواسطے جواب بہی بہت ظاہر و بدیہی ہم دیتے ہیں وہ یہ ہی کہ عبداللہ بن عباس رضی نے جمعہ و عرفہ پر اطلاق عید کا کیا ہی فی الترمذی عن عمار بن ابی عمار قال قرأ ابن عباس الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وعنده یهودی فقال لو انزلت هذه الآیة علینا لاتخذنا یومها عیدا فقال ابن عباس فانها نزلت فی یوم عیدین فی الجمعة ویوم

عرفة هذا حديث حسن غريب حديث ابن عباس انتہی اور حضرت عمر رضہ کے قول سے بھی ارشاد اسی طرف ہی کہ یوم عرفہ عید ہی فی الترمذی فقال عمر انی لا علم ای یوم انزلت هذه الاية انزلت یوم عرفة فی یوم الجمعة هذا حديث حسن صحيح انتہی قال البغوی اشار الی ذلک الیوم کان عیدا لنا انتہی حضرت عمر رضہ کے قول سے ساتھ بیان بغوی رح کے واضح ہے کہ یوم عرفہ کو عید فرمایا ہی پس جب عرفہ وجمعہ دونونکا عید ہونا ساتھ اقوال صحابہ رضہ کے ثابت ہی اور روزہ عرفہ کا مستحب وموجب ثواب ہونا احادیث سے ثابت ہی اور جمعہ کا روزہ ایک اول یا آخر دن ملاکر رکھی تو ثابت ہی پس یہ عید جائز الصوم ہوئی دیکھو عید کے ساتھ کہ وہ جمعہ وعرفہ ہی روزہ کا اجتماع شرعًا جائز ہوا اور روزہ مخالف عید شرعًا نہوا اگر مخالفت روزہ کی عید سے تو عید الفطر وعید الاضحی سے ہے نہ دیگر اعیاد سے پس روز عاشورا جو کہ عیدین مذکورین سے خارج ہی اگرچہ مانند جمعہ و عرفہ کی عید ہی اوسمین یعنے روز عاشورا مین روزہ کا حکم دینا مخالف ومنافی عید ہونیکے اور اظہار سرور کے نہوا اور آنحضرت صلعم کی فرمانے سے صوموا انتم سے رد عید واظہار سرور کسطرح معلوم ومفہوم نہوا گنگوہی کو علم وصحبت نہین اگرچہ درس حدیث اپنے یہان جاری کیا ہی تحت لفظی ترجمہ غلط سلط کرا دینا عالم ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی اور ایسا آدمی علماء مین شمار نہین ہوتا ہی اس بیعلمی ونافہمی سے جامع براہین خیال کر گئے کہ ہر عید منافی روزہ کی ہے اور یہ وہم کرلیا کہ عید عاشورا عید ہے اور ہر روز عید منافی ومخالف روزہ کی ہے پس عید عاشورا بھی منافی ومخالف روزہ کی ہے اور جب منافی روزہ کے ہوئی تو حکم روزہ کا اوسمین فرمانا عید کا واقع ورافع ہی اور یہ خیال نکیا کہ احادیث صحاح سے سوائے عیدین معروفین کے دیگر اعیاد مین روزہ دافع ورافع عید کا نہین ہی اور کلیت کبری جو شرط انتاج شکل اول ہی اوسکی فقدان کی سبب سے دلیل مستقیم نہین ہوسکتی ہی اور قول احق ہوسکی منکلم کو بطور الزام کے جو یہ جامع براہین قرار دیتا ہے اور یہ وجہ صوم ہونیکو منعکر تا ہی اوسپر یہ متفرع کرتا ہی کہ یہ صوم آنحضرت صلعم کا بطور اعادہ شکر وسرور کے نہ تھا سراسر جہالت وسفاہت ہی بلکہ بدعت ضلالت ہی کہ معنی حدیث کی خلاف ظاہر ومتبادر وتمام علماء کے خلاف یہ جامع براہین بیان کرتا ہے کسی نے یہ معنی خلاف ظاہر نہین کئی ہین اور کوئی دلیل مساوی یا قوی معارض معنی اس ظاہری کی کہ یہ وجہ صوم کی آنحضرت صلعم نے بیان فرمائی موجود نہین ہی اور کسی حدیث سے معارض ہونا ان معنی ظاہر یکا اس جامع براہین نے بیان کیا ہی پس یہ صرف نص حدیث کا ہی ظاہر سے بدون معارض کے جو دلیل قطعی ہووے اور یہ مخالف مسئلہ عقائد کے ہی کہ نص کتاب وسنت محمول اپنے ظاہر پر جبتک کوئی صارف قطعی موجود نہووے فی شرح العقائد والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها ما لم يصرف عنها دليل قطعي كما في الايات التي تشعر بظواهرها بالجهة والجسمية ونحو ذلك انتہی کوئی دلیل قطعی صارف معنی ظاہر سے یہان حدیث کی بارہ مین موجود نہین ہی اور باوجود اُسکی معنے ظاہر ہی پھر جامع براہین محمول نہین کرتا ہی پس مخالف عقائد اہل سنت کی اوسکا عقیدہ ہوا اور بطور الزام کے یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا جو بتاتا ہی تو اوسکو یہ خبر

نہین ہی کہ الزام کونسا محل وموقع ہوتا ہی وکسوقت دلیل الزامی بیان کیجاتی ہے اورکس چیز کے ساتھ الزام دیا جاتا ہی امام
ابن الہمام فتح القدیر کی جلد ثانی صفحہ ۵۹ مین فرماتے ہین کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلیئے کہ حقیقت اوسکی یعنے
الزام کی نقض مذہب خصم کا ہی ایسی چیز کے ساتھ جسکی صحت کا ملزم معتقد نہین ہوتا ہی اور نقض مذہب خصم سے مذہب ملزم کی
صحت ضروری وواجب نہین ہوتی مگر بطریق عدم قائل بالفصل کے اور یہ اوسی وقت مین ہی کہ جس چیز کے ساتھ نقض کرتا ہے
وہ اوسکے نزدیک بھی صحیح ہووے والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقض مذہب الخصم بما لا یعتقد
الملزم صحیحا ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ الا بطریق عدم القائل بالفصل وھذا
لا یکون الا اذکان مانقض بہ مما یعتقدہ صحیحا انتہی بقدر الحاجۃ پس جب الزام کا حال معلوم ہوچکا تو جاننا چاہی کہ
یہ محل تنازع ومناظرہ کا یہود سے ہونا حدیث سے ثابت نہین کہ آنحضرت صلعم نے یہود سے مناظرہ کیا ہووے اور اپنی مدعی حق پر اول استدلال
لاچکے ہوون بعدہ الزام آنحضرت صلعم انکو ایسے چیز سے دیتے ہوون کہ آنحضرت صلعم اوسکی صحت کے معتقد نہوون اگر گنگوہی یا کوئی اوسکا چیلہ جانتا ہے
اور صحبت کسی عالم سے فیض یاب حاصل ہی تو ثابت کرے کہ جو جواب الزام کیواسطے ہوتا ہم نے بنقل امام ابن الہمام بیان کئے ہین اسمحل مین موجود ہین ورنہ اوسکے
جہالت وسفاہت وعدم اطلاع علم مناظرہ سے ثابت ہی پس جب الزام ہونا باطل ہے تو بیان وجہ صوم کی طور پر ہونا اوسکا واضح ہی اور بطور بنا فاسد علی الفاسد کے
جو کہا تہا کہ یہ صوم بطور اعادہ شکر وسرور کے نہ تہا باطل ہوا اگرچہ اول بھی بطلان اوسکا معلوم ہوچکا ہی اسکی آگے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ
قیاس کسی چیز پر کیا جاتا ہی عجب ہی کہ ابن حجر جب ایسا فرماوے یہ تمام جہالات وسفاہات سابقہ پر اسنے مبنی کیا ہی جسکا بطلان اظہر
من الشمس ہے اسلیئے کہ جب امور ماتقدم کا فساد ظاہر ہوگیا یہ مبنیات خود عاطل وباطل ہوگئی اور قیاس ابن حجر پر تعجب کرنا ہی جہالت
وسفاہت کی سبب سے ہی صدہا برس کا عرصہ ہوا فضلاء بڑے بڑے گذرے کسی نے قیاس ابن حجر کو باطل وغلط نہ بتایا اور اوسپر
تعجب نکیا اور کیونکر تعجب کرتی وباطل بتاتی جب کہ وجود صحت وفقدان وجوہ بطلان ہے جب یہ قیاس موصوف ہے چنانچہ ہمارے اقوال سابقہ
سے معلوم ہوگیا ہی اور جامع براہین کی علم وانصاف کا حال کہلگیا ہی اور جامع براہین کو قیاس ابن حجر سے اسواسطے تعجب ہوا کہ
اسمین علم وانصاف نہین جو صحت قیاس سے واقف ہووے اور عقیدہ باطلہ سے تائب ہووے اور کیونکر اقرار صحت قیاس کرے
اور تعجب ظاہر نکرے اسکی پیشوایان مولوی اسمعیل وغیرہ کہ یہ خلاف ہی اور گنگوہی کو ترک اتباع اپنے ابا وپیشوایونکا نہایت
دشوار ہے جسطرح پہلے لوگ توحید سے تعجب کرتے تھے جنکا مقولہ خدا تعالی فرماتا ہی اجعل الالہۃ الہا واحدا ان ھذا
لشیئ عجاب یعنی کیا گرداندیا اور کردیا نبی صلعم نے الوہیت کو جو تمام معبودونکی واسطے ہی فقط ایک ہی معبود کیلئے یہ تو
بڑی عجب بات ہی اسلیئے کہ یہ ہماری متبعین کے خلاف ہی اور جسطرح تعجب کیا تھا اس سے کہ رسول منذر اونکی ہی جس سے اونکے
پاس آئے تھے بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا شیئ عجیب ایسے تعجبات کچھ نئے نہین ہین
ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے اقوال سے تعجب کرتے چلے آئے جامع براہین نے تعجب ابن حجر کی قول وقیاس سے کیا تو کیا ہوا اوس

اس تعجب ہی کسی مسلمان کو نقصان جامع براہین کو کچھ فائدہ نہیں ہی اب جامع براہین اپنی گریبان میں منہ ڈالکر دیکھی کہ صاحب
انوار ساطعہ کا تعجب امکان کذب باریتعالی پر محض لاعلمی ہے جو یہ بتاتا ہی اول کتاب میں باوجودیکہ امکان کذب باریتعالی مخالف
تمام اہل اسلام بلکہ تمام عقلا، حکما، وغیرہم ہی تو اب اوڑگیا پر خوب واضح ہوگیا کہ صاحب انوار کی لاعلمی ہے یا ابن حجر کی قول پر تعجب
کرنیمین اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع براہین فی صفحہ ۱۶۵ اگر کوئی تسلیم بھی کرتا تو اعادہ نفس شکر یوم معین نکلنا فاکہانی
کی دو اعتراض تھے سو ہیئت اجماعی کا بدعت ہونا تو اب بھی رفع نہ ہوتا بہرحال اول اس حدیث کی اصل ہونیمین ہی کلام ہی کہ ہرگز
اس سے اعادہ شکر و سرور کا یوم معین میں نہیں نکلتا اگر معلوم ہووے تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہو چکی اور مولود مروجہ
کو تو کسی وجہ سے مشابہت نہیں پس محقق ہوگیا کہ جواز قیود میں حجت قیاس سے بھی کچھ ثبوت نہیں لہذا حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ
کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال بے معنی کو دیکھنا چاہیے **اقول** وباللہ التوفیق جسقدر روباہ بازیان وابلہ فریبیان
جامع براہین نے کین سبکا بطلان واضح ہوگیا اور اعادہ شکر روز معین میں ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قول فاکہانی نے
کوئی دلیل شرعی نہیں اوسنے جو انکار کیا تو اسکا انکار دین الہی میں دلیل نہیں ہی اور بدعت جو قرار دیا اجتماع کو تو اوسکو مبنی
اس غلطی فاحش پر کیا کہ بدعت کو منحصر حرام و مکروہ میں کیا اور اس انحصار پر کوئی دلیل نہ اوسنے پیش کی ہی اور نہ
فی الواقع کوئی دلیل اس انحصار پر موجود ہی بلکہ باقوال مجتہدین محققین جو مذکور ہوئی اونسے بطلان انحصار بدعت کراہت
و حرمت میں معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا کہ بدعت واجب و مستحب و مباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکہانیکا ہرگز وارد ہی
نہیں ہی اسیواسطے جمہور نے قول فاکہانی اوسکی ہی زمانہ میں اور بعد زمانہ اوسکی کی لغو جانکر اور اوسکی طرف التفات
اور اوسکی خلاف بلادلیل کا اعتبار نکیا بلکہ اوسکو محققین نے بڑے زور شور کے ساتھ رد کردیا کما بیّنا سابقًا اور اون کی زمانہ
کی بعد کسی محقق و منصف و ناصح نے انکار نکیا اور تمام ملکوں اہل اسلام میں اس محفل مبارک کا شیوع ہوا اور اکابر علماء و فضلا
نے اسکو جائز کہا جنکا استحسان دلیل شرعی و مانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہی اگر بالفرض انکار فاکہانی پر کوئی دلیل بھی قائم
ہوتی تب بھی بعد حدوث اتفاق محققین و استحسان مسلمین صالحین کے جو ملحق بالاجماع ہی قال فی نور الانوار نے فی صفحہ ۵ پانچ
و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکہانیکا باقی نہ رہنا و بمقابلہ اتفاق و استحسان ساقط ہونا ظاہر ہی چنانچہ توضیح
سے اوپر گذر چکا ہی اور اوپر فتاوی سے مافلا من السغناقی گذر چکا ہی لما اجتمع فقہاء الامصار علی شئی فقول الواحد یخالف
قولہم یکون خلافا لا اختلافا انتہی جس سے واضح ہی بمقابلہ فقہاء امصار قول مخالف کا اختلاف نہیں ہی خلاف ہی اور خلاف کے
معنی بھی درمختار سے اوپر واضح ہو چکی ہیں کہ بے دلیل ہوتا ہی اور معتبر نہیں ہوتا ہی اور اس محفل میں حاضر ہونا علماء و فضلاء کا اور انکا
نکرنا کسی کا بھی قول ملا علی قاری سے اوپر گذر چکا ہی اور بمقابلہ جمہور قول بعض مرجوع ہونا اور فتوی قول جمہور پر دینا چاہیے
اور مخالفت جمہور سے عاقبت و انجام بخیر ہونا بھی اوپر معلوم ہو چکا ہی پس قول فاکہانیکو معتبر و قابل التفات بمقابلہ جمہور جاننا اور اوسکے

اعتراض کا لحاظ کرنا جامع براہین جیسے آدمی کا کام ہی جسکی فہم وعقل مختل کا حالی جابجا ظاہر ہوتا جاتا ہی اور عقیدہ ایمان کہلاتا جاتا ہی حدیث مذکور کا اصل ہونا اور اعادہ شکر وسرور کا ثبوت بھی بخوبی معلوم ہو گیا پس حدیث کی اصل ہونیمیں کلام ہونا جو جامع براہین کہتا ہی اور یوم تعین اعادہ شکر وسرور کا اوس سے نہ نکلتا جو بتاتا ہی سب کا بطلان واضح ہی اور قیاسکا بطلان کیواسطے جو جامع اس گنگوہی نے پیش کی تھی اوسکا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارات علماء وخیانت عبارت توضیح وتلویح اوسکیا ہی بخوبی ظاہر ہو گیا پس قیاس محفوظ مضمون بطلان سے رہا اور مولود مروجہ کو مفید ہونا قیاس کا باحسن وجہ ظاہر ہی کوئی اپنی جہالت سے مقید بجانی تو اوسکو اپنی عقل فہم پر رونا چاہئے اسمیں ابن حجر وجلال الدین سیوطی رح یا دوسرے کسی مسلمانکا کیا قصور معاندین تو بدیہات وقطعیات وضروریات دین سے بھی انکار کرتی ہیں اور ادلہ قطعیہ کا مفید نہونا بتاتی ہیں جامع براہین اور اوسکے ہم مشرب قیاس ابن حجر وجلال الدین سیوطی رح کا مقید نہونا مولود مروجہ کے حقمین نہیں مانتے تو کیا بڑی بات ہے انکو کوئی مسلمان منصف ایسا کہتا تو اوس سے تعجب تھا وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں اور جواز قیود کا ثبوت حجت قیاس سے بخوبی ثابت ہی اور جو کچھ وساوس ان جامع براہین نے قیاس پر پیش کئے تھے ان تمام کا بطلان اوپر معلوم ہو چکا ہی اعادہ کی کچھ ضرورت نہیں ہی اور یہ جو جامع براہین نے کہا کہ ادلہ حجج اربعہ ہی بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہو گیا فللہ الحمد اب مؤلف کی اقوال بیمعنی کو دیکھنا چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ ان جامع براہین کی بیعلمی کی انتہا نہیں ہے اب ہی جلال الدین سیوطی وابن حجر رح کے قیاس پر وساوس پیش کر رہا تھا اور بہت ہی روباہ بازیاں اور ابلہ فریبیاں کیں کچھ پیش نچلی الزام فاش اٹھایا اور زک سخت کہائی اور مکبوب علی وجہہ ہوا اور قیاسکی سلامتی وساوس سے ثابت ہوئی اور کوئی وسوسہ اونکا کارگر نہوا ابن حجر کے مقابل ہوکر اور پہاڑ میں سر مار کر مشجوج ومرضوض ہوا یعنے اپنا سر پھوڑا اور کچھ نہ ہو سکا روتے روتے یہ نالہ وفریاد نئی شروع کر دی کہ حجج اربعہ سے بدعت ہونا محقق ہو گیا اتنی فہم نہیں اور اسقدر ہوش وحواس نہیں کہ آئی کونسی آیت وکونسی حدیث وکونسا اجماع اور کونسا قیاس پیش کیا ہی بدعت محقق ہونیکیواسطے جو حجج اربعہ سے بدعت ہونا بتاتا ہی ہر ادنی طالب علم بھی جانتا ہی کہ حجج اربعہ قرآن حدیث واجماع وقیاس ہے ان چاروں سے ثبوت کسی چیز کا ہوے جب یہ کہنا سمجھ ہوتا ہی کہ حجج اربعہ سے محقق ہے اور جب چاروں سے ثبوت نہیں تو حجج اربعہ سے ثبوت محقق ہونا کوئی کہی تو وہ سراسر جھوٹا ہی گنگوہی نے بدعت ہونا تو ایک سے بھی ثابت نہیں کیا چہ جائی کہ چاروں سے ثابت کیا ہو اور اگر جامع براہین یا اوسکا کوئی حیلہ یہ کہی کہ چاروں حجتوں سے جب محفل میلاد ثابت نہوئی تو چاروں سے ثبوت بدعت کا ہو گیا ہی یہ مراد قول مذکور سے ہی تو اوسکی جواب میں کہا جاویگا کہ یہ بھی سراسر سفاہت وبیعلمی ہے کہ کسی دلیل سے کسی چیز کا جواز مثلاً ثابت نہیں ہوا تو اوس سے عدم جواز ثابت ہو گیا۔ دیکھو یہ قضیہ مقررہ کہ عدم ثبوت الشیئ لایستلزم ثبوت عدمہ محدثین کے نزدیک بھی مسلم ہی کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم حدیث لازم نہیں آتا ہی اور اسقدر سے موضوعیت حدیث کا حکم نہیں دیا جاتا ہی چنانچہ قول زرکشی سے یہ مفہوم ہی جامع براہین بیچارہ کو اسقدر علم وفہم کہاں ہی کہ یہ سمجھے اور اہل سنت وجماعت کا تو ادنی طالب علم بھی یہ سمجھتا ہے طرفہ تر یہ ہی کہ اس بیعلمی سے اور جھوٹ

ہے الحمد للہ یہی آپ فرماتے ہیں اور اعجوبہ یہ ہے کہ آپکی فہم و علم کا یہ حال اور مؤلف انوار کے اقوال کو جس کے انوار ساطعہ کی چمک
و دمک آسمان تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکے لمعات کی جھلک قلوب صافیہ از کدورات نفاق و عناد میں سمائی ہوئی ہے
بیمعنی ہونا قرار دیتے ہیں ہاں جامع براہین صاحب کے فہم عناد و تعصب سے خالی نہیں ہے اسواسطے مؤلف انوار کے اقوال کے معنی اوسکے
فہم میں نہیں آتی اسلیئے بیمعنی ہونا کہدیا ہے جامع براہین نے اور جب مرض عناد و تعصب دور ہوگا اور دیدہ حقبین حاصل ہوگا اوسوقت
جامع براہین و دیگر وہابیہ کو معنے اقوال انوار ساطعہ کے معلوم ہوجاوینگے اور نور علی نور ہوکر نظر آجائینگے اوسوقت جامع براہین و دیگر
وہابیہ کے حقمین مؤلف انوار ساطعہ کیطرف سے یہ شعر کافی ہے ؎ ولو خفیت علی الغبی فعاذر ٭ ان لا ترانی مقلۃ عمیاء
پھر اب ہم طرف قول براہین صفحہ ۱۶۶ کی رجوع کرتے ہیں چونکہ صفحہ مذکورہ میں اس گنگوہی نے کہا تھا کہ قیاس کا حال معلوم ہوچکا اگرچہ بعض اقوال
جامع براہین کے تردید کر کے اوسکے فہم علم پر اور بے انصافی و تعصب اتم پر واقف کردینا منظور ہے اسواسطے صفحہ مذکورہ سے ماتقدم کے
بعض اقوال ہمنے نہیں لیئے تھے لیکن اس ضرورت سے کہ شاید بعض لوگ دہوکا کہا دیں کہ قیاس جلال الدین و ابن حجر جس سے استحباب
اس محفل میلاد شریف کا ثابت ہے فی الواقع جیساکہ جامع براہین کہتا ہے کام کا نہیں ہے اسواسطے اون ماتقدم کو جنمیں قیاس کے
ابطال کیواسطے جامع براہین ذریعہ بنکا ہے اور کچھ نہو سکا ہے اور بعض اقوال قول قیاس والوں سے پہلے کی بھی ذکر کردی تاکہ بخوبی
حال قیاس کا معلوم ہوجاوے کہ وساوس جامع براہین سے کچھ اوس قیاس میں نقصان نہیں آیا اور یہ تمام وساوس مدفوع
ہیں اور بضرب اہل اسلام لا الہ الا اللہ و اعوذ باللہ و لاحول و لاقوۃ الا باللہ مردود و مطرود ہیں اور قیاس جلال الدین کیواسطے
و ابن حجر کو کام کا نہونا ان وسوسوں کے سبب سے گنگوہی کہتا ہے پس جب تمام وساوس اوسکی دفع ہوئی اور کوئی وجہ خرابی قیاس
میں ہونا ثابت نہوئی تو بلاشبہ قیاس کام کا ہے اور جامع براہین کے حقمین خسران ثابت ہے صفحہ ۱۶۶ میں جامع براہین نے بعد قول
خود کے ۱ اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہاں کام کا نہیں یہ قول کہا ہے اور قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں پس سب آپکی علما
کا فتوی لا یعبا بہا ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا جامع براہین کا کام عناد و انکار بدیہات ہے خدا تعالی کا خوف نہیں اور بندوں سے
شرم نہیں مؤلف انوار ساطعہ نے اثبات محفل میلاد شریف کیواسطے و رفعنا لک ذکرک اور اوسکی تحت کی عبارت تفسیر کبیر کے
کان اللہ تعالی یقول املأ العالم من اتباعک کلھم یثنون علیک و یصلون علیک لکہی اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ میں یہ محفل
داخل ہے اسلیئے کہ ایسی محفلوں میں کثرت درود شریف کی اسقدر ہوتی ہے کہ اور مجالس وعظ و تدریس میں نہیں ہوتی اور معجزات و کرامات
و حلیہ شریف کا ذکر ہوتا ہے پس یثنون علیک و یصلون علیک اس محفل پر صادق ہے اور پیغمبر خدا کی پر آواز بلند پڑہنیسے شان رفعت
و رفعنا لک ذکرک کے ظاہر ہے اور وہ روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو صحابہ نے تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں اونکو بیان
فرمایا ہے اور طبقہ بعد طبقہ ہم تک وہ ذکر پہونچا اگر یہ ممنوع ہوتا تو نہ صحابہ ذکر کرتے نہ ہم مدائح و مناقب آنحضرت صلعم کے مجالس میں
بمقتضائی و رفعنا لک ذکرک کے آفاق میں منتشر کرتے یہ بیان مؤلف انوار کا بہت عمدہ ہے جامع براہین اس تقریر کے انوار دیکھکر

متحیر و پریشان ہیں کچھ جواب نہ بن پڑا عاجز ہو کر جھنجھلا کر صفحہ ۱۴۶ مین مؤلف انوار ساطعہ کے حق مین زبان درازی کرنے لگا کہ مؤلف کو بالکل ہوش نہین کہ سمجھے اور گنگوہی کہنے لگا کہ یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہی بسبب قیود غیر مشروعہ اگر اوس مین جیرات و میرات بہی ہون ہان اگر یہ تمام قیود و امور غیر مشروعہ رفع ہو جاوین تو بیشک آیت مین یہ محفل داخل ہے او منبر و چوکی بلکہ مینار پر چڑہ جاوے جب ہی رفعت نہین ہی یہ قول جامع براہین فی کہکر عبارت رد المحتار کی ذکر کی واقبح منہ النذر بقرأة المولد فی المنائر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایھاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے بعد کہا کہ منارہ پر پڑہنے مین رفعت نہین بلکہ اشتمال لعب و غنا کی سبب سے اقبح ہو گیا یعنی منارہ پر پڑہنا مولود کیونکر رفعت مین داخل ہی کہ مبتدعین و فجار کی توقیر ہوتی ہی اور قنادیل و تبذیر سے وہ محفل مظلم ہوتی ہے اور دونون امر کی مذمت نصوص مین موجود ہی اور آیات معجزات کی جواب مین جامع براہین فرماتی ہین کہ ہیئت کذائیہ صحابہ سے ثابت نہین ہی پس اس ہیئت سے ممنوع و بدعت ہونا ہمکو صحابہ سے منقول ہو کر معلوم ہوا پھر مؤلف انوار کو کہا کہ مولف کی عقل ناتمام کو دیکہنا ہی کہ جواز درس ذکر فخر عالم کو یہان ثابت کرتا ہی تابعین کے مراد سے بیخبر ہی کہ وہ اوسکے مانع ہین جسکا ممنوع ہونا منصوص ہے اور ثابت الاصل ہونا جو مؤلف انوار نے ذکر کیا ہی سو جامع براہین فرماتی ہین کہ ذکر و کثرت ذکر کا کسیکو انکار نہین مؤلف کی فقط کمفہمی ہے ان روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تھا بار بار ذکر آپکا کرتی تہے جو کچھہ اونکا ذکر تھا وہ عین محبت تھی جسکو اس ذکر مین غلط نکیا بلکہ ذم اوسکی فرمائی وہ ممنوع تہا پس اوس طبقہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئے سو قیود مروجہ مجلس بماریوقت کی مذموم ہوئی مگر مؤلف کو کچہ فہم نہین) یہ جواب جامع براہین نے مولف انوار کے قول کا دیا جس سے علم و فہم جامع براہین کا ظاہر ہی منصفین خود جانتی ہین کہ یہ جواب نہ موافق عقل کی نہ موافق نقل کے بلکہ ایک ہذیان ہی جو بمقابلہ آیت قرآنی و عبارت تفسیر و غیرہا کے جامع براہین سے صادر ہوا ہی اور مقدار علم اپنا اذکیا ہر ظاہر کیا ہی کہ تا بکجا رسیدہ ہست بار بار جلجل کر مؤلف انوار پر تبرا کا اظہار ہی تو یہ طریقہ روافض و خوارج کا ہی یہ جامع براہین بسبب قیود و غیر مشروعہ کہ اس محفلکو آیت مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً از قسم المحروف کہتا ہی کہ جہل مرکب کے سبب سے خارج ہونا جامع براہین بتادے اور ایسی جہل مرکب اپنی کو یقین و قطع خیال کرے تو یہ خیال پر اختلال جامع براہین کا دوسرون پر حجت نہین ہی جسکے منہ کا مزا بسبب مرض صفراوی کی تلخ ہوئے وہ ماکولات و مشروبات کو تلخ کہی تو دوسرونکے نزدیک جو مریض نہین وہ ماکولات و مشروبات تلخ کیونکر ہو جاوینگی اور دوسرون کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کیون تلخ قرار پاوینگی محفلین قیود اجتماع و تاریخ معین و غیرہا جنمین کلام ہی غیر مشروع ہرگز نہین ہین یہ ابہی اوپر گذر چکا ہی اور قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے ثابت کر دیا ہی اور اوس قیاس کا سالم ہونا بطلان و سقوط سے واضح ہو چکا ہی پس قیود محفلکو غیر مشروع قرار دینا اپنی طرف سے شرع بنانا ہی اور ادعاء شارع ہونیکا کرنا ہی جامع براہین کو خود فہم نہین مشروع کو غیر مشروع بدون اقامت دلیل غیر مشروعیت کی صرف اپنے

قول سے جو مولف انوار پر حجت نہین ہی بلکہ کسی مسلمان پر حجت نہین ہی بناتا ہی اور اُس سے خارج ہونا محفلکا آیت سے
بنا کرتا ہی اور مولف انوار پر طعن کرتا ہی الغرض قیود کا غیر مشروعہ ہونا مولف انوار کے مسلمات سے بھی نہین اور نہ کسی دلیل
قابل قبول علمائے فحول سے اون قیود کا غیر مشروعہ ہونا جامع براہین نے ثابت کیا ہی اور نہ اقوال علمائے معتبرین محققین اُسنے
پیش کئے ہین جن سے غیر مشروع ہونا قیود مذکورہ ثابت ہوجاوے اور فاکہانیکا قول جو اُس نے پیش کیا تہا اوس
قول کا بمقابلہ جمہور محققین ساقط الاعتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ مین اوس پر فتوی دینے سے جاہل وخارق اجماع ہونا
اور اوسکے قول فی نفسہ کا دلیل شرعی نہ ہونا اوپر مذکور ہوچکا ہی پہر قیود محفل کا غیر مشروع ہونا کسطرح مولف انوار
و دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہووے اور اُس پر مبنی خروج محفل آیت مذکورہ سے ہووے پس بلا شبہ آیت مذکورہ مین
محفل داخل ہی اور فہم جامع براہین پر آفرین ہی کہ بلا دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرتا ہی اور الزام ما لا یلزم دینا چاہتا ہی یہ فہم و
الزام کسی وہابی پر حجت ہویگا جو جامع براہین کے فہم وقولکو حجت شرعیہ جانیگا اور اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کا منکر ہوگا کوئی
مسلمان تو جامع براہین کے قول وفہم کو قبول ہرگز نہین کریگا بلکہ یہ صاحب قول مولف انوار کو ہی نہین سمجہے ہین
مولف انوار دخول محفل میلاد کا آیت مذکورہ مین بسبب کثرت درود وثنائی مانند ذکر معجزات وکرامات وغیرہا کے لکہتے
ہین اور اس حیثیت سے دخول کو جامع براہین بھی مانتا ہی چنانچہ خود کہتا ہی کہ قیود غیر مشروعہ رفع ہوجاوین تو بیشک
آیت مین یہ محفل داخل ہے اور درود وثنا مین فی حد ذاتہا کوئی غیر مشروعیت نہین ہی اور یہ امر بدیہی ہے قطع نظر دوسرے قیود سے
کہ وہ مشروع ہین یا نہین یہ اپنی جگہہ پر ہی اور مولف انوار نے اسکی تصریح نہین کی کہ بحیثیت قیود متنازع فیہا یہ محفل داخل
آیت مین ہے جو جامع براہین انکار کرنے لگا اور محفلکو خارج آیت سے کہنے لگا الغرض جس حیثیت سے مولف انوار
کی قول سے دخول محفل آیت مین مفہوم ہی اوس کا رد قول جامع براہین سے نہوا اور جسکو گنگوہی رد کرنے لگا ہی اوس سے
قول مولف انوار ساکت ہی اگرچہ اپنی جگہہ پر ثابت ہی کہ جب قیود اجتماع وتاریخ کا مثلا غیر مشروع ہونا ثابت نہوا اور
استحسان جمہور علمائے محققین علی مر الاعصار سے اون قیود کا ثبوت ہی تو اونکی یعنے قیود کے مشروعیت بلا شبہ ثابت ہے
پس اس حیثیت سے بھی یہ محفل خارج آیت سے نہین ہی پس جامع براہین کے قول سے نہ اوس حیثیت کا رد ثابت ہوا
جس حیثیت سے دخول محفل مولف انوار کے قول سے مفہوم ہی اور نہ اوس حیثیت کا رد ہوا جس سے قول مولف انوار
ساکت ہی اس محلمین کیونکہ وہ حیثیت قیود کی غیر مشروع نہین ہی پس یونہی لچر وپوچ ہی یہ قول جامع براہین کا اگر بالفرض
والتقدیر کوئی قید کراہت بہی اس محفلمین موجود ہوتی اور خیرات ومبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت مین داخل ہے
فی الواقع موجود ہین تب بہی یہ مسلم نہین کہ وہ قید کراہت محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کسطرح سے مصداق
آیت نہ قرار دیجاوے اور مع قید کراہت ادا کرنے سے یہ کہا جاوے کہ مقتضی آیت کا اس محفل مین مفقود ہی اور مقتضی آیت کا

وجود ہرگز کسیطرح نہین ہوا ہی دیکھو آیت اقیموا الصلواۃ آیت قرانیہ ہی مقتضی اسکا طلب ادا نماز ہی اگر کوئی شخص نماز مع
قید کراہت ادا کرے تو اوس نماز مع قید کراہت کو یہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہی کہ یہ مقتضی آیت اقیموا الصلواۃ کا نہین ہے
اور مقتضی اوسکا موجود نہین ہوا ہی اور یہ قید کراہت ادا کی منافی ہی اور یہ فرد ادا نماز کا نہین ہی اور ذمہ اوس مصلی کا فرض
وقت سے بری نہین ہوا ہی ہان جامع براہین سا کوئی سمجھدار آدمی ہووے یہ کہدے تو کچھہ تعجب نہین ہی کیونکہ جامع براہین کا
فہم و مذہب تمام جہان سے نرالا ہے قیام کراہت کو برابر قیام فساد کے خیال کرنا اور مقتضی ادا سے خارج کر دینا انہین کا کام
ہی علما محققین تو مثبت بالنص کو اگرچہ مستلزم کراہت کی ہو اوسکو بھی ماموربہ مطلوب شارع مین داخل ہونا فرماتے ہین
اور کراہت کا مفقود ہونا اظہار کرتے ہین یہ نہین کہتے کہ امر مثبت بالنص کو کراہت کی لزوم کے سبب سے ترک کردو بلکہ بعض
محققین قائل ہین کہ امر مطلق سے انتفاء کراہت نہین ہوتی ہی اسلیئے وقت غروب کے اوسہی روز کی عصر کی نماز و طواف
محدث باوجود مکروہ ہونے کے ماموربہ مانتے ہین اور محققین امر مطلق سے انتفاء کراہت کے قائل ہین وہ بھی ان دونون
کو ماموربہ مانتے ہین اور کراہت نفس ماموربہ مین نہونیکے سبب سے امر خارج مین کراہت کا ہونا ماموربہ کی حق مین غیر مضر
فرماتے ہین نور الانوار مطبع مصطفائی کے صفحہ ۴۱ مین ہے والصحیح عند الفقہاء انہ تثبت بہ صفۃ الجواز للمامور
بہ وانتفاء الکراہۃ ای المذہب الصحیح عندنا انہ تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفۃ الجواز للمامور بہ وھو
حصول الامتثال علی ما کلف بہ والا یلزم تکلیف ما لا یطاق ثم اذا ظہر الفساد بدلیل مستقل بعدہ یعیدہ
واما الحج فقد اداہ بہذا الاحرام وفرغ عنہ والامر بالحج صحیح فی العام القابل بامر مبتداء وعند ابی بکر الرازی
لا یثبت بمطلق الامر انتفاء الکراہۃ لان عصر یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعا والطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعا
قلنا ذلک الکراہۃ لیس لنفس المامور بہ بل بمعنی خارج وھو التشبیہ لعبدۃ الشمس وکون الطائف محدثا ومثل ھذا غیر مضر
انتہی اور کبھی کراہت سے بچنا مع اقبال علی العزیمۃ نہین ہو سکتا تو کراہت معفو عنہا ہوتی ہی فی نور الانوار فی صفحہ ۸۰ لا یقال ان من شرع صلوۃ العصر فی اول الوقت
ثم مدھا بالتعدیل والتطویل الی ان غربت الشمس فہذہ الصلوۃ قد تمت ناقصۃ وکان شروعہا فی الوقت الکامل لانا نقول انما یلزم
ھذا ضرورۃ ابتنائہ علی العزیمۃ فی کل صلوۃ ان یودی فی تمام الوقت فالاحتراز عن الکراہۃ مع
الاقبال علی العزیمۃ مما لا یجتمع قط فجعل ھذا القدر من الکراہۃ عفوا انتہی پس جب ذکر صلواۃ وثنا مین کراہت
کچھہ نہین اور کسی امر خارج مین کراہت پائی جاوے یا عزیمت ذکر وصلوۃ وثنا کو لازم ہو جاوے تو یہ مقتضی آیت کی پائے
جانیکو غیر مضر ہی اور اس کراہت کی سبب سے آیت سے خارج ہونا محفل میلاد کا لازم نہین آتا ہی بہر تقدیر قول جامع براہین
کا بیفہمی و بیعلمی سے صادر ہوا ہی ایسے محلین کراہت کا وہم ہووے تب بھی عفو قرار دینا چاہی جیسا کہ صلواۃ عصر مذکور کے کراہت
عفو علماء نے قرار دی ہی یہ تو وہ کرے جسکو علم و فہم و انصاف کی نعمت ملی ہوئی ہو مگر جو اس سے بے بہرہ ہی وہ اسکا عامل کسطرح

ہوسکتا ہی

ہوسکتا ہی نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع براہین نے نقل کی اسواسطے
کہ منبر و چوکی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہیں ہوتی ہی یہ بھی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہی کہ نذر کرنا ایسے
مولود خوانیکا جو لہو و غناء یعنے راگ و باجے کے ساتھ ہووے منارہ پر قبیح تر ہی قباحت کیوجہ ظاہر ہی کہ راگ و باجہ حرام ہونا آیات
قرآنیہ واحادیث نبویہ سے صراحتاً ثابت ہی اور اس پر اتفاق جمہور محققین بلکہ مجتہدین فقہاء کا ہی چنانچہ من یشتری لہو الحدیث
وبعثت لمحق المعازف والمزامیر و دیگر احادیث نبویہ اس پر دال ہیں اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غناء کی حرام جاننے پر ۲۲ یا ۲۵
مجتہدین کا متفق ہونا تفسیر احمدیہ میں فرماتے ہیں اور علامہ تفتازانی و میر سید شریف شرح خلاصہ کیدانی میں حرام متفق علیہ کی
مثال سماع زمانا کو فرماتے ہیں جسکا استحلال کفر ہی اور جو امر محقق ہو گیا کہ نذر معصیت حرام ہی یہ وہ محفل میلاد جو متنازع فیہ ہمارے
ہی کہاں ہی یہ اور چیز ہی اور وہ اور چیز ہے لفظ مولد جامع براہین نے اوس عبارت میں دیکھہ لیا ہی اتنی خبر نہیں کہ ایک لفظ
کو حقائق متضادہ میں بھی استعمال کیا کرتے ہیں اوسکی حقیقت اوسکی سے بالکل مغائر ہی وہاں ورود ثنا و ذکر معجزات
و کرامت کا ذکر کہاں ہی اور اس ہماری محفلین یہ تمام ہوتا ہی اور مولف انوار نے یہ کب کہا ہی کہ غناء و لہو کو بھی کوئی منارہ و چوکی پر
پڑھے تو اوسمیں بھی رفعت شان ہی جو جامع براہین اس غناء و لہو کی محفلکو لے دوڑے اور منارہ سے رفعت نہونا اور اقبح
ہونا عبارت شامی سے ثابت کرنے لگے اب کہیں آپکو ہوش نہیں یا مولف انوار کو اور آپکی فہم پر آفرین ہی یا مولف انوار کے مولف
انوار کے کلام کو جامع براہین صاحب سمجھتے ہی نہیں ہیں اور رد کرنیکو موجود ہو گئے مولف انوار کا حضرت سلامت
مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو چوکی و منبر پر پڑھنا رفعت شان بتایا ہی اور یہ وہ محفل ہے کہ اوسکا انکار
کسی عالم و فاضل سے صادر نہونا اور تمام بلاد اہل اسلام میں اسکا جاری ہونا ملا علی قاری و دیگر علماء و فضلاء ربانی ہیں
اور بڑے بڑے فضلاء اسکا جواز ثابت کرتے ہیں اور شامی نے جو رد المحتار میں ذکر کی ہے اوسکے جواز کا تو آجتک ایک
بھی قائل نہیں ہوا ہی اوسکا ذکر اس محل میں سراسر نادانی ہی اگر کہو اسواسطے وہ عبارت رد المحتار پیش کی ہے کہ معلوم ہو جاوے
کہ منارہ پر امر نامشروع کا کرنا موجب رفعت نہیں ہوتا ہی جواب یہ ہی کہ کس نے دعوی کیا ہی کہ امر نامشروع منارہ پر کرنے سے
موجب رفعت ہو جاتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ وہم ہی نہیں ہوتا ہی اور جن امور کے کرنیکو مولف انوار کہہ رہا ہے
اونکی عدم مشروعیت ہرگز ثابت نہیں ہے اور اول سے آخر تک اسیہی پر الزام کہاتے اور زک فاش اٹھاتے چلے آتے ہو کہ تم ان
امور کو غیر مشروع بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی و عقلی اس پر موجود نہیں ہی بطور اپنی عادت قدیمہ کے کہتے ہو
کہ یہ امور محفل نامشروع ہیں پس امر میں کوئی احمق تمہارے قولکو تسلیم کریگا اور مشروعیت انکی بار بار با قوال علماء ثابت
ہو گئی اقوال سابقہ دیکھو مولف انوار کے قول میں غور کرو کسی عالم سے سمجھلو پس یہ امر غیر مشروعکا منبر و چوکی و منارہ پر کرنا
کہاں ہی پس یہ عبارت تمکو ہرگز مفید اور ہمکو مضر نہیں ہے اور اگر یہ مراد ہی کہ منبر و چوکی و منارہ پر ثناء آنحضرت صلعم اور درود

پڑہنا مطلقا درست نہین ہی خواہ امور غیر مشروعہ اوسمین شامل ہون یا نہون اور یہی مراد رد المحتار کے عبارت کی قرار دو تو بدیہی البطلان ہی آنحضرت صلعم کی ثنا منبر پر حسان بن ثابت نے پڑہی اور آنحضرت صلعم نے خود پڑہوائی اور آنحضرت صلعم وصحابہ وکرام رضہ نے سنی بخاری ومسلم سے یہ واضح ہے منکر اسکا معاند ومنکر صرف ہی اگر تم پہر عود کروگے کہ وہ ثنا مشروع تہی اور یہ محفل غیر مشروع ہی تو پہر ہم بہی عود کرینگے اور کہینگے کہ غیر مشروع کہدینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل التفات نہین ہے اور تمہاری وساوس جو کچہہ اس بارہ مین ہین سب کا بطلان ظاہر ہو چکا ہی ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرو اور اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہو تو تمہارا کیا حال ہے اور پہر تم وہی قول باطل زبان پر لاتے ہو اور عبارت رد المحتار سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہی کہ منارہ پر پڑہنا ان امور کا ہی جسکو مولف انوار بیان کرتا ہی موجب رفعت شان نہین ہے اوس سے تو یہ ندر معصیت کہ راگ وباجہ ہی جو حرام عند العلما ہے گو اوسکے ساتہہ اوس راگ مین کوئی نعت بہی ہو مراد ہی اوسکو اقبح کہا ہے چونکہ وہ منارہ پر لوگ کرتے تہے اسواسطے منارہ کو ذکر کیا جامع براہین کو فہم معانی عبارات سمجہنے کی کہان ہے جو یہ سمجہے اور محفل مولود مین مبتدعین وفساق کی توقیر ہونا اور قنادیل وتبذیر سے مظلم ہونا جو یہ جامع براہین بتاتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اگر فی مجوزین محفلکو مبتدعین وفساق قرار دیا ہی اور قنادیل سے منور وروشن ہونے محفلکو بسبب عناد وسواد ب وتاریکی باطنی اپنی کی سے مظلم کہتا ہی اور جب اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ اوس محفل کا ثبوت قیاس شرعی وتعامل الناس سے ہی کہ وہ بہی ملحق بالاجماع ہی تو مجوزین کو بدعتی کہنا سواے ضلالت کے اور کیا ہی ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ دوسرے مبتدعین وفساق مانند روافض وخوارج کی توقیر ان محفلمین کیجاتی ہے تو یہ سراسر دروغ ہی کوئی اہل سنت اپنی محافل میلاد شریف مین روافض وخوارج کو نہین بلاتا ہی اور نہ توقیر کرتا ہی بلکہ اہل بدعت وہابیکی توقیر اہل سنت سے کوئی نہین کرتا ہی اور قنادیل واسطے روشنی کی مشروع ہین انکو تبذیر مین داخلکرنا تلبیس وتدویر ہی ایسے موقع مین حاجت ضرورت سے کسیقدر زیادہ بہی ہون تو جواز اسکا کتب شرعیہ سے مفہوم ہی اسلئے کہ اسمین عظمت وشوکت شان ذکر ولادت آنحضرت صلعم کی متصور ومتخیل ہے اور امر شرعی ہی اور امر شرعی کہ جس سے عظمت متصور ہووے وہ جائز ہی چنانچہ قران شریف پر سونا اور چاندی چڑہانا اور مسجد کے دیوارونکا منقش چاندی وسونے وگچ سے کردینا اگرچہ ضروری نہین ہے اور اسکی حاجت نہین ہی لیکن چونکہ عظمت متصور ہے اسلئے درست لکہا ہی فی در المختار وجاز تحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش المسجد انتہی وفی رد المحتار قولہ جاز تحلیۃ المصحف ای بالذہب والفضۃ خلافا لابی یوسف کما قدمنا وقولہ کما فی نقش المسجد ای ماخلا محرابہ ای بالجص وماء الذہب لا من مال الوقف انتہی مختصرا اور بعض علما اسکے استحباب کے بہی قائل ہوئی ہین چنانچہ ہدایہ مین ہے قیل ہو قربۃ انتہی بطور دلالت نص کے نہ بطریق عبارت واشارت کے اس عبارت سے مفہوم ہی کہ قنادیل تعظیم کیواسطے زیادہ حاجت سے بہی محفل میلاد مین درست ہین اور ایسے محل مین تبذیر نہین قرار دیجاتی ہے اگر تبذیر فقہا ایسے محلین قرار دیتے تو سونا وچاندی وگچ کا صرف کرنا مصحف ومسجد مین بہی تبذیر قرار

دینے جسطرح وہان تبذیر نہین یہان بہی نہین ہی اور دوسری دلیل تعامل الناس خصوصًا علماء کا ہی جو قیاس معتبر پر بہی حاکم ہے
پس جواز قنادیل کا بہی ثابت ہوا جامع براہین نے صفحہ ۳۳ امین کہا ہی کہ زینت مساجد کے بارے مین کہ زینت مساجد بوجہ ازالہ شین
اسلام کے ہی اور رفع شین اسلام کا فرض، انتہی اس قول جامع براہین سے فرضیت زینت مساجد کی ثابت ہوتی ہے یہ بہی بعلی ہے
زینت مساجد کو فرض کسی نے نہین کہا ہی پس یہ قول گنگوہی باطل ہے تب ہی ہمارا مدعی حاصل ہی کہ ہم کہدینگے کہ روشنی مین بہی
رفع شین مجلس ذکر ولادت آنحضرت کا ہی پس تمہارے مسلک کے موافق یہ روشنی بہی ضرور ہوئی اگر اسکو منع کروگے تم تو ہم تمہارے
قول کو منع کرینگے جسطرح تم جوابدوگے اوسیطرح اسطرف سے جواب ہوگا باقی رہی یہ بات کہ فساق لوگ بعض ریش بریدہ و
خلاف شرع لباس والے آجاوین اس ذکر پاک کی سننے کو تو محفل مین کراہت نہین آجاتی ہی جسطرح عید کی نماز و جمعہ کی
نماز و مجلس و نکاح و مجلس وعظ و ہر روز کی نماز جماعت مین آجاتے ہی مجالس مذکورہ و نماز جماعت ہر روزہ و عیدین و جمعہ مکروہ نہین ہو جاتی ہین
اور ان امور مذکورہ کا مکروہ ہو جانا ایسے لوگونکی حضور سے کتاب شرع مین مصرح نہین ہی راقم کی نظر مین جو مدعی ہووے
ثابت کرے اٹکل پچو باتین بنانے سے کچہہ نہین ہوتا ہی اور کراہت بدعت وغیرہ کے ثبوت کیواسطے فقط جامع براہین یا کسی دوسرے کا کہدینا کافی
نہین ہی اگر کسی فاسق کو اس محفلمین بلایا ہی تب بہی کچہہ خرابی نہین ہی اسمین نیت خیر ہی تو بلانیوالا مستحق ثواب کا ہی کیونکہ بمقتضائے
شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ؛ بسا کین دولت از گفتار خیزد ؛ جب آنحضرت کی اوصاف پسندیدہ و حالات حمیدہ وہ
فاسق سنیگا تو محبت آنحضرت صلعم سے پیدا ہوگی اور مقتضی محبت کا اطاعت و اتباع محبوب کے ہی ان المحب لمن یحب مطیع تو
فسق و فجور چہوڑ کر متبع آنحضرت صلعم کا ہوگا یہ مصلحت فساق کے بلانیمین بہت بڑی متصور ہی اور اوسمین گویا بلانا سبیل رب
کیطرف ساتہہ حکمت موعظت حسنہ کے پایا جاتا ہی جو ماموربہ قران شریف کا ہی لقولہ ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ
الحسنۃ اور یہ محفل سناتا ہی اون فساق کو نصیحت کرتا ہی اور ضمنًا اتباع آنحضرت صلعم کا اس پیرایہ مین حکم کرتا ہی ؎
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؛ گفتہ آید در حدیث دیگران :: بلکہ اس محفل میلاد سے غرض ہی ترغیب اتباع آنحضرت صلعم
کی ہے باینطور کہ خود بخود اوصاف جمیلہ و کمالات جزیلہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جوش اتباع کا پیدا ہووے اور یہ اوقع
فی النفس ہے بہ نسبت زبانی کہدینے کہ اتباع کرو اور اس محفلمین بلانا اونہین لوگونکا مفید ہے جو اتباع آنحضرت صلعم مین قصور
بہت کرتے ہین مثل فساق کے مصرعہ مستحق کرامت گناہگارانند اور آیت قرآن احد من المشرکین استجارك فاجرہ حتی یسمع
کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذلك بانہم قوم لا یعلمون سے ثابت ہی کہ کوئی مشرک امن طلب کرے تو اوسکو تم محمد صلعم امن دو
تاکہ وہ قران سنکر تدبر کرے اور حقیقت امر پر مطلع ہو جاوے اگر ایمان نہ لاوے تو موضع امن مین اوسکو پہنچا دو اور یہ امر اسواسطے
ہی کہ وہ ایسے قوم ہین کہ حقیقت ایمان کو نہین جانتے ہین امن دینا سننے اور تدبر کرنیکیواسطے ضرور ہے پس اس آیت سے
واضح ہی کہ کافر کو بہی ذکر قران سنانا چاہیے تاکہ باعث ایمان پر ہووے پس بطور دلالت النص اس سے یہ بہی ثابت ہی کہ اسطرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو منقر ایمان کرین بطریق اولی سنانا چاہئے کہ فسق و فجور چھوڑ دینا اونکو میسر کر
مشیرکین کے سے آسان ہی اور یہ سنانا موقوف بلانے پر اور مجلس مین آنے دینے پر ہی پس فساق کا آجانا اور اونکو طلب کرنا
غرض مذکور حاصل ہونیکی نیت محمود شرعی ہی نہ مذموم شرعی جامع براہین کو فہم کہان ہی مسائل شرعیہ جان لینے کی
اور اپنے کجروی سے ہنر کو بہی عیب جانتا ہی ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ؛ عیب نماید ہنرش در نظر ؛ جس جس مقام
پر براہین قاطعہ مین حضور و طلب فساق کو اس جامع براہین نے وجہ کراہت محفل میلاد قرار دی ہے سب کا جواب یہان ہوگیا
منصفین اذکیا اون تمام مواضع کی مردودیت اس محلمین خیال فرمائنگے اور روایات معجزہ صحابہ رضہ کے جواب مین جو گنگوہی
نے ہیئت کذائیہ سے نہونا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہی اور اس ہیئت سے نہونا منقول صحابہ رض سے اپنی تک ٹھہرایا ہی یہ بہی اوسکی
بعلمی ہے اس ہیئت کا ممنوع ہونا اس سے ثابت نہین ہوتا ہی کہ صحابہ رضہ نے یہ نہین کیا ہی بعد تسلیم اس امر کی کہ اس ہیئت
سے صحابہ رضہ نے نہین کیا ہی تو یہ مسلم نہین کہ تمام ہیئات مشروعہ فعل صحابہ رضہ مین منحصر ہین اور جس ہیئت پر فعل صحابہ رضہ واقع
نہین ہین بدعت ہی اور ہم تک وہ بدعت منقول ہے صحابہ سے اس ادعاء باطل پر کوئی دلیل جامع براہین یا کسی دوسرے
وہابی نے نہین قائم کی ہے پس دعوی بلا بینہ غیر مسموع ہی اور لازم آتا ہی کہ مدرسہ دیوبند جس ہیئت سے جاری ہے اور
جابجا سے چندہ جمع کیا جاتا ہی اور جلسہ امتحان ہر سال مین اور جلسہ دستار بندی کا ہوتا ہی اور منازل سے لوگ طلب کئے جاتے ہین
اور کتب حدیث مانند بخاری و مسلم کی جمع کرنا اور یہ ہیئت رکہنا جو بخاری و مسلم کی ہے اور باقی ہیئات کا صحابہ رض سے صدور
نہین ہوا ہی پس یہ تمام بدعت ضلالت و ممنوع ہونا چاہئے پس تمام وہابیہ کا مرتکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور ہم معشر
اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جبتک کسی ہیئت و حالت کا ممنوع ہونا ایسے دلیل شرعی سے ثابت نہو جاوے کہ اوسکو
محققین نے قبول کیا ہو وے تو ہم اہل سنت و جماعت اوس ہیئت و حالت کو ممنوع و بدعت نہین کہسکتے ہین ہمارے نزدیک جسطرح
ہیئت بخاری و مسلم و مدرسہ ممنوع نہین یہ محفل میلاد کی ہیئت بہی ممنوع نہین ہے مولف انوار ساطعہ نے مدرسہ کے ہیئت
کذائیہ قرون ثلاثہ مین نہ پایا جانا اور اس ہیئت کذائیہ کے نہ پائے جانیکے سبب سے اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
ضلالت ہونا بسبب وجود ہیئت کذائیہ کے بیان کیا تہا اسیطرح ہیئت کذائیہ سے محفل میلاد کا بہی بدعت نہونا ثابت
کیا تہا جامع براہین گنگوہی کا ہذیان صفحہ ١٨٥ مین اس کے جواب مین یہ ہی کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
نہین ہی اور تعمیر مکان مدرسہ اسکو خلاف کہنا بہی محض کمفہمی گنگوہی بتاتا ہی صفہ اصحاب صفہ کو مدرسہ قرار دیتا ہی فقط
نام کا فرق ہونا بتاتا ہی اور حال مدارس و مکان کی تعمیر مین سنت کہتا ہی اور تغیر صورت باطلاق نص ثابت ہونا کہتا ہی اور بسبب
عناد کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے امور لاحقہ محفلکو مغائر و منافی و موجب بدعت کہتا ہی یہ ہٹ دہرمی دیکہو کہ مدارس
کے بارے مین کیسے خوب ہاتھ پاؤن مارتے ہین دیوبند والے مثلاً تو ہیئت کذائیہ جو صحابہ رض کے زمانہ مین موجود نہ تہی وہ بہی درست ہوگئی اور

عین سنت ہی اور اطلاق نص کی تحت مین داخل ہی اور یہ مکان مدرسہ کا صفہ اصحاب صفہ مین بھی داخل رہا اور محفل میلاد
جس سے عناد ہی کہ فی الواقع اوس سے عناد صاحب ذکر سے عناد ہی جو علامت نفاق کی واضح ہی اوس کے ہیئیت کذائیہ فقط
اسیوجہ سے کہ صحابہ رضہ سے ثابت نہین بدعت ہوگئی اور اس محفل مین مشابہ کفار سے بتاتا ہی اور دیوبند کے مدرسہ کو مشابہ
مدرسہ کفار کے نہین بتاتا ہی باوجودیکہ جسطرح امتحان سال بسال انگریزی مدارس مین تحریری ہوتا ہی دیوبند مین
بھی ہوتا ہی اور جسطرح وہان انعام تقسیم ہوتا ہی یہان بھی ہوتا ہی اور جسطرح انگریزی مدرسہ کا مکان پختہ بنایا جاتا ہے
دیوبند مین بھی یہ تمام امور تشابہ کے موجود ہین ہان مدرسہ دیوبند سے اسلئے بدعت نہین ہی کہ وہان لوگ ہمشرب اسکے ہین
اب حال اس جامع براہین کا اسکے ایمان پر دلالت کرتا ہی یا مؤلف انوار کا الغرض ہیئت کذائیہ سے نہ پڑہنا صحابہ رضہ کا معجزات
آنحضرت صلعم کو موجب بدعت ضلالت جو جامع براہین بتاتا ہی سراسر بے انصافی و بےعلمی و عناد محض ہے خدا تعالی ایسے
عناد و بے انصافی سے مسلمان کو بچاوے کہ اپنی مدعی کی ثبوت کیوقت ہیئت غیر منقولہ از صحابہ رضہ کو موجب بدعت نہ بتاوے اور
ذکر میلاد شریف کی انکار کرنے کیواسطے باوجودیکہ اوس پر تعامل علماء و فضلاء و صوفیہ کا جاری ہی اوسکو موجب بدعت بتاوے سوائے
اوسکے کیا کہا جاوے کہ من الناس من یقول اٰمنا باللہ وباليوم الآخر الآیۃ کا ایسا شخص مصداق ہی اور یہ جو کہا کہ اوس طبقہ
یعنی صحابہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئی قیود مروجہ مجلس میلاد ہمارے وقت کے مذموم ہوئے مؤلف کو فہم نہین
ہذیان صرف ہی قیود مجلس میلاد طبقہ صحابہ کے مذمومات مین کہان ہین جو اوس پر مذموم ہونا قیود مروجہ میلاد کو مذموم بتانا کیسے
جامع براہین اور کوئی اوسکا چیلہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ فلان قید مجلس میلاد کو صحابہ رضہ نے مذموم بتایا ہی ورنہ یہ بہتان صرف
صحابہ رضہ پر ہے جو جامع براہین کو مستحق دخول نار کرتا ہی اب مسلمان اہل انصاف غور کرین کہ ہذیانات جامع براہین کے
آیت ورفعنا لك ذکرك و عبارت تفسیر کبیر و ذکر معجزات وغیرہ کے بارہ ہین مین جو جواب مؤلف انوار ساطعہ مین پیش کئے تھے
بھلا کوئی مسلمان منصف یہ کہہ سکتا ہی کہ مؤلف انوار کا جواب جامع براہین کیطرف سے ان ہذیانات بیان کرنے سے ہوگیا ہرگز
کوئی مسلمان منصف یہ نہین کہیگا بلکہ مؤلف انوار کا قول و راقم الحروف کی یہ تحریر لااظہار تغیر جامع براہین اہل تمیز
دیکھکر تمام اقوال جامع براہین کو ہر منصف ذی علم ہذیانات محض جانیگا پس انوار ساطعہ کا قول غبار انگیز سے جامع
براہین سے ہرگز مکدر و مغبر نہوا اوسکا افاضہ انوار ویسی ہی باقی رہا غبار انگیزی سے جامع براہین کو ہی نقصان
و خسران نصیب ہوا و مکبوب چلنے وجہ رہا پس صفحہ ۱۶۶ کا قول جو اوپر گذرا کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین باطل ہوا
کیونکہ آیت قرآن ورفعنا لك ذكرك سے ثبوت باقی رہا محفل میلاد شریف کا اور احادیث بہی ثبوت محفل کا اوپر معلوم
ہوچکا ہی ایک حدیث عقیقہ بعد نبوت جسکو جلال الدین سیوطی نے پیش کیا ہی دوسری حدیث صوم عاشورا کی جسکو ابن
حجر نے اصل قیاس قرار دیا ہی تیسری حدیث صوم اثنین کے جس سے اعادہ شکر ولادت آنحضرت صلعم کا ثابت ہی جو کہ

حدیث حضرت عمرؓ و حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو اتخاذ عید موافق قول یہودی کے
اوس سے مفہوم ہی جس سے ظاہر ہی کہ یوم ورود نعمت کو عید بنانا درست ہی اور یہودی نے جو کہا تھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوتی
تو ہم عید بنا لیتے ایسے دنکو تو حضرت عمرؓ نے اوسکے قول کو رد نکیا بلکہ اوسدنکی عید بنانیکیطرف اشارہ کیا چنانچہ اوپر گذر
چکا ہی تو اوس سے واضح ہی کہ موافقت دوسرے فرقہ کفار سے کسی امر میں ہمارے امر کی ہو جاوے تو مذموم نہیں ہی پس یوم
ولادت آنحضرت صلعم بھی یوم ورود بہت بڑی نعمت کا ہی اسکا عید بنانا اور سرور و حبور ظاہر کرنا حدیث مذکور سے معلوم
ہوا اور بالغرض مشابہت بھی کسی سے ہو جاوے تو مقبوح و مذموم نہیں ہی پس یہ قرآن و حدیث سی ثبوت اس محفل میلاد
شریف کا ہی پس جامع براہین کا قول کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہیں سفاہت و بیعلمی یا کتمان حق و تعصب صرف سے
ناشی ہی اور اسی صفحہ ١٦ کے قول میں جو جامع براہین نے کہا کہ سب تمہارے علما کا فتوی لا یعبأ بہا ہو گیا اور بدعت ہونا
مقرر ہو گیا) افرط جہالت و سواد بے شدید سے یہ قول صادر ہوا ہی کیونکہ یہ قول مبنی ہی انکار فاکہانی پر و زعم فاسد جامع
براہین پر کہ قرآن و حدیث سی کچھہ ثبوت نہیں اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اوسکا قول بلا دلیل و ساقط
ہونا اور مردود و غیر مقبول فضلاء و علماء ہونا ظاہر ہو گیا اور بمقابلہ جمہور کے لا یعبأ بہ ہونا واضح ہو گیا اوس پر مبنی کرنا
اس قول مذکور کو جہالت و سفاہت یا حق پوشی دیدہ و دانستہ و تعصب صرف نہیں ہی تو اور کیا ہی اور آیت قرآنی جو مولف
نے نوازش کی اوسکا جواب باوجودیکہ جامع براہین سے نہ ہو سکا اور احادیث مذکور مثبتہ اس بارے میں موجود ہیں با ایں ہمہ قرآن
و حدیث سے ثبوت کا انکار کرتا ہی جسطرح شفاعت اہل کبائر کا انکار معتزلہ کرتی ہیں باوجودیکہ قرآن و احادیث سے ثبوت ہی تو
یہ جہالت و سفاہت صرف یا عناد خالص نہیں ہے تو اور کیا ہی اور یہ کہنا سب تمہارے علما کا فتوی لا یعبأ بہا ہو گیا اس قول سے
واضح ہی کہ جن علمائے فتوی اس محفلکے جواز کا دیا ہی کہ اونمیں ملا علی قاری و ابن حجر و سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی
و شیخ عبدالحق دہلوی و محمد بن طاہر و ابن وحیہ وغیرہم علماء اعیان و فضلاء زمان یہ سب ہمارے یعنے اہل سنت و جماعت کے
علما ہیں اور ان جامع براہین کے یہ علماء نہیں ہیں یہ بطور مفہوم مخالف کے جو متفاہم عرف میں معتبر ہی ثابت ہوا اور ان کے
فتوے کو غیر معتبر کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے کہ ایسے معتبرین علماء کی فتوی کو غیر معتبر قرار دیتا ہی اپنی گستاخی و انحراف سے
جب ایسے معتبرین کے فتوے کا اعتبار نہیں ہے آجکل چند وہابیہ گستاخ اور انکا شیخ جو مولوی اسمعیل مقتول جنکو طفل
مکتب ہونیکی نسبت بھی اون علماء سے حاصل نہیں ہے اور بمقابلہ اونکی جاہل صرف ہیں اور ان کے اقوال سے اونکی دین و
ادب کا حال معلوم ہی کیونکر جامع براہین معتبر ہونا بمقابلہ اہل سنت و جماعت کے ثابت کر سکتا ہی جامع براہین گستاخ کو
یہ خیال نہ آیا کہ یہ قول جس سے صراحتاً گستاخی ساتھ علماء متبحرین کے ثابت ہی کوئی اہل عقل کیونکر تسلیم کریگا اور کسطرح
جامع براہین کو بے ادب نجانیگا اور اس قول باطل پر یہ متفرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہو گیا جسکا بطلان واضح و لائح

ہی کہ انہی اقوال باطلہ سے کسطرح امر مستحسن علماء متبحرین و مثبت ساتھ قرآن و احادیث کی بدعت ہو جاویگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم صفحہ ۱۶۶ کی قول میں جو یہ جامع براہین نے کہا ہی کہ (حامد مونی سے مشائخ و علماء کے حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑوں علما بھی فتوی دیوین بمقابلہ نصوص کی ہرگز قابل اعتبار کے نہین) سراسر جہالت و سفاہت ہی کہ حضور مشائخ و علماء کو حجت جواز ہونا و فتوی کروڑوں علماء کو غیر ملتفت ہونا زعم کرتا ہی خدا کا خوف اسکو کچھ نہیں ہے اور شرم و حیا سے کچھ کام نہین اتنی خبر اوسکو نہین کہ جس امر پر کروڑوں علما فتوی دینگے تو سبیل مؤمنین قرار پاویگا اور کروڑوں علماء کا فتوے ہو جاویگا تو کوئی خایف من اللہ متخالف اوس سے نہین ہو سکتا ہی اور کوئی معتبر و لایق اعتماد انکار اوسکا نہین کر سکتا ہی پس وہ اجماع امت کا ہوگا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتبار کہنا انکار مضمون آیت قرآن و من یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم کا ہی اور جامع براہین نے غیر معتبر ہونا فتوی اسقدر علما کو لکھا جن سے اجماع امت متصور و متخیل ہے تو گنگوہی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غیر حق و صلاحیت پر ہوتا ہی جامع براہین کے نزدیک اور یہ عقیدہ بھی خلاف حدیث لا تجمع امتی علی الضلالۃ کے ہوا اور جب اس قدر علماء یعنے کروڑوں نے ایک امر پر فتوی دیا تو اونھوں نے اس امر کو مستحسن جانا اور جو مسلمانوں کے نزدیک مستحسن ہے وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے بحدیث ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع براہین بتاتا ہی تو جو خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے وہ اوس نے غیر معتبر بتایا ہی پس اسکے عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی جامع براہین یا اوسکے ہمشرب ہون کے فہم سے بعید نہین کہ کہین کہ کروڑوں کا فتوی بمقابلہ نصوص غیر معتبر ہونا ہمنے کہا ہی اور بمقابلہ نصوص کروڑوں کا فتوی ایسا ہی ہے یعنے غیر معتبر ہے جواب اسکا یہ ہی کہ کروڑوں کا فتوے بمقابل و مخالف نصوص ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ اجتماع امت کا ضلالت پر بقولہ علیہ السلام لا تجتمع علی الضلالۃ ممکن نہین ہے بلکہ اجتماع اکثر کا بھی ضلالت و غیر حق پر ہونا مسلم نہین ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اتباع اکثر کا مامور بہ ہی اگر ضلالت و غیر حق پر اکثر کا اجتماع ہوگا تو لازم آویگا کہ شارع علیہ السلام نے ضلالت و غیر حق کے اتباع کا حکم دیا ہی اور لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور محفل میلاد شریف کی جواز کا فتوے کسی نص کے مقابل و مخالف ہونا ہرگز مسلم نہین ہی اور کوئی نص قرآن و حدیث موجود نہین ہے جو عدم جواز محفل میلاد پر دال ہووے صرف قول باطل جامع براہین کا ہی جو نص کے مقابل و مخالف زعم کرتا ہی مسلمانو انکو معلوم ہووے کہ فرقوں بدعیہ جو خارج دائرہ اہل سنت و جماعت ہین انکی یہ ہمیشہ کی عادت ہی کہ اہل سنت و جماعت کے علما جس مسئلہ پر ہوتی ہین اعدا اوس مسئلہ پر فتوی دیتے ہین اور جم غفیر علماء اہل سنت و جماعت اوس مسئلہ کو جائز بتاتے ہے تو وہ یعنے فرقہ بدعیہ بے محل آیت و حدیث پیش کر کے جم غفیر کے مسئلہ کو اوٹھانا چاہتے ہین دیکھو اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں لانا درست نہین بعض فرقہ بدعیہ خارج اہل سنت سے چار سے زیادہ کا نکاح بتاتا ہی اور اہل سنت و جماعت کی خلاف چلتا ہے اور آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی

وثلث ورباع کو پیش کرتا ہی کہ ما طاب لکم مطلق ہے جمیع کیواسطے بدلیل صحت استثنا ای کی عدد سے اور قول مثنی وثلث ورباع سے
آیت کی تخصیص نہین قبول کرتا ہی اور کہتا کہ تخصیص بالذکر بعض اعداد کے مستلزم نفی حکم کو باقی اعداد مین نہین ہے بلکہ یہ عدد
ذکر کرنا دلالت کرتا ہی اوپر رفع حرج وحجر کے مطلقا اسلیے کہ کوئی شخص اپنے بیٹی کو کہی جو جائے تو وہ کربازار مین جا یا شہر مین
یا باغ مین تو یہ تصریح ہی اس امر کی اوسکے ہاتھ مین زمام اختیار کی مطلقا تفویض اسنے کردی اور حرج وحجر اوس سے مطلقا
رفع کردیا اور یہ مراد نہین اس کے اس سے ہوتی ہی کہ اذن مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھ ہے بلکہ یہ اجازت مذکور وغیر مذکور
دونونکی ہوتی ہی اسیطرح یہان اعداد زوجات سے مراد ہی کہ مذکور وغیر مذکور سبکو شامل ہے آیت سے اسطرح مخالف مذہب اہل سنت وجماعت
کی وہ فرقہ مسئلہ ثابت کرتا ہی اور حدیث سے اسطرح ثابت کرتا ہی کہ بالتواتر ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کے نو زوجات امہات مومنین رضی اللہ عنہن تہین اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کے
اتباع کا ہمکو حکم فرمایا ہی بقولہ فاتبعوہ اور اقل مراتب امر کا اباحت ہی پس نو ہمارے واسطے بہی درست ہوئین دوسری
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہی اور آنحضرت صلعم کا چار سے زیادہ نکاح کرنا ہی پس چار سے زیادہ نکاح کرنا سنت ہی آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ظاہر حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص چار سے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اوس پر
ملامت لوم متوجہ ہی پس ادنی یہ ہی کہ اصل جواز ثابت ہی دیکہو اسیطرح فرقہ بدعیہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کی مخالفت قرآن
وحدیث پیش کرکے کہتا ہی اور مسئلہ اہل سنت جماعت کو مخالف قرآن وحدیث کی بتاتا ہی اور اتفاق واجماع اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا ہے اور
اہل سنت وجماعت اثبات حصر کیواسطے یہ جواب دیتے ہین کہ غیلان ایمان لائے تہے اور انکی نکاح مین دس عورتین تہین آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا کہ چار رکہو اور
اور باقیکو چہوڑ دو اور مروی ہے کہ نوفل بن معاویہ اسلام لائے تہے انکی نکاح مین پانچ عورتین تہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ چار رکہو اور باقی چہوڑ دو اور دونونکا یہ جواب اس فرقہ
بدعیہ نے دیدیا ہی کہ جب قرآن شریف سے عدم حصر چار مین مفہوم ہوا اور اس حدیث سے حصر مفہوم ہوگا تو نسخ ہوگا عدم حصر کا حدیث سے جو خبر واحد
ہی اور یہ غیر جائز ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہی کہ اسمین چند احتمال ہین محتمل ہے کہ چار کی رکہنے اور باقی کی ترک
کرنیکو آنحضرت صلعم نے اسواسطے فرمایا ہو کہ اُن چار اور باقی کے درمیان مین جمع کرنا بسبب نسب کی جائز نہووے یا بسبب رضاع کے
جائز نہووے یہ اقوال قائم ہین ایسے حدیث سے نسخ قرآن جائز نہین ہے اب اوس فرقہ بدعیہ کو جواب ہم معشر اہل سنت وجماعت
کیطرف بہت بڑا معتمد ومحکم یہ ہی کہ اجماع فقہاء امصار کا ہی کہ چار پر زیادت درست نہین ہے اس امر پر بہی دو شبہ وارد ہین اول یہ کہ
اجماع ناسخ ومنسوخ نہین ہوتا ہی پہر کسطرح اجماع کو ناسخ آیت مذکورہ کا کہینگے دوسرا شبہ یہ ہی کہ امت محمدیہ مین قید
دو مین چار سے زیادہ کی حرمت کی قائل نہین ہے اور اجماع مع مخالفت واحد واثنین کے منعقد نہین ہوتا ہی جواب اول شبہ کا
یہ ہی کہ اجماع ناسخ نہین ہے لکن اجماع کاشف ہی حصول اوس ناسخ کا زمانہ آنحضرت صلعم کے مین تہا جب اجماع ہوا تو معلوم ہوا کہ عدم حصر
وزیادت چار عورتونکی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منسوخ ہو چکا ہے ورنہ اجماع نہوتا اور جواب دوسرے شبہ کا یہ ہی کہ مخالف اس
اجماع کے اہل بدعت ہین اونکی مخالفت کا اعتبار نہین ہے دیکہو جسطرح یہ فرقہ بدعیہ اہل سنت وجماعت کی مسئلہ کو مخالف قرآن وحدیث کے

بناتا ہی اور جم غفیر اہل سنت وجماعت کی فتوے کا اعتبار نہین کرتا ہی اسیطرح یہ جامع براہین فتوی کروڑون علماء کو مخالف
نصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہی مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح چار عورتون سے زیادہ کی بارہ مین اور مسئلہ مذکورہ
کا جسطرح بہت بڑا محکم جواب اجماع فقہاء امصار کا ہی اور کوئی جواب قرآن وحدیث سے اُسکے موافق نہین ہے چنانچہ اوپر ابھی
معلوم ہوا پس جامع براہین کے قول کے موافق کی بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہے تو چاہی کہ بمقابلہ آیت فانکحوا
ماطاب لکم وبمقابلہ حدیث نو زوجات ہوئے آنحضرت صلعم کے وبمقابلہ فمن رغب عن سنتی فلیس منی کی کہ یہ تمام نصوص ہین فتوے
اہل سنت وجماعت یعنے فقہاء امصار کا عدم زیادت چار کے بارہ مین غیر معتبر ہونا چاہی اور جامع براہین کو لازم ہی کہ اُس فرقہ
بدعیہ کے موافق ان نصوص کو حجت لاکر بمقابلہ انکی فتوے فقہاء امصار کا اعتبار نکرکے چار سے زیادہ عورتونکی نکاح کا قائل ہو
جاوی اور فرقہ روافض وغیرہ مین سے ہونا خود کا بظاہر قبولکرے اور اگر ابھی جواب اُسکے نزدیک مسلم ہی کہ فقہاء امصار کا اجماع
کاشف ناسخ ہی تو اول کوئی نص آیت وحدیث جن سے مسئلہ نکاح عورتونکی بارہ مین ہی میلاد شریف کے بارہ مین موجود ہی ہرگز
نہین ہی اگر اوسکے زعم فاسد مین ایسے نص کا وجود ہی تو اوس نص کا جواب بھی اسی قسم کا جاننا چاہی اور میلاد کی محفل کا جواز
ماننا چاہی اگر اوسہی اپنی ہٹ پر باقی رہیگا تو مانند اوسہی فرقہ کے جو فقہاء امصار کا مسئلہ مذکورہ مین اعتبار کرکے اور انکی اجماع
واتفاق کو کاشف ناسخ جانکی موافقت اہل سنت کے نہین کرتا ہی اُسکو یعنے جامع براہین کو بھی جاننا جاویگا الغرض مخالفت نصوص کی
فتوی کروڑون علماء کا ہرگز نہین ہوسکتا ہی جن نصوص کے مخالفت کوئی ناواقف گمان کرے تو اوسکی زعم فاسد کی خرابی ہے
مخالفت ہرگز نہین ہے کسی اہل سنت وجماعت کا یہ قول نہین ہے کہ کروڑون علماء کا مخالف نصوص کے فتوے دینا ممکن ہے
جہان مخالفت معلوم ہوتی ہی تو وہان ایسی قسم کی تاویل اہل سنت وجماعت کرتی ہین جس سے وہ مسئلہ جمہور علماء کا باقی رہے
اور مخالفت اوٹھجاوے جیسا کہ ابھی مسئلہ نکاح عورات معلوم ہوا پس قول جامع براہین سراسر باطل ولغو وپوچ ولچر بدعت
ضلالت موجب استحقاق عذاب نار ہی اور استحسان جمہور علماء ومشائخ وفضلاء کا محفل میلاد شریف مین بلاشبہ حجت جواز ہی کوئی
وہابی بعلم نہ مانی تو نہ مانی اور یہ قول جامع براہین کا اوسہی صفحہ ۶۶ امین کا اگرچہ بھی علم وعقل ہو تو ہی پس قول سبط ابن جوزی کا
کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص ہرگز ملتفت الیہ نہین ہی اور تمام بلاد مین اشتہار اوس کا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البرأۃ اور رغائب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہے پس اشتہار امر غیر مشروع کا
موجب جواز نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی ہذا علی قاری کا کہنا کہ تمام ملکون مین رائج
ہی اوسہی نقول باطل پر مبنی ہے کہ بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہی جسکا بطلان بخوبی معلوم ہوچکا ہے
اور اس سے وہی اہل بدعت کی قول کی تائید ہی کہ فقہاء امصار کے فتوی واجماع کو نہ ماننا چاہئے اور جنکو آپنے زعم فاسد مین
نصوص قرار دی ہین اون پر ہی عمل کرنا چاہی پس چار سے زیادہ عورتونکی جواز کے جو نصوص ہین اونپر بھی عمل کرنا چاہئے

اور فقہاء امصار کے اجماع کا معتبر ہونا اور تمام ملکوں میں اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار سے زیادہ نکاح ناجائز ہے یہ کوئی
حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہیں ہے تو پس چار سے زیادہ عورتوں کا نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
لازم آیا اس بد عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے اگر کچھ بھی علم و فہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ مؤلف انوار کے
حقیقین کہا تھا یہ خود جامع براہین پر عائد ہوا اپنے فہم پر جامع براہین کو رونا چاہیے حضور صوفیہ اور اعیان علما کا مولد
شریف کی محفل میں اور اشتہار تمام بلاد میں اور تمام ملکوں میں رائج ہونا جو قول سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علی قاری سے
ثابت ہے بلا شبہ دلیل شرعی ہے کیونکہ یہ تعارف و استحسان علما کا ہے اور تعامل و استحسان علما بلا شبہ دلیل شرعی ہے اور ملحق اجماع کے
ساتھ ہے چنانچہ اوپر نور الانوار سے گذر چکا ہے اور یہ بھی گذر چکا ہے مسلم الثبوت و شرحہ سے کہ اتفاق علمای محققین علی مر الاعصار
حجت ہے مانند اجماع کے اور اس محفل میلاد شریف پر تعامل واقع ہونا علما کا علی مر الاعصار اور اتفاق کرنا محققین کا اس پر واضح
ہے پس یہ تعامل و اتفاق دلیل شرعی ہے منکر اوس کا معاند و مکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو ہرگز نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں
بھی عرف تعامل کا دلیل شرعی ہونا اور استحسان کا حجت ہونا لکھا ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے لان العرف انما صار حجة بالنص
وهو قوله عليه السلام ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما لم ينص فهو محمول على عادة الناس في الاسواق لانها اى
العادة دالة على الجواز فيما وقعت عليه لقوله ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وفي ذلك دخول الحمام وشرب
ماء السقاء لان العرف بمنزلة الاجماع عند عدم النص انتهى مختصرا اور رومال ناک منہ کی صفائی کیواسطے رکھنا جائز
اسواسطے لکھا ہے کہ عامہ مسلمین عامہ بلاد میں استعمال کرتے ہیں قال في العناية قوله هو الصحيح لان عامة المسلمين
استعملوا هذا في عامة البلدان لدفع الاذى ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن انتهى یہ محفل بھی تمام
مسلمین عامہ بلاد میں کرتے ہیں فرقہ بدعیہ وہابیہ مبحث سے خارج ہیں اونکا تخلف مضر اتفاق کو نہیں ہے پس یہ بھی یعنی محفل
میلاد شریف بھی جائز و داخل تحت حدیث ما راه المسلمون کی ہوئی اور عرف اس پر جاری ہے اور نص ممانعت
یہاں مفقود ہے مزعومات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت نہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور عرف بمنزل اجماع ہونا وقت
عدم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہے پس یہ عرف واقع محفل پر بمنزل اجماع ہوا جسکا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
اور نتائج الافکار میں ہے کتاب الاجارہ میں لان التعامل اذا وقع من غير نكير منكر فقد حل محل الاجماع وفيما نحن فيه وقع
كذلك على ما صرح به من قال بجواز العقد في كل الشهور والاجماع دليل قطعي والدليل الذي خالفه التعامل
ههنا انما هو كون جهالة المدة مفسدة للعقد وهو موجب القياس والقياس دليل ظني لا يصلح المعارضة للدليل القطعي
اصلا فضلا ان لا يعتبر القطعي في مقابلة انتهى فى رد المحتار انتهى في كتاب الوقف لان التعامل يترك به القياس بحديث
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن بخلاف ما لا تعامل فيه كثياب ومتاع وهذا قول محمد وعليه الفتوى

انتہی وقال العلامۃ الشامی علیہ لان التعامل یترک بہ القیاس فان القیاس عدم صحۃ وقف المنقول لان من شرط الوقف
علی التابید والمنقول لا یدوم والتعامل کما فی البحر عن التحریر وہو الاکثر استعمالا وفی شرح البیری عن المبسوط ان الثابت
بالعرف کالثابت بالنص وتمام تحقیق ذلک فی رسالتنا المسماۃ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف وظاہر ما مر فی مسئلۃ
البقرۃ اعتبار العرف الحادث فلا یلزم کونہ من عہد الصحابۃ وکذا ہو ظاہر ما قدمناہ انفا من زیادۃ بعض المشائخ اشیاء
جری التعامل فیہا وعلی ہذا فی الظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون غیرہ انتہی بقدر
الحاجۃ وقال الشامی فی موضع آخر من ذلک الکتاب اعنی رد المحتار والعرف فی الشرع لہ اعتبار لذا علیہ الحکم قد یدار
انتہی یہ تمام عبارات کتب معتبرہ فقہ کی باعلی صوت نداکرتی ہین کہ تعامل بمنزلہ اجماع کی ہے اور تعامل کے مقابلہ مین دلیل
قیاسی ساقط ہی کیونکہ یہ یعنے تعامل دلیل قطعی ہی اور قیاس دلیل ظنی ہے اور شرع مین عرف کا اعتبار ہی اور عرف سے جو مسئلہ
ثابت ہی وہ ایسا ہی جیسا کہ نص سے ثابت ہی اور عرف تعامل زمانہ صحابہ رضہ سے ہونا ضرور نہین ہے عرف حادث کا بھی اعتبار ہی پس بخوبی
واضح ہی کتب فقہ و اصول سے کہ عرف و تعامل دلیل شرعی ہی اور تعامل یہ ہی کہ اکثر الاستعمال ہو چنانچہ عبارت شامی مین ناقلا عن التحریر
موجود ہی اور اس محفل پر یہ تعریف تعامل و تعارف و عرف پر صادق اور تمام ملکوں مین رائج ہونا اور مشائخ و صوفیہ و اعیان کا
اس محفلمین حاضر ہونا بھی تعامل ہے پس اسکا یعنے تعامل کا دلیل شرعی قطعی ہونا ظاہر ہی جامع براہین فی اسکی حجت ہونیکا انکار
بسبب جہالت کے کیا ہی کہ علم فقہ و اصول سے بی بہرہ ہے اور نہ کسی عالم کامل سے صحبت ہی کہ سنکر بھی اوسکو معلوم ہو جاتا ایسے شخص کے
قول کا کیا اعتبار ہی کہ جسکو علم فقہ و اصول کی خبر نہ اوسکو فقیہ اصولی کامل کی صحبت حاصل اور صلوۃ رغائب پر اس محفل کے تمام
ملکوں مین مروج ہونیکو قیاس کرنا اور مانند صلوۃ رغائب کے بدعت و مکروہ قرار دینا جہالت صرف ہی اسلئے کہ صلوۃ رغائب
پر تعامل علما و فضلا و مشائخ صوفیہ کا کہان واقع ہوا ہی اور اوسکے اثبات مین کتب و رسائل علمائے ایسے کہان لکھی ہین اور
جسطرح اس محفل کے منکر کو رد کیا ہی صلوۃ رغائب کے منکر کو کہان رد کیا ہی بلکہ صلوۃ رغائب کے موضوع ہونیکی علمانے تصریح کی ہے اور
اوسکی یعنے صلوۃ رغائب کے علما ہر مذہب والے نے مذاہب اربعہ میں سے سخت تردید کی ہے اسکے یہانتک کہ بہت سے بلاد مین
اس صلوۃ کا نام و نشان اون علماء کے تردید کے باعث نہ رہا چنانچہ صاحب مجمع البحار خاتمہ مین فرماتی ہین وقد جعلہا جہلۃ
ائمۃ المساجد مع نحو صلوٰۃ الرغائب شبکۃ لجمع العوام وطلبا للریاسۃ والتقدم وملاء بذکرہا القصاص مجالسہم
ثم اللہ تعالی اقام ائمۃ الہدی فی سعی ابطال الصلوۃ وامثال ہذہ المنکرات فلا شیء مرہا وتکامل ابطالہا فی البلاد
المصریۃ والشامیۃ فی اوائل المائۃ الثامنۃ انتہی اس عبارت سے واضح یعنی صلوۃ رغائب کو ائمہ شہروں و مصر و شام نے بالکل
مٹادیا اوسکے ابطال مین کوشش کرکے اور ایسی خاتمہ مین صاحب مجمع البحار فرماتی ہین وصلوٰۃ الرغائب موضوع بالاتفاق
انتہی اس نماز کو یعنے صلوۃ الرغائب کو تو بالاتفاق علماء محققین معتبرین محدثین وغیرہم موضوع قرار دیتے ہین اور اس نماز کی بارہ مین

جو احادیث بتاتے ہیں وہ تمام موضوع ہیں اور حدیث موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے قول صاحب در المختار وفی مشتہ
بخط ثقۃ وکذا صلوۃ الرغائب انتہی کے تحت میں علامہ شامی فرماتے ہیں ثم ان ما نقلہ قال الرحمتی ھو من الحواشی الموحشۃ
ویمنع التوثیق بذلک الخط اجماعہم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث ھذہ الصلوات
والفقہ لاینقل من الحواشی المجہولۃ سیما ما کان فسادہ ظاہرا انتہی وقال فی شرح المنیۃ قال ابو الفرج بن الجوزی
وابو بکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلعم وکذب علیہ انتہی قال العلامۃ الشامی
فی موضع آخر قال فی بحر ومن ھنا یعلم کراھۃ الاجتماع علی صلوۃ الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعۃ
منہ وانہا بدعۃ وما یحتالہ اہل الروم من نذرہا لتخرج عن النفل والکراھۃ فباطل انتہی قلت وصرح بذلک
فی البزازیۃ کما سیذکرہ الشارح اخر الباب وقد بسط الکلام علیہا شارح المنیۃ وصرح بان ما روی فیہا باطل
موضوع وبسط الکلام فیہا خصوصا فی الحلیۃ وللعلامۃ نور الدین المقدسی تصنیف حسن سماہ ردع الراغب
عن صلوۃ الرغائب احاط فیہ بغالب کلام المتقدمین والمتاخرین من علماء المذاہب الاربعۃ انتہی قال النووی
فی شرح مسلم واحتج العلماء علی کراھۃ ھذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ھی ضلالۃ وجہالۃ وفیہا منکرات ظاہرۃ وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات
نفیسۃ علی تضلیل مصلیہا ومبتدعہا ودلائل قبحہا وبطلانہا وتضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصر واللہ اعلم انتہی
الغرض صلوۃ الرغائب کو علماء محققین نے مستحسن نہیں جانا ہے اور اسکا رواج علماء وصوفیہ مشائخ میں نہیں ہوا اور علماء اعلام
تعامل اس پر واقع نہیں ہوا بلکہ جہال میں اس نماز نے شیوع پایا تھا اوسکے ابطال میں علماء وفضلاء نے بہت بڑی کوشش
کرکے نیست ونابود کر دیا اور چاروں مذاہب کے علماء متقدمین ومتاخرین سے اوسکی تردید ثابت ہوئی اور اوسکو بالاتفاق
موضوع وکذب آنحضرت صلعم پر بتایا اور موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوۃ بالاجماع
ناجائز ہے پس جسکو بالاجماع حرام وموضوع علماء فرماویں اور چاروں مذہب کے فضلاء اوسکو رد کریں اوس پر قیاس
محفل میلاد کو کرنا کہ اوسمیں کسی حدیث موضوع پر عمل نہیں ہے اور اس محفل کو کسی نے موضوع ہی نہیں فرمایا ہے اور اوس پر
تعامل فضلاء وصوفیہ ومشائخ واقع ہے اور اس محفل کے وہ علماء بھی قائل ہیں جو صلوۃ رغائب کو ناجائز وموضوع بتاتے
ہیں چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوۃ مذکور کو موضوع بتاتے ہیں بالاتفاق اور اس محفل کو جائز فرماتے ہیں اور ابن جوزی
اس صلوۃ رغائب کو موضوع فرماتے ہیں اور محفل میلاد شریف کی تعریف کرتے ہیں اور امام نووی کے استاد ابو شامہ اس
محفل کے مجوز ہیں اور امام نووی اور انکے استاد صلوۃ رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہیں اور اوسکے رد کے بارہ میں ائمہ دین کی غیر محصور
تصانیف ہونا فرماتے پس اس محفل کا مروج ہونا مانند مروج ہونے صلوۃ رغائب کے ہرگز نہیں ہے جامع براہین کو بغیر علم کے تعا

توجو چیز مردود علماء کی نزدیک ہی اور اوسکی بارہ مین بہی نہایت تصانیف موجود ہین اوسکو اور اس محفل میلاد شریف کو جسکی اثبات کی بارہ مین بکثرت تصانیف موجود ہین علماء فضلاء کی ایکسان قرار دینا یہ کمفہمی کا ثمرہ اور عدم علمی و بی انصافی کا باعث ہی کہ نور ظلمت مین فرق کرنا اسکو حاصل نہین اوسکو حق و باطل کی تمیز نہین اور اسکو اسقدر خیال نہین کہ جب ابن حجر و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن حزری و ملا علی قاری و صاحب مجمع البحار و ابن جوزی وغیرہم فقہاء و محدثین کا کچھہ اعتبار یہہ نہین کرتا ہی اور ایسے متبحرین کی اقوال فتاوی کو غیر معتبر کہتا ہی اور قابل اعتبار نہین جانتا ہی بلکہ کہتا ہی کہ کروڑون فتوی دین تو تب بہی اعتبار نہین تو تحقیقات احادیث و دیگر مسائل کے بارہ مین پہر کسکا اعتبار کریگا اور ایسا جھوٹا حیلہ اپنی طرف سی فرض کر کے اقوال فقہاء و محدثین محققین معتبرین جم غفیر و جماعت کثیر کو نہ مانا جاوے اور تاویلات رکیکہ سے اونکی اقوال کو رد کر دیا جاوے اور جو حجت اونکی ہو اونکو اسیطرح سے واہی تباہی باتین کر کے جیسی کے اس جامع براہین نے کی ہین اٹہا دیا جاوے تو احکام شرعیہ تمام برہم درہم ہو جاوین اور ایمان بہی ہاتھہ دہو بیٹہین دیکھو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہی وہ نبوت آنحضرت صلعم کا اور قرآن کی حقیقت کا مقر ہے لکن باوجود اسکے وہ کافر اسلیے ہی کہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص ساتھہ حجاز کی قرار دیتا ہی اور دلیل فاسد اپنے مدعی کاسد پر یہ لاتا ہی کہ خدا تعالی قرآن شریف مین فرماتا ہی وکذلک اوحینا الیک قرآنا عربیا لتنذر ام القری ومن حولها فی البیضاوی لتنذر ام القری اهل ام القری وهی مکة ومن حولها من العرب انتہی اس آیت مین آنحضرت صلعم کو حکم ہی کہ ام القری یعنی مکہ شریف والے لوگونکو اور اسکی گرد اگرد کے لوگونکو کہ فقط حجازی انذار کا حکم ہی پس اس آیت سی نعوذ باللہ من ذلک وہ فرقہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص حجاز کی ساتھہ ہی کرتا ہی اگر ارسلنٰک الی الناس کافة ونحوها احادیث پیش کیجاوے ہمارے طرف سی تو انکو بہی ایسے تاویلات رکیکہ سے مخصوص حجاز کی ساتھہ کر دیگا جسطرح تاویلات و توہمات کاسدہ سے جامع براہین محفل میلاد کا انکار کرتا ہی اور اتفاق و اجماع امت پیش کیا جاوی تو مانند جامع براہین کے کہدیگا کہ اجماع و اتفاق بمقابلہ نصوص کے مقبول نہین اور بمقابلہ نصوص کے کروڑون کا فتوی بہی غیر معتبر ہے اور قابل التفات کی نہین ہی اب دیکھو اسی تقریر جامع براہین سے کفر تک بہی ثابت ہو سکتا ہی اور ایسے گفتگو مزخرفات سی ایمان بہی کہو سکتا ہی کوئی ایسا آدمی ہے جیسا کہ جامع براہین ہے اور تحریف معنوی آیت قرانی مین کر دینا بہی جامع براہین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ والعاملین علیها جو نص ہے صدقات کی بارہ مین اور شروع و صدر اس آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الایة ہی اس سے اجرت مدرسین کا جواز ثابت کرتا ہی اور کہتا ہی صفحہ ۱۸۵ مین کہ زمان فخر عالم مین عمال کو عمالہ ملتا تھا قرآن مین فرمایا ہی والعاملین علیها سو وہی امر دینی پر لینا اب بہی کوئی امر زائد نہین ہے ہان تغیر وصف ہوا ہی کہ اوس وقت بطور رزق و کفایہ کی تھا اور رزق قضاة وولاة و غزاة وغیرہ سب یہی قسم مین اب بطور اجرت ٹھہر گیا ہی انتہی) جامع براہین اجرت خود کہتا ہی اور پہر صدقہ کی آیت

سے اسکا اثبات کرتا ہے اجرت و صدقہ کو ایک قرار دیتا ہے تحریف معنوی آیت کی ہے ایسے تحریفات یہود کیا کرتے تھے کسی مسلمان کا
کام نہیں ہے بلا شبہ صدقہ و زکوۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہے صدقہ و زکوۃ تملیک بلا عوض کی ہے اور اجرت بمقابلہ عوض کے
ہوتی ہے یعنے جو اجرت من کل الوجوہ ہے وہ بلا عوض نہیں ہوتی اور زکات پر جو عامل ہوتا ہے اوسکو بقدر عمل دیا جاتا ہے اور
ومن وجہ صدقہ اور من وجہ اجرت ہے شبہ اجرت و صدقہ دونوں کا اوس میں ہے اسواسطے ہاشمی عامل ہو اوسکو دینا درست نہیں
ہے اور نصف سے زیادہ دینا درست نہیں ہے اور اگر مال زکوۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہو جاوے تو کچھہ نہ دیا جاویگا چنانچہ در مختار
و شامی میں یہ بیان موجود ہے اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہے جو ذی شبہین ہے اجارہ کے طور پر نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ اجارہ بدون
مدت معلوم و عمل معلوم و اجرت معلوم کے نہیں ہوتا ہے چنانچہ شرح ہدایہ میں ہے اور مدرسین کو جو دیا جاتا ہے وہ اجرت کے ہی
طور پر ہوتا ہے اجرت معلوم و مدت معلوم او معین ہوتی ہے بیس یا تیس یا چالیس روپیہ مثلاً یہ اجرت معلوم ہوئی اور
ایکماہ میں اسقدر مدرسہ کا وقت معلوم ہوتا ہے علوم معروفہ مروجہ معلوم ہوتے ہیں پس یہ بطور اجارہ کے ہے اور من کل الوجوہ
اجرت ہوتی ہے یہ بلا شبہ آیت سے ہر طرح سے خارج ہے داخل قرار دینا آیت میں تحریف معنوی ہے جو شیوہ یہود ہے اور
ارق فصاق و غزاۃ وغیرہ کو بھی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہے کہ صدقات میں سے بھی اونکو دیا جاتا ہے اور عاملین جسکی مصرف بنایا
اوسکی ہی مصرف قضاۃ و غزاۃ وغیرہما بھی ہیں یا یہ کہ بطور اجرت کے جسطرح مدرسین کو دیا جاتا ہے اسطرح انکو بھی دیا جاتا
تو بھی سراسر بعلمی ہے کیونکہ قضاۃ وغیرہا مصرف اور چیز کے ہیں کہ جسکی مصرف عاملین علی الصدقات ہیں اوسکی مصرف
قضاۃ و غزاۃ وغیرہا ہرگز نہیں ہیں اور یہ بطور اجرت بھی ہرگز نہیں دیا جاتا ہے بلکہ علما و معلمین بلا اجرت کو یعنے جو بلا اجرت
ایسے بطور تعلیم و تدریس کرتے ہیں اوسکو بطور کفایہ دینے کا حکم قال فی در المختار مصرف الجزیۃ والخراج و مال التغلبی وھدیۃ
للامام وما اخذ منہم بلا حرب ومن ترکۃ ذمی وما اخذہ عاشر منہم (مصالحنا) خبر مصرف کسد ثغور و بناء قنطرۃ و جسر
وکفایۃ العلماء) والمتعلمین وبہ یدخل طلبۃ العلم (و) القضاۃ والعمال) ککتبۃ قضاۃ و شہود و قسمۃ و رقباء سواحل و
رزق المقاتلۃ وذراریہم ای ذراری من ذکر مسکین فہذا مصرف جزیۃ و خراج و مصرف زکاۃ و عشر مر فی الزکاۃ
ومصرف خمس و رکاز مر فی السیر وبقی رابع وھو لقطۃ و ترکۃ بلا وارث و دیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہا لقیط
فقیر و فقیر بلا ولی وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصہ ولہ ان یستقرض من احدہا لیصرف للآخر ویعطی
بقدر الحاجۃ والنفقۃ ان لفضل فان قصر کان اللہ علیہ حسیبا انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ مال چار قسم کا
ہے ہر ایک قسم کے مصارف جدا جدا ہیں امام پر واجب ہے کہ ہر ایک مال کو علیحدہ علیحدہ مکانوں میں رکھے اور جدا جدا مستحق کو دیوے
علما و قضاۃ و غزاۃ کو جزیہ و خراج و مال تغلبی و ہدیہ تغلبی و ماخوذ من الکفار بلا حرب و ماخوذ عاشر از کفار میں سے
دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کے ہیں اور مصرف زکوۃ و عشر دوسرے ہیں جو مصرف زکوۃ و عشر میں مذکور ہیں اور

مصرف خمس درکاز کی دوسرے ہین کتاب الجہاد مین گذری ہین اور مصرف ترکہ بلا وارث ولقطہ ودیتہ مقتول بلا ولی کا لقیط فقیر
وفقیر بلا ولی ہی دیکھو یہ تمام اقوال جدا جدا اقسام مین ہرایک کے مصارف جدا جدا ہین جامع براہین سبکو ایک قسم اپنی
بیعلمی سے زعم کرتاہی اور علماء بحسب علم مصرف زکوۃ نہین ہین اور یہ والعاملین علیہا مین شامل کرتاہی جو مصرف زکوۃ کی ہین اور
جزیہ وخراج وغیرہ اموال کوری مصرف معلمین بہی ہین لکن وہ معلمین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہووین چنانچہ شامی مین مصرح
ہی اور عمال سے مراد درمختار مین کاتب قضاۃ وگواہ قسمت مین الورثہ والشرکاء کیوقت جو حاضر ہوتی ہین اور نگہبان کنارون
دریا کی ہین چنانچہ یہ عبارت درمختار مین ہی موجود ہی اور عمال مین مذکر وواعظ بحق علم ووالی وطالب علم ومحتسب وقاضی ومفتی
ومعلم بلا اجر بہی داخل ہین فی ردالمحتار قولہ والعمال من عطف العام علی الخاص لما فی القہستانی انہ بالضم والتشدید
جمع عامل وھو الذی یتولی امور رجل فی مالہ وعملہ کما قال ابن الاثیر فیدخل فیہ المذکر والواعظ
بحق علم کما فی المنیۃ وکذا الوالی وطالب العلم والمحتسب والقاضی والمفتی والمعلم بلا اجر کما فی المضمرات انتہی
عاملین مین وہ معلم داخل ہے جو بلا اجر تعلیم کرے اور عاملین وہ ہین جو مصرف زکوۃ کی ہین یہ وہ ہین جو مصرف جزیہ وخراج
وغیرہ اموال کو بالاکی ہین الغرض والعاملین علیہا شامل کسیطرح مدرسین ومعلمین بالاجر نہین ہے اور ہرایک قسم مال کے
علیحدہ ہی اور ہرایک کا مصرف علیحدہ جامع براہین کا بسبب بے علمی کے تحریف معنوی آیت قرآن مین کرنا ثابت ہی اور جامع براہین
مفسر بالرای بنتاہی اور تمام امت کی خلاف مدرسین ومعلمین بالاجر کو آیت قرآنیہ مین داخل مانکر جواز اجرت تدریس قرآن
ہی ثابت کرتاہی اسقدر خبر نہین کہ اگر قرآن سی اجرت علم دین وتعلیم قرآن پر ثابت ہوتی جیسا کہ یہ زعم فاسد وہم کاسد جامع
براہین کا ہی تو آنحضرت صلعم یہ کیون فرماتی اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ امروین پر لینی کے یہی معنی ہین کہ اجرت لینا درست
ہی اور آیت کا بہی مطلب یہی ہے تو فرمانا آنحضرت صلعم وان اتخذ مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا مخالف قرآن کے
ہوگا اگر یہ کہو کہ قرآن سے تو جواز مفہوم ہی لکن حدیث ناسخ ہے تو باوجودیکہ خبر واحد سے نسخ ثابت نہین ہوسکتاہی تب بہی
مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوخ ہو احادیث سے تو عمل وقول جواز کیواسطے منسوخ سے حجت جامع براہین نے پکڑی ہی
ومرتکب حرام کا ہوا یا یہ کہئی جامع براہین کہ حدیث احاد بمقابلہ قرآن شریف کے متروک تو جامع براہین سے یہ کہنا چاہیے
کہ جامع براہین صاحب آپ مصداق اس قول کی ہین خشکہ باگندہ بہروزہ اگرچہ گندہ لکن ایجاد بندہ امام ابوحنیفہ و
صاحبین ومشائخ نے تو آجتک یہ جواب نہ دیا اور امام صاحب وصاحبین الی آخر العمر عدم جواز کی قائل رہی اور باوجود
مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید مین موجود تہا اور امام اعظم لقب تہا اونکو نہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کوبہی وقوف
اس جواب پر نہوا بلکہ مشائخ متاخرین مین سے بہی جو جواز اجرت کی قائل ہوئی اون پر بہی یہ جواب پوشیدہ رہا اور جواز
کی علت بالاتفاق کل نے ضرورت قرار دی اور فقہاء اسکا مصرح ہین کہ بلخیون نے حکم جواز دینے مین مخالفت امام صاحب

وصاحبین کی کی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہی قال فی رد المحتار فہذہ مجموع ما افتی بہ المتاخرون من مشائخنا وہم
البلخیون علی خلاف فی بعضہ مخالفین ما ذہب الیہ الامام وصاحباہ وقد اتفقت کلمتہم جمیعًا فی الشروح
والفتاوی علی التعلیل بالضرورۃ وہی خشیۃ ضیاع القرآن کما فی الہدایۃ وقد نقلت لک ما فی مشاہیر متون
المذہب الموضوعۃ للفتوی فلا حاجۃ الی نقل ما فی الشروح والفتاوی وقد اتفقت کلمتہم جمیعًا
علی التصریح باصل المذہب من عدم الجواز انتہی اب اس فتنہ وفساد کی اور انتشار جہل وفساد عقائد کی زمانہ
مین جامع براہین سے معلم آدمی ونافہم کی کو یہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفقہا کے بالکل مخالف ہین ہان جامع
براہین وحی کا ادعا کرے کہ وحی سے یہ معنی جدید معلوم ہوئے ہین اور یہ معنی اب ہی قرار دیئے ہین اس آیت کی بحکم وحی جدید
نعوذ باللہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہی ایسے خرافات سی اسکو شرم وحیا نہین آتی ہی کہ کوئی دیکھیگا تو کیا کہیگا باین
ہمہ مولف انوار کو کم فہم وبیعلم جتاتا ہے ان حضرت پر اپنی ذات کا پرتو پڑتا ہی اور اپنے اوصاف معلوم ہوتے وہ دوسرے کے
قرار دئے لینے پر قیاس مولف انوار کو ہی کرتے ہین الغرض جامع براہین کے مسلک سے تمام جہان کے بدعات وکفریات کا ثبوت
ہو سکتا ہی اور اسکی تقریر سید احمد خان کی تقریر سے جس نے تفسیر احمدی اردو لکہی ہے اور قرآن شریف کی معنے بدل اپنے
اور اپنے نفس کے موافق کئے ہین کم نہین ہے بلکہ بڑہکر ہے پس ایسے شخص کا کیا اعتبار ہی اب منصفین کو خوب واضح ولائح ہو گیا
ہوگا کہ قول فاکہانی ذکر کرنا سراسر سفاہت ہی اور بمقابلہ جمہور قول فاکہانی بالکل مردود ہے اور قیاس جلال الدین وابن
حجر صحیح ودرست ہی وسواس جامع براہین اوسکی بارہ مین جسقدر ہین سب باطل ہین اور فتوی علما کا اس بارہ مین معتبر ہے
اور اس محفل پر تعامل وتعارف علما کا واقع ہی وہ ملحق ساتھ اجماع کے جو دلیل قیاس سے بڑہکر ہے اور تقاریر جامع براہین
مانند فرقون بدعیہ کی ہین جو قابل التفات نہین اور ایسے تقاریر سے بدعات کا ثبوت وسنن واحکام شرعیہ کا رفع لازم آتا ہی
پس ثبوت محفل میلاد شریف کا جو مولف انوار نے دیا ہے حق ہے اور اہل سنت وجماعت کو فتح نصیب ہے وہابیہ کو ہاتھ مین
سوائی نقصان وخسران شکست وزک فاش کے کچہہ نہین ہے اور ذکر ولادت آنحضرت صلعم کا وہ چیز ہی کہ بڑے بڑے فضلا
وعلمانے اور مشائخ وصوفیہ رحمہ نے اسکو قبول کیا ہی جامع براہین یا کوئی دوسرا حیلہ سازی وروباہ بازی سے کسیطرح
اسکو نہین اوٹھا سکتا ہی انکے ایسے مزخرفات سی کیا ہوتا ہی اہل سنت وجماعت کا اس سے کچہہ نہین کر سکتے ہین اپنا سر پیٹتے ہین
شعر ناقصی گر کند این طائفہ را طعن قصور ؛ حاشا للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را ؛ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ؛ **قال** صاحب انوار ساطعہ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا
رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکہون کے اور خلاف سواد اعظم کے سمجہکر ہر دورہ مین اور ہر عہد مین وہ منکر اپنے علما ومعاصرین
کی نزدیک غیر مقبول ومتروک العمل رہا **قال** جامع البراہین القاطعۃ صفحہ ٦٦ ادوا ایک عالم موافق النصوص شرعیہ کے فرماوے

اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہوویگے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی
امر اللہ۔ طائفہ خود قطعہ شی کا ہوتا ہی اور قلت پر دلالت کرتا ہی پس ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کی کہے وہ
طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہے اور اوسکے مخالف تمام دنیا بھی ہو تو مردود ہے اور یہان خود مبرہن ہو لیا
ہی کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہی فماذا بعد الحق الا الضلال
اب مؤلف ممالک کے شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکہی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کرچکا کہ مولف کی پاس کوئی دلیل سوائے
اسکی نہین کہ تمام علما کرتے رہے اور یہ بشرط ثبوت و تسلیم کوئی حجت شرعیہ نہین حجت وہ ہی کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہووے
اب مؤلف کا مایہ علم اور دلیل اثبات اوسکے مدعی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہ کی حکایت سے استشہاد
کرنے لگا اور کفار فرنگ کے تعطیل کو بھی حجت جواز بنالیا کل کو رام لیلہ کے تعطیل کو حجت جواز رام لیلہ کے نہ لکہدی
استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کی حواس مین بے شک فتور اور اوسکو ضعف دماغ سے مالنخولیا ہوگیا ہے افسوس الخ
اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق جامع براہین صاحب قول صاحب انوار کو تو سمجہتے نہین ہین انکل پچو جو
چاہتے ہین احادیث رسول اللہ صلعم کے مراد خلاف لیکر موافق اپنے مطلب کی کہدیتے ہین اتنی خبر نہین کہ یہ تحریف کرنا
بھی افترا علی رسول اللہ صلعم مین داخل ہے اور غیر مراد شارع کو مراد ٹہرانا ضلالت ہی چنانچہ عجالہ شاہ عبد العزیز صاحب
مین موجود ہے صاحب انوار ساطعہ کے الفاظ مذکور بالا سے واضح ہی کہ ایک آدمی کا انکار بمقابلہ ہزارون و لاکہون علما
کی غیر مقبول اور متروک ہی جامع براہین صاحب فرماتے ہین کہ دو ایک عالم کے مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک دو ہی عالم
مظفر و مقبول عند اللہ ہونگے اگر مراد تمام دنیا سے جہال تمام دنیا کی ہین تو وہی بات ہوئی کہ من چہ میگویم و طنبورہ
من چہ میسراید صاحب انوار ساطعہ تو جہال تمام دنیا کی مقابلہ مین ایک عالم کا قول غیر مقبول نہین فرماتے ہین معلوم نہین یہ کسکو جامع براہین صاحب
دیتے ہین نشہ شراب غفلت سے بیدار ہوکر جامع براہین صاحب کو بات کرنا چاہئے ورنہ قابل مناظرہ و خطاب نہین ہے اور اگر ایک دو عالم کی مقابلہ مین تمام
دنیا کے علما کا قول جو ہزارون و لاکہون ہوین جامع براہین غیر مقبول زعم کرتے ہین تو یہ وہی بدعت سخت و ضلالت کرخت ہی اور لاکہون علما اور تمام فضلا کی حقیقین پر علم
فاسد و عقیدہ کرنا کہ یہ نصوص کے مخالف ہین اور دو ایک مخالف نہین ہین کسی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کوئی
دلیل شرعی و عقلی اسکی مثبت نہین ہے اگر لاکہون علماء امت محمدیہ صلعم اور تمام دنیا کے فضلا مخالف نصوص
ہووین تو وہ نصوص ایسے ہونگی جیسے اہل بدعت و اہل کفر پیش کرتے ہین مانند فانکحوا ما طاب لکم کے جس سے چار
عورتون سے زیادہ کا نکاح جائز ہونا اہل بدعت ضلالت مانند روافض وغیرہ کی ثابت کرتے ہین اور ما نہ لتنذر
ام القری و من حولہا الی کہ اوس سے اہل کفر و طغیان مخصوص ہونا نبوت آنحضرت صلعم کا ساتھ ملک عرب کے ثابت

کرتی ہین جنکا ذکر اوپر گذرا ہے اور مانند آیت وامسحوا برؤسکم وارجلکم کے جس سے روافض بلکہ بعض اہل سنت بھی
جواز مسح رجل ثابت کرتے ہین چنانچہ محمد بن جریر طبری سنی وہ بھی تخییر کا درمیان غسل ومسح کے
قائل ہوا ہے تکملہ مجمع البحار مین ہے تحت لفظ عرقوب کے فیہ جواز التعذیب بالنار من الصغائر لان ترک
بعض عضو الوضوء لیس کبیرۃ لاختلاف الامۃ فی فرض الرجلین فان محمد بن جریر الطبری
وھو سنی یقول بالتخییر بین المسح والغسل انتہی بلکہ عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ امام حسن بصری بھی تخییر کے
قائل ہین جامع براہین کو اگر غرہ ہووے کہ نص حدیث ویل للعراقیب من النار وھل للاعقاب من النار
موجود ہے پس قول مجوزین وتخییر بین الغسل والمسح کا خلاف نص حدیث ہے تو کہا جاویگا کہ محمل حدیث یہ ہونا ممکن
ہے کہ یہ اوسوقت مین فرمایا ہے کہ اعقاب وعراقیب پر مسح وغسل کچھہ بھی نکیا ہووے پس حدیث مین دلالت
انحصار غسل پر نہوئے اتفاق جمہور علما اجامع براہین پیش کریگا تو وہی جواب جامع براہین کا جامع براہین کے سر پر
مارا جاویگا کہ قول وفتوی لاکہون وکروڑونکا بمقابلہ نص غیر مقبول ہے اور یہان وارجلکم موجود ہے اگر دوسرے
قراۃ وارجلکم سے جو ساتھہ نصب کی ہے غسل کا ثبوت بایطور کریگا کہ عطف وجوہکم پر ہے تو کہا جاویگا کہ غسل کے جواز
کا کسکو انکار ہے اسکے جواب غسل کا اثبات کرنے لگی ہین دو قرائین بمنزل دو آیتونکی ہین ایک کا مقتضی غسل ہے دوسری کا
مقتضی مسح ہے دونومین سے جو چاہو کرلو تخییر کی ممانعت نص قرآن سے مفہوم نہین ہے اور تخییر مین دونون
پر عمل بحسب تبدل اوقات ممکن ہے پس تخییر متعین ہے پس جسطرح یہ نصوص ہین جو جمہور کے مقابلہ مین پیش
کیجاتی ہین اور انکو باین معانی کہ مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہین ہم معشر اہل سنت وجماعت نہین ملتے اور اونکی ایسے
معانی بیان کرتی ہین اور ایسے وجوہ ذکر کرتے ہین جن سے موافق جمہور کے یہ نصوص ہوجاتی ہین پس ایسے ہی جن نصوص
کو جامع براہین تمسک ایک دو عالم کا بتاتا ہے اور جمہور کو اوسکا مخالف قرار دیکر سبکو ناحق پر زعم کرتا ہے اونکی معانی
بھی ہم معشر اہل سنت کی نزدیک ایسے ہی ہین کہ وہ موافق جمہور کے ہی ہوجاتی ہین اور ایک دو عالم کے ہاتھہ مین کچھہ
بھی نہین رہتا ہے اب تک جامع براہین نصوص نصوص کہتا چلا آتا ہے لیکن کوئی ایسے نص پیش اب تک نہ کی جو موافق جمہور کے
نہ ہوسکتی ہو پس ایک دو عالم جنکو یہ جامع براہین حق پر زعم کرتا ہے وہی خطا پر و باطل پر ہین نہ جمہور اور حدیث
لا یزال امتی الخ سے یہ مراد ہرگز نہین ہے ایکطرف تمام دنیا کے عالم ہووین اور ایکطرف دو ایک عالم ہووین تو دو ایک
ہی مقبول ہین اور تمام دنیا کے عالم جسپر ہین اور اوسکو حق جانتے ہین وہ امر مردود ہے یہ معنی تو اس حدیث کی کسی
لفظ اور کسی قرینہ و کسی حالت سے کسیطرح مفہوم نہین ہین اور یہ افحش ہے اس حدیث مین لفظ طائفہ سے مراد
ایک ہی رجل لے لیا ہے اور ایک کا قول بمقابلہ تمام دنیا کی مسلمان علماء کے مقبول ہو اور تمام دنیا کے علما کا قول مردود ہو

ہو یہ غیر مراد شارع کو مراد شارع دینا ہی جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب ضلالت و گمراہی ہے اور حدیث مذکور چند الفاظ سے ہے اور بعض روایت مین کچھ زیادہ ہی بعض مین کچھ ہے اور بعضے روایت مین اونکا مقام بھی آنحضرت صلعم نے یہان بیان فرمایا ہی اور مراد اس طائفہ سے علمار محققین مے وہ گروہ لی ہے جو اظہار علم و افشا شعار دین اور شوکت باب جہاد مین ساتھ کفار و ملحدین کے کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قولہ ای کما رواہ مسلم عن سعد بن ابی وقاص مرفوعًا (لا یزال اہل الغرب ظاہرین علی الحق) ای علی طریق الحق ونہج الصدق وسبیل الطاعة من الجہاد وتعلیم العلوم للعباد (حتی تقوم الساعة) ای الی قرب القیامة ذہب ابن المدینی الی انہم) ای اہل الغرب (العرب لانہم المختصون بالسقی بالغرب وہی الدلو) وغیرہ ای غیر المدینی یذہب الی انہم اہل المغرب وقد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناہ وفی حدیث آخر من روایة ابی امامة کما رواہ الطبرانی عنہ مرفوعًا (لا تزال طائفة من امتی) ای امة الاجابة ظاہرین علی الحق ای مستعلین علیہ غیر محققین لدیہ (قاہرین لعدوہم) ای غالبین علیہم من غلبہ واللام للتقویة (حتی یاتیہم امر اللہ) ای بفنائہم وخفائہم (وہم کذلک) ای لا ثبون علی ما ہنالک (قیل یا رسول اللہ این ہم قال ببیت المقدس) ولعل مثل ہذا الحدیث حمل ابن المدینی علی تاویل ما تقدم وقال غیرہ المراد باہل الغرب اہل الشام لانہ غرب الحجاز بدلالة روایة ہم بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل منہما جمع یقومون بامر الحق من اظہار العلم وافشاء شعار الدین والاجتماع فی باب الجہاد مع الکفار والملحدین ویؤیدہ ما رواہ مسلم عن جابر بن سمرة مرفوعًا لن یبرح ہذا الدین قائما یقاتل علیہ عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة انتہے اس عبارت سے واضح ہی کہ وہ طائفہ یا اہل عرب ہی ہین یا اہل بیت المقدس ہے یا دونون جا کے ہی ہین اور وہ اپنے اعدا پر ہمیشہ جہاد وغیرہ مین غالب رہتی ہین چنانچہ یہ غلبہ و قہر اعدا پر اون جانب لوگونمین اس زمانہ مین بھی حاصل ہے اور وہ ایک جماعت ہین نہ ایک رجل جیسا کہ زعم فاسد جامع براہین کا ہی اور اس حدیث مین حجیت اجماع ہونا اور مراد اس سے بہادران مجاہدین نبرد آزما و فقہا محدثین و زہاد و آمرین بالمعروف جو متفرق اطراف و اقطار زمین مین ہین مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت و جماعت مراد ہونا اور جو اونکی اعتقاد مین شامل ہے مراد ہونا بھی علمائے ارقام فرمایا ہی قال فی مجمع البحار تحت لفظ طرف لا یزال طائفة من امتی متظاہرین علی الحق ہم اہل العلم ای معاونین علیہ ویحتمل ان یکون علی الحق خبرًا ثانیًا فیہ حجیة الاجماع وامتناع خلو العصر عن المجتہد ولا یعارضہ لا یقوم الساعة الا علی اشرار الناس اذ المراد ان اغلبہم شرار وبدلیل انہم اہل العلم انہ انما یتم الاستقامة بالفقہ ویحتمل ان ہذہ الطائفة متفرقة فی اقطار الارض من شجعان مقاتلین وفقہا محدثین

وزهاد والآمرین بالمعروف ولایلزم کونہم مجتمعین قولہ حتی یاتی امر اللہ وهو الریح الاخذة روح مؤمن قال احمد هم اهل الحدیث قال القاضی اراد اهل السنة ومن یعتقد مذهب اهل الحدیث انتهی وشیخ عبد الحق دہلوی محدث در ترجمہ مشکوۃ میفرمایند بعضی مراد باین گروه اصحاب حدیث داشته اند که ترویج سنت وتجدید دین می نمایند واکثر بر آنند که مراد غزاۃ اند که بجهاد با کفار تقویت وتائید دین میکنند ودر آخر زمان بسر حدهای اسلام مرابطت دارند ودر بعضی روایات آمده که وهم باشام ایشان در شام اند ودر بعضی آمده حتی تقاتل آخرهم المسیح الدجال واین روایات ناظر در اراده غزاة اند وظاهر عبارت حدیث در عموم است واللہ اعلم انتہی یہ تمام عبارات علمائی باعلی صوت ندا کرتی ہین کہ مراد طائفہ سی حدیث مین جماعت ہی جو کفار وملحدین پر غالب رہتی ہین اور وہ ملک شام مین یا عرب یا دونون جگہہ یا تمام عالم مین متفرق ہین اس حدیث مین طائفہ سی ایک دو عالم مراد نہین ہین پس زعم جامع براہین کا کہ ایک دو عالم کے حق ہونے اور باقی تمام دنیان کی علماء کے ناحق پر ہونیکی بارہ مین جو پیش کرتا ہی اس حدیث سی سراسر باطل ہے اور اگرچہ طائفہ کا اطلاق ایک پر بہی آتا ہی لیکن یہ مستلزم اس امر کو نہین کہ اس حدیث مین بہی مراد ایک ہی ہووے جماعت مراد نہووے یہ جامع براہین کی بڑی نادانی ہی کہ تمام شراح ومحشین تصریح جماعت کی کرتے ہین اور یہ ایک جاہل اس سے مراد لیتا ہی اب بتائی دماغ مین خلل وفتور وضعف مرض ومالیخولیا جامع براہین کی ہی کہ الٹی معانی حدیث کی کرتا ہی یا صاحب انوار ساطعہ کے موافق قواعد شرعیہ گفتگو کرتا ہے بلکہ راقم الحروف کہتا ہی کہ یہ حدیث آنحضرت صلعم نے واسطے تسلی مسلمانون کی فرمائی ہے کہ کثرت اہل کفر وباطل کی اونکو یعنے مسلمانونکو تعجب مین نڈالیگی اور اونکے کثرت کی سبب سے مسلمان مغلوب نہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اونسے عدد مین کم ہوینگے اور وہ یعنے اہل کفر وباطل زیادہ ہووینگے فی مجمع البحار تحت لفظ طیف وفیہ لایزال طائفة من امتی علی الحق الطائفة الجماعة من الناس ویقع علی الواحد کانہ اراد نفسا طائفة ابن راهویہ یحدون الالف وسیبلغ وهذا الامر الی ان یکون عدد المتمسکین بما کان علیہ النبی صلعم واصحابہ الفا یسلی بذلک ان لا یعجبهم کثرة اهل الباطل انتهی اور قول اکثر علماء کا کہ مراد اس سے غزاۃ ومجاہدین ہین دلالت واضح اس پر کرتا ہی کہ یہ طائفہ بمقابلہ کفار واہل الحاد کے ہوگا کیونکہ جہاد وغزا بدون کفار کے نہین ہوتا ہی اور کوئی لفظ ایسا عام اسمین نہین کہ بمقابلہ علمائے تمام دنیا کی بقول جامع براہین اس حدیث کا ہونا ممکن ہووے پس یہ حدیث اس تقریر پر بہی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد شریف پیش کرنا جہالت صرف وسفاہت خالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض افترا ہی کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہ کی کہ ایک شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کی حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز بیقین وظن معتبر نہین کر سکتا ہی یہ ایسے ہی لوگونکا کام ہے جیسی کہ جامع براہین صاحب ہین اور یہ جو کہا کہ یہان خود مبرہن ہولیا کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی اور ادلہ اربعہ کی بدعت ہونا اسکا ثابت ہی انتہی یہ وہی ہذیان سفاہت توأمان قدیمی ہے جو اثر مرض دماغی کا ہی بر ہانکی تمام مقدمات یقینیہ ہووین

ورنہ برہان نہین جامع براہین کا کوئی مقدمہ ظنیہ بھی نہین ہے تمام وہمیات بلکہ مغالطات ہین پھر برہان کہان و
مبرہن ہونیکی کیا معنے اور مجلس مروج کا قیاس واستحسان سے ثبوت استحباب ہوگیا دعوی خلاف ہونے ادلہ اربعہ کا
کرنا اور ادلہ اربعہ سے بدعت بتانا نادانی ظاہر ہے فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع براہین ہے نہ
مؤلف انوار اور مؤلف انوار کا مالک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علماء کر رہے ہے اثبات استحسان علماء کا ہے
اس مجلس کے بارہ مین اور استحسان ملحق ساتھ اجماع کے ہونا عبارات کتب فقہ واصول سے بخوبی اوپر معلوم
ہوچکا ہے اوسکی حجت شرعیہ ہونیکا انکار کرنا اجماع کے حجیت کا انکار کرنا ہے اور اہل بدعت ضلالت کی دائرہ مین شامل
ہوتا ہے اور استحسان علماء کو ادلہ اربعہ مین سے نجاننا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع براہین کو بالکل علم وفقہ واصول سے
بھی خبر نہین ہے جسطرح حدیث سے خبر نہین ہے ما یہ علم ودلیل اثبات مؤلف انوار پر تو جامع براہین کیا بیجا طعن کرتا ہے
اوسکی ہی مایہ علم ودلیل اثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ واصول سے کچھہ خبر نہین اور استحسان علماء کو حجت نہین جانتا ہے
باوجودیکہ کتب مین موجود ہے کہ حجت شرعیہ ہے اور ہمایون بادشاہ وغیرہ بادشاہون عادلین وقت اومین جنکی مجالس
مین فضلاء وعلماء مستند مین حاضر ہوتے تھے اور وہ اولوالامر تھے جنکی اتباع واطاعت قرآن سے ثابت ہے قال اللہ تعالے
اَطِيعُوا اللهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اونکی حالات ومعمولات اس محفل کے بارہ مین واسطے تائید
اثبات کی ذکر کرنا طریقہ علماء وفضلاء کا ہے چنانچہ ملا علی قاری وسخاوی وجلال الدین سیوطے وغیرہم علماء ذکر کرتی چلے آئے ہین
جامع براہین کی رائی فاسد مین یہ خوب نہین ہے تو اوسکو علاج اپنے مرض قلبی کا کرنا چاہئے اور کفار فرنگ کی تعطیل
بہ تبعیت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ باوجود عداوت مذہبی کی ایسے لوگ بھی
لحاظ یوم ولادت کا کرین اور عظمت سمجھین تو اہل اسلام اگرچہ نام ہی کے مسلمان ہون اونکو بطریق اولی اسقدر انکی
عظمت واوس محفلکی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود ادعاء ایمان کے یہ کوئی نہ کرے مانند وہابیہ کے اوسکی حال پر
افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار ساطعہ کی ہے اسکو جامع براہین سمجھا نہین اور ام لیلی کو پیش کرنیگا
اتنی فہم جامع براہین صاحب کو نہین کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ مین رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل
اسلام کا ایمان ہے مفہوم ہے ام لیلہ مین یہ رعایت کہان ہے فکیف القیاس اسکی ایسی مثال ہوئی کہ کوئی شخص باوجود
اسلام کی قرآن شریف کو پیٹھکر کے بیٹھے یا وجود جاننے اور امکان احتراز کے اور کوئی ہندو اس سبب سے پیٹھ نکرے
کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اوس مسلمان بے ادب کو ہر کوئی کہیگا کہ ہندو مخالف مذہب و عقیدہ نے
جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیٹھ اوسکو بسبب عظمت بزرگی کے نکی تو تجکو بطریق اولی پیٹھ نکرنا چاہئے تھا اور اسکے
جواب مین وہ مدعی اسلام کہے کہ ہندو کا قرآن کو پیٹھ نکرنا تو محبت عدم جواز پیٹھ کرنیکی لاتا ہے ہندو کی بت کو پیٹھ

نکرنے سے کل توکہین دلیل نہ بکڑنے لگے تو اوس مدعی اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سوا اسکے کہ بیوقوف یہ اور وہ
دونون تم نے برابر سمجھ لیا وہان بیٹہ نکرنا برعایت اہل اسلام کی ہے اور یہان برعایت اہل کفر کی ہی دونون
کسطرح برابر ہوسکتی ہین بس یہی جواب جامع براہین کا ہی کہ رام لیلا و محفل میلاد دونونکی تعطیل کا تو ایک سا حال
جانتا ہی امر متعلق اسلام و امر متعلق کفر دونونکو ایک ہی گنکر خارج از اہل اسلام بنتا ہی ایسے نا انصاف نام کے
مسلمانونکا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب سے ساتھ محفل میلاد شریف کے ایسی ہی کفریات ہی مشابہت
دیتی ہین اور ایمان سے ہاتھ دہوتی ہین وہابیہ کو ایمان سے کیا کام ہے زبانی ایمان اونکو چاہئے استغفر اللہ استغفر اللہ
سچے دل سے جامع براہین کو پڑہنا چاہئے اور انکار محفل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت دینی
سے بلا شبہ استغفار کرنا واجب ہی جامع براہین کو نہ معلوم یہان کس نیت سے یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہرہا ہی یا فقط
استغفار کے ساتھ بہی اسکو استہزا کرنا ہی منظور ہے اب منصفین غور کرین کہ اسکے دماغ مین مرض سالب عقل ہے
یا نہین جو ایسے کلمات ناشائستہ وبی محل کہرہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہئے یا نہین **قال** صاحب انوار
ساطعہ ہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دیچکے کہ مشرق سے مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام اس عمل پاک کو
محمود اور مستحسن جانتے ہین بس کافی ہے ہمکو حدیث ابن مسعودؓ کی کہ فرماتے ہین ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ اچہا جانین وہ اللہ کے نزدیک بہی اچھے ہین اور ہندوستان کے کسی نواح
یا ضلع مین اگر دس پانچ مولوی اس آخری دورہ مین کہ یہ فتنہ فساد کا وقت ہی اپنا ایک جرگہ باندہکر کچہہ اس عملکو
برا کہنے لگین توکب عند اللہ مقبول ہوسکتا ہی اسکا تصفیہ بہی رسول اللہ فرچکے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا
السواد الاعظم اس حدیث کے معنے مین لاکہہ یہ لوگ سر پٹکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شاذہ نقل کیا کرین
جو معنی اس حدیث کے جمہور محدثین کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جسکو مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے
اپنے مطبع کے مشکوۃ مین ملا علی قاری سے نقل کئے ہین سواد اعظم کو لکہا ہی یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر
المسلمین اور اسیطرح مولوی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اس حدیث کے یہ معنی لکہے ہین کہ جو اعتقاد
اور قول و فعل اکثر علما کے ہون لونکی پیروی کرو چونکہ یہ دونون عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہین
اسلئے انکے قول پر بس کرتا ہون نقل اقوال اور محدثین کی کچہہ حاجت نہین انتہی **قال** جامع براہین مولف نے
الفاظ یاد کر لئے ہین معنی توکسی سے پڑہے ہی نہین یہ سمجھہ لیا کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوگئے تو وہ
امر جائز ہوگیا اور حال آنکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہوگئی
اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کو جو ابہی لکہی گئی اور حدیث بدا الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبے

للغربار الحدیث اور مثل اسکے سبکو پس پشت ڈالدیا ہی کہ ان احادیث مین طائفہ اور غربار کی مدح ہو رہی ہے اب جب بدعت
مین انکو ردکر دی تو اوس سے عجب نہین **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف انوار ساطعہ نے گویا اسطرح دلیل استحسان محفل
میلاد شریف بیان کی کہ اوس محفلکو مسلمانونکے تمام ملکونمین علمار نے مستحسن جانا ہی اور جسکو تمام ملکونکے علما مستحسن
جانین وہ خدا تعالی کے نزدیک بہی مستحسن ہے پس یہ محفل خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولی کہ صغری دلیل
کا ہی مؤلف انوار نے اسطرح جواب دیا کہ تمام ملکوان اسلام مین اس محفل کا بطور استحسان ہونا اور علمار وفضلار کا اسمین شامل ہونا
اور اس محفلکی مدح وتعریف کرنا کتب سے ثابت کردیا چنانچہ انوار ساطعہ مین عبارات علمار کی منقول ہین اور ثبوت جملہ ثانیہ کا
جو کبری دلیل کا ہی ساتھ حدیث ابن مسعود ماراٰہ المسلمون الحدیث کی جواب دیا اور بعضے لوگ جو بہ نسبت مجوزین کے اقل ہین انکی
برا کہنی سے کچھہ ضرر نہونا ساتھ حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان واکثر علما کی منقول
مولوی احمد علی ومولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان سے دوسری دلیل کا بیان ہوگیا باینطور کہ بعد تسلیم کے کہ ایک
گروہ جو بمقابلہ مجوزین کی اقل اس محفل کے منکر بہی علما ہین تب بہی ہمارا مدعی حاصل باینطور کہ اس محفل کے مجوزین اکثر علما ہین
چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجوزین اکثر علما ہون وہ ماموربہ شارع کا ہی بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد
الاعظم اور سواد اعظم سے اکثر علما ہونا تمہارے دو مستند عالمون کے قول سے ثابت ہی دیکھو اس دلیل مین کوئی خدشہ نہین ہے گنگوہی
سفاہت سے نہ سمجھے یا مصداق یکتمون الحق وهم یعلمون کا بنی تو اوسکا علاج نہین ہے خدا تعالی اوسکو کافی ہی اور مؤلف
انوار کیطرف نسبت ان بیہودہ معنی کے کرنا بدیہی البطلان ہی ہان جامع براہین نے معنے اپنی طرف سے گہڑ رکھی ہین جو تمام دنیا کی خلاف ہین
اور وہ نہ مراد شارع ہی جیساکہ حدیث لایزال طائفۃ کے معنی قرار دئی ہین کہ ایک جماعت بمقابلہ تمام دنیا کی علماء کے جو کروڑون ہون
حق پر ہی اور تمام دنیا کے کروڑون علما باطل پر ہین کسی نے آجتک یہ معنی حدیث کے نکی اور نہ کسی نے مراد شارع علیہ السلام سے
بیان کی جامع براہین وہابی نے یہ مراد گہڑی ایسی معنے تو بیشک مؤلف انوار کیا صحابہ رسول اللہ صلعم بلکہ رسول اللہ صلعم
لیکر آجتک کسیکو نہین آتی ہین اور نہ ایسی معنے کسی نے کسیکو پڑہائی ہین ہان شیخ نجدی کو آتے ہونگے اوسکو جو کوئی استاد بنائے
یا جس نے بنایا ہی وہ جانتا ہی مؤلف انوار و دیگر اہل اسلام تو اوسکی شاگردی سے پناہ ہی مانگتے ہین اور یہ جو کہا کہ (یہ سمجھہ لیا ہے
کہ جس کام مین بہت سی مسلمان جمع ہوئے تو وہ امر جائز ہوگیا) بیشک جو مسلمان ہی اور آنحضرت صلعم کو اس قول مین سچے
اتبعوا السواد الاعظم اپنا مقتدی جانتا ہی اور اُسپر اعتقاد رکہتا ہی اور اس پر عامل ہی تو ایسا ہی جانیگا کہ جسپر اکثر علما ہون
اوسکی پیروی کرنا چاہئی تمہارے مولوی احمد علی ومولوی قطب الدین نے ان معنی کو کیون قبول کیا اگر یہ معنی حق نہین ہین تو کیا زمانہ
مولوی احمد علی ومولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت تہی اب جامع براہین پر وحی آنی سے نعوذ باللہ من ذلک
یہ معنی منسوخ ہوگئی یہ تو وہی قبول کریگا جو جامع براہین پر وحی آنیکا معتقد ہوکر اپنا ایمان کہووےگا وہابیہ کو ایمانکی کیا پرواہ ہے

شیخ نجدی و مولوی اسمٰعیل مقتول کا قول غلط نہ ہوجانیکا خوف ہی اسواسطے یہ مزخرفات جامع براہین وغیرہ وہابیہ کو
اختیار کرنا پڑا ہی اور یہ جو کہا کہ (حالانکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہوگئی ہا یہ قول
جامع براہین کا اس پر مبنی ہی کہ آنحضرت صلعم نے جو معیار ہمکو واسطے دریافت حق و باطل کے بتادیا ہی اوسکو یہ جامع براہین
نہین مانتا ہی اسواسطے کہ اوس معیار پر رکہنے سے وہابیہ کا اہل باطل ہونا بخوبی معلوم ہوجاتا ہی مسلمانونکو چاہئے کہ اوس معیار کو خوب
محکم پکڑ لین تاکہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق و اہل سنت کے درمیان تمیز حاصل رہی اہل حق و اہل
باطل کے تمیز اوسی معیار سے ہی ہوتی ہے اور اس دعوی مین کہ حق وہ ہی جسپر آنحضرت صلعم و اصحابہ آنحضرت صلعم کے
ہین اور وہ ہم مین ہی پایا جاتا ہی تمام فرقہ مدعی اسلام شامل ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے اعتقاد و فعل کو آنحضرت صلعم
و صحابہ کیطرف منسوب کرتا ہی اور اس معیار مین کوئی کچہہ نہین کرسکتا ہے وہ معیار وہی حدیث ہی جو مؤلف انوار سے
بیان کی ہے اتبعوا السواد الاعظم محققین تصریح فرماتے ہین مراد اس حدیث کی یہ ہی کہ اتباع اکثر علماء مسلمین کرو
اسواسطے کہ جس اعتقاد و فعل و قول پر وہ ہین حق ہے اور ما عداہ اوسکا باطل ہے چنانچہ صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں
اتبعوا السواد الاعظم عب یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ فط ای انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من
الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق وما عداہ الباطل فی اصول الدین واما الفروع فیجوز
فیہا اتباع کل من المجتہدین انتہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ جسپر اکثر علماء مسلمانونکے ہووین وہ ہی حق ہین اور ما عدا
اوسکا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علما ہین جو مخالف اکثر علماء مسلمین کے ہین اور اس زمانہ مین بھی اہل بدعت روافض و خوارج
و غیرہم تہتر فرقونکے علما تمام ملکون کے جمع کیئے جاوین کہ اونمین وہابیہ کو بھی لے لیا جاوے تب بہی تمام ملکونمین جو علماء
اہل سنت و جماعت ہین اونکے ربع بلکہ ثمن کو بہی نہ پہونچیگی چہ جائیکہ ہزار گونہ کی نسبت اون علماء اہل بدعت کو ہووے
علماء اہل سنت و جماعت سے جامع براہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کی بتاتا ہی اگر اوس سے یعنے دونون فریق
سے مراد لیتا ہی تو کذب و دروغ ظاہر ہی اور اگر جہال مراد لیتا ہی قطع نظر اوس سے کہ جہال اہل سنت کی وہ برابر بھی نہین چہ
جائیکہ زیادہ ہووین ہم کہتے ہین کہ اعتبار مسائل مین علماء کا ہی نہ جہال کا اختلاف مسائل مین کرنا علماء کا کام نہ جہلاء کا
پس جہلاء کا اعتبار ہونا ہرگز مسلم نہین ہے جامع براہین کو بیعلمی کے باعث سے اتنی خبر نہین کہ معیار تمیز حقمین کہ حدیث
اتبعوا ہی مراد علماء ہین بدون سمجھے و سوچے مبتدعین زیادہ بتانے لگا ہی اور ادعاء باطل کرنے لگا ہی اگر جامع براہین
سچا ہی تو تمام ملکون کے علماء اہل بدعت تہتر فرقونکے مع وہابیہ کے شمار کرکے اور اہل سنت کی بہی تمام ملکونکے علماء شمار کرکے
زیادت اونکی ثابت کرے ورنہ جہوٹ صرف کام مکذب ہی اور اگر جہال بہی اس شمار مین معتبر ہونا جانتا ہی تو کسی محقق
کی کتاب سے ثابت کرے کہ اونکا بہی اعتبار ہی الغرض علماء فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم مین مراد ہین

اور جس پر اکثر علماء ہوں اوسکی حقیقت اور اوسکی مخالف کا بطلان ثابت ہی اور ہرگز علماء اہل بدعت نہ اول کبھی زیادہ
ہوئے علماء اہل سنت وجماعت سے اور نہ اس زمانہ مین زیادہ ہین اور نہ آیندہ انشاء اللہ زیادہ ہونگے جامع براہین
دو چار یا دس بیس وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے
اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہی کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہین اور یہ خیال خام جامع براہین کا ہی بلکہ اہل سنت وجماعت
وہی علماء ہین جو اکثر ہین موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جسکا بیان ہو چکا ہی اور اب بہی وہی زیادہ ہین علماء اہل بدعت
سی اور وہابیہ ہرگز اہل سنت وجماعت مین نہین ہین اور یہ عقیدہ جامع براہین کا ہی خلاف حدیث نبوی کے ہی کہ جماعت
قلیلہ علمائے کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہین ہے اور حال آنکہ حدیث نبوی سے یہی جماعت کثیرہ کا حق پر ہونا
ثابت ہی پس اس سے ہی اہل بدعت مین سے ہونا جامع براہین کا معلوم ہوا اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کا حال بہی
بخوبی واضح ہو گیا کہ وہ طائفہ اہل اسلام کا مراد ہی بمقابلہ کفار وملحدین کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہین ہی کہ طائفہ
قلیلہ علماء کا بمقابلہ طائفہ کثیرہ وجماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہوتا ہی اور بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغرباء
الحدیث کا بہی یہ مطلب ومراد ہرگز نہین ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کی بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہووے اسکی یہ مراد لینا ہی غیر مراد
شارع کو مراد شارع زعم کرنا ہی جو ضلالت وگمراہی ہی بلکہ اس حدیث کی مراد شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام غریب
ہو کر شروع ہوا یعنے اول مین اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تہوڑے لوگ اسلام لائے تھے اور کفار بہت کثرت سے تھے اور آخر مین
بھی مسلمان لوگ کم ہونگے اور کفار بہت ہونگے پس طوبی ہی یعنے جنت ہی غربا کیواسطے یعنے مسلمانونکے واسطے اول اسلام
و آخر اسلام مین بسبب صبر کرنے انکی کے اوپر ایذا رسانی کفار پر چنانچہ مجمع البحار مین ہے نہ ان الاسلام بدأ غریبا ای کان فی
اول امرہ کوحید لا اہل عندہ لقلۃ المسلمین وسیعود ای یقلون فی آخر الزمان فطوبی ای الجنۃ للغرباء
ای المسلمین فی اولہ وآخرہ لصبرہم علی اذی الکفار ولزومہم الاسلام انتہی دیکھو حدیث نبوی کی کیا مراد ہی اور
جامع براہین اپنے بدعت ضلالت کی ثبوت کیواسطے اور اپنی وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین منحصر کرنے کیلئے اور
اہل سنت وجماعت کو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج کرنیکے سبب سے ارتکاب ان مزخرفات وتحاریف معنویہ
احادیث نبویہ کا کرتا ہی نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی کا خوف اوسہی شخص کو ہوتا ہی جو ایمان والا ہوتا ہی وہابیہ کو
اس سے کیا علاقہ ہی پس حدیث لایزال طائفۃ وحدیث بدأ الاسلام غریبا وامثالہما کا پس پشت ڈالدینا جو یہ جامع
براہین ہی مؤلف انوار ساطعہ کیطرف نسبت کرتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہی کہ اسنے امر اسکو مبنی کیا ہی کہ ان
دونون حدیثون وامثالہما کی مراد اسنے یہ قرار دی تہی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علمائے کے حق پر ہوتی ہین
وناحق اور جماعت کثیرہ علماء کے باطل پر ہوتی ہین جب اسکا بطلان بخوبی واضح ہو گیا وفساد لائح ہو گیا تو پس پشت ڈالنے کی نسبت کرنا

بھی فاسد و باطل ہوئی اور بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء مسلمین کی مدح طائفہ کے کہ جامع براہین کے نزدیک ایک مردہ ہے
اور غیر بادی کہ جامع براہین کے نزدیک فرقہ وہابیہ ہی نہونا واضح ہوگیا اور جامع براہین کی بے علمی و تعصب و سفاہت کو بھی
منصفین نے جانلیا اور یہ جو کہا کہ حب بدعت مین انکو رد کردی تو اوس سے عجب نہین اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جامع
براہین اپنی تقریر پر تزویر کو لچر و لغو اول سے ہی جانتا ہی اور اوسکو خیال ہی کہ اسکے اہل سنت و جماعت ٹکڑے
اوڑا دینگے اور ہباءً منثورا کردینگے اور بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوا اوسکی تقاریر کا ہم سنت و جماعت نے خاکہ اوڑا دیا
اور اسکے عقیدہ فاسدہ و بغض قلبی پر جو اسکو ذکر ولادت و فضائل با تعظیم سے ہے مسلمانونکو آگاہ و خبردار کردیا
یہ ہمارے حق مین حب بدعت کا قول کرتا ہی تو مرض قلبی کے سبب سے اسکو حب سنت حب بدعت معلوم ہوتی ہی کرتا ہی ایسے
لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بھی تھے زبانی مسلمان تھے اور ایسے ایسے طعن اہل حق کے بارہ مین کرتے اور اونکی افعال
محمودہ کو قبیحہ بتاتے تھے اس زمانہ مین ہونا کیا عجب ہے **قال** جامع براہین سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہی کہ
جسوقت مین کہ تمام دنیا مین حب دنیا و جاہ و اتباع ہوئی ہوجائیگا اوسوقت مین وہی دو چار متبع سنت مقبول ہونگے
انکو طوبی ہو انتہی **اقول** و باللہ التوفیق ان احادیث کے معنے ہم بنقل از شراح احادیث معتبرین بیان کرچکے اور جو انکے
معانی ہین وہ خوب واضح ہوچکی کہ کونسی سفیہ کو دن ہوگا جو شراح حدیث کی معانی بیان کئی ہوئے کو نہ مانیگا اور جامع
براہین کی مزخرفات کیطرف جو کسی شرح وغیرہ کا حوالہ نہین دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے احادیث کی معانی جو چاہتا ہے
اپنی خواہش کیموافق بنالیتا ہی التفات کریگا اور ایسے معانی دو چار وہابیہ ہی سنینگے اہل سنت و جماعت کیواسطے
جو شراح سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیان کی ہے کافی ہے یہ مزخرفات جامع براہین کی سننے کی حاجت نہین ہے
مصرع ما چشم گوش خویش بحیز خبر نمیکنم * کیا یہ گنگوہی ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و ابن حجر و ابن جزری و ابن
جوزی و سخاوی و ابو شامہ و قسطلانی و محمد بن صاحب مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر محدثین اور
فقہا کو جو مجوزین محفل مذکور کی ہین اون تمام کو متبع سنت نہین جانتا ہی اگر انکو متبع سنت یہ نہین جانتا ہی جنکی
کتابون پر آجکل سمجھنا و سمجھانا احادیث کا موقوف ہی تو دوسرے کونسے علماء کو متبع سنت جانیگا اور کونسے علماء کے
اقوال پر عمل کریگا اگر متبع سنت جانتا ہی تو یہ تمام محفل میلاد شریف کے قائل ہین یہ تو دو چار سے بھی زیادہ ہین
بطریق اولی اونکا قول مقبول جامع براہین کو جاننا چاہئے اب یہ عذر شاید جامع براہین پیش کریگا کہ دو چار سے
وہ مراد ہین جو فرقہ وہابیہ مین سے ہون اور یہ علماء فرقہ وہابیہ مین سے نہ تھے پھر تو خوب حال جامع براہین کا کھلجائیگا
کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحہ جب ہی سے ہوئی کہ جب سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا لکن اہل سنت و جماعت کا پھر بھی
وہی اعتراض باقی رہیگا کہ دو چار کو بمقابلہ جم غفیر و جماعت کثیرہ علماء کے متبع سنت مقبول کہتا اور جم غفیر و جماعت

کثیرہ علمار کو متبع ہوی و ناحق پر بتانا عقیدہ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہی اور وہابیہ کا متبع سنت ہونا
ہرگز ہمکو مسلم نہیں ہے مخزن و معدن بدعات وہابیہ ہی ہین لامذہبی و نیچریت و آخر مین عیسائی ہو جانا ہم نے انہین
مین دیکھا ہی ناواقف یا متعصب انکار کرے تو ہمارا علم کسی کے انکار سے مرتفع نہین ہوا جاتا ہے پس متبعین بدعت کو
اہل سنت قرار دینا استہزا سنت کی ساتھ کرنا ہی اور اپنا ایمان بگاڑنا ہی ہر حیلہ و بہانا و دغابازی و ابلہ فریبی ہے جامع براہین
یہی چاہتا ہی کہ وہابیہ نے جو بدعت نکالی ہے اوسکا رواج ہو جاوے اور اہل سنت و جماعت اونکی گمراہی کی حقیقت قائل ہو
جاوین لیکن کچھہ نہین چلتی جامع براہین کی للہ در القائل ع ما کل ما یتمنی المرء یدرکہ ؛ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

قال جامع براہین اور حدیث ما راٰہ المسلمون اسکے یہی معنی ہین کہ اگر کسی امر مین نص صریح و قرآن و حدیث و
اجماع امت سابقہ سے نہو اور آسمین باشارہ نص و دلالت النص تمام علما جمع ہو جاوین کیونکہ لام استغراق کا المسلمون
مین موجود ہی اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہی تو کمل مسلمین علماء مجتہدین ہی ہوتے ہین پس تمام
علماء کملاء اوسکو دلالۃ النص سے بوجہ اسلام کامل کے حسن اعتقاد کرین اور جانین کیونکہ مشتق مین مشتق منہ حکم کی ہوتا ہی
پس ایسا امر عند اللہ بہی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہین کہ فرمایا لا تجمع امتی علی الضلالۃ اور یہ اور وہ
دونون حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرماتی ہین انتہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ معنی بہی حدیث ما راٰہ المسلمون کے
جامع براہین کے اختراع صرف ہی جو کسی نے آجتک بیان نہین کی ہین اشارہ نص و دلالت نص کے ساتھہ جمع ہونیکے
قید لگانا اور بدون اوسکے اجتماع علماء کو حجت نجاننا باوجودیکہ یہ کسی عالم محققین نے نہین فرمایا ہی اور کسی مجتہد سے
یہ منقول نہین ہی اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہووے یہ حدیث ما راٰہ المسلمون مین قید اپنی طرف سے لگا کر نص حدیث
کو مقید کرنا راہی سے ہی یہ جامع براہین اول سے آخر تک براہین قاطع مین یہی گاتا ہی کہ تقیید مطلق جائز نہین اور نص
کا مقید کرنا جائز ہے یہان غشاوہ تعصب کے سبب سے سب کچھہ بہول گیا اور اپنی رائے ناقص و فاسد و باطل سے یہ قید
حدیث مین بڑہائی جو کسی لفظ حدیث مین کسیطرح مفہوم نہین ہی اور المطلق یجری علی الاطلاق کو جو جابجا لکہتا
چلا آتا ہی سبکو یہان ہضم کر گیا عجب آدمیت ہی کہ قیاس جلال الدین سیوطی و قیاس ابن حجر و اقوال دیگر علماء محققین
کو اس قاعدہ سے رد کرتا چلا آتا ہی باوجودیکہ وہان ہرگز تقیید مطلق کی موجود نہین ہی چنانچہ اوپر گذرا ہی اور یہان
بلاشبہ تقیید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچھہ خیال نہین منصفین ان جامع براہین کی تعصب و بیعلمی کو خیال کرین
اور اوسکی بیعقلی کی داد دین سند اجماع قیاس ہونا ہی تو جائز ہے اور دلالت نص و اشارت نص کو کوئی قیاس
نہین قرار دیتا ہے اور کسی نے ہمارے علماء محققین مین سے اشارت نص و دلالت نص کی قیاس ہونیکی تصریح نہین
فرمائی ہے اور سند اجماع کا قیاس بہی ہونا تمام کتب اصول مین لکہا ہی اور اوپر عبارت توضیح و تلویح سے گذر بہی چکا ہے